ضمیمۂ ترجمہ مع مرثیے ... اب سبع معلقہ کے مثل کھل گئے

جلد اول

سبع مثانی

(یعنی)

فصحائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر طاب ثراہ کے ۱۴ عدیم النظیر و صحیح ترین مرثیوں کا مجموعہ

(مصدقہ)

فخر المتقدمین استاد المتاخرین یادگار حضرت دبیر مغفور و جانشین جناب اوج مرحوم جناب مرزا محمد طاہر صاحب رفیع مدظلہ العالی

(مرتبہ)

مداح امام کونین جناب سید [illegible] حسین صاحب خبیر رضوی لکھنوی ارشد تلامذہ حضرت اوج مغفور اعلی اللہ مقامہ

حسب فرمائش منیجر ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

(باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع)

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت بلحاظ کاغذ	قسم اول ولایتی چکنا سفید کاغذ (۳۰ پونڈ) دو روپیہ آٹھ آنہ	قسم دوم دیسی سفید کاغذ (۱۶ پونڈ) دو روپیہ	قسم سوم ... سفید کاغذ (۲۰ پونڈ) ایک روپیہ آٹھ آنہ

یہ جلد ... بک ڈپو چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہے

جملہ حقوق محفوظ



اعلی حضرت ہز ہائینس نواب میرفضل علیخاں
صاحب بہادر والی ریاست عالیہ بیگن پلی

الف

عکس عبارت توثیق سبع مثانی از قلم استاذ الاساتذہ حضرت رفیع مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ و تعالی

مداح امام الکونین عزیزی سید سرفراز حسین صاحب خبیر سلمہ اللہ القدیر شاگرد رشید والد علام حضرت اوج طاب ثراہ و خاکسار ہیچمدان رفیع کا مدت سے تقاضا اور خود اس فقیر کا ارادہ تھا کہ تاجدار کشور سخن قبول مداح آل رسول بندہ درگاہ پنجتن خدائے سخن استادنا و نیز جد امجد جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ کے ان مشہور مرثیوں کی تصحیح اصل نسخہ دبیری سے کر دی جائے جنہیں اہل مطبع کی بے پروائی احباب کی دریدہ کارروائی دبیر ہمہ دان و نکتہ سنج کی بے نیازی کلام دبیر کی ملت نوازی اور قبول عام کی قدر افزائی کے ہاتوں بڑے بڑے ستم ہو گئے الحمد للہ کہ اب چودہ مرثیوں کی ایک جلد شائع ہو رہی ہے اصل مرثیوں جو مصنف مرحوم کے پڑھے ہوئے ہیں سے مقابلہ کرتے وقت قیامت نظر آئی مصرعوں اور بیتوں کا ذکر کیا بند کے بند الحاقی اکثر عمدہ بند ندارد کہیں تحریف کہیں تخفیف سلسلہ کی زنجیریں شکستہ کہیں کچھ کہیں کچھ جا بجا الفاظ میں بہار اور خزاں کا فرق جہاں تک ممکن ہوا اصل مرثیوں سے تصحیح کر کے ایک جلد بطور نمونہ از خروارے اہل نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہے خلاق سخن آفرین اسکی طبع میں کوشش اور توجہ کرنیوالوں کو جزائے خیر دے اگر قلوب مومنین پر سعی خیر کا کچھ اثر ہوا تو خاص خاص مرثیے بھی جنکا ہاتوں نے خوب خوب اصلاح کی ہے اسیطرح صحیح حالت میں طبع ہو کر لذت افزائے اہل ذوق ہونگے

محررہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۳۷ء

خاکسار
محمد طاہر رفیع

فہرست مراثی مطبوعہ سبع مثانی جلد اوّل

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	صفحہ	مختصر کیفیت
۱	کوثر میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو	۱۴۴	۱	مضامین بہاریہ و روانگی از مدینہ و حال حضرت مسلمؑ مع شہادت
۲	جب ماہ نے نوافل شب کو ادا کیا	۱۸۹	۳۷	مناظر صبح ترتیب فوج و حال حضرت حرؑ
۳	پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی	۲۳۰	۸۵	حال حضرت عونؑ و محمدؑ
۴	اے صبح کیا ہوا جو ترا جیب چاک ہے	۱۱۲	۱۴۳	حال دربار شام و جنگ حضرت قاسمؑ زبانی شمر لعین (یہ مرثیہ اس سے قبل طبع نہیں ہوا تھا)
۵	سیفی کا نمونہ مری شمشیر زباں ہے	۱۶۳	۱۷۱	حال حضرت ابوالفضل العباسؑ
۶	اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل	۱۳۲	۲۱۳	حال حضرت علی اکبرؑ
۷	آدم کا دادرس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۴	۲۴۷	حال سید الشہداؑ
۸	سرتاج کائنات حسنؑ اور حسینؑ ہیں	۱۳۳	۲۸۹	حال سید الشہداؑ
۹	یارب مجھے مرقع خلد بریں دکھا	۱۲۹	۳۲۲	اشتیاق زیارت حال سید الشہداؑ روایت قیس
۱۰	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا	۱۳۱	۳۵۷	حال سید الشہداؑ
۱۱	کوہ رنیم پہ جو علیؑ کا گذر ہوا	۸۵	۳۹۱	حال سید الشہداؑ
۱۲	جب حرم قلعۂ شیریں کے برابر آئے	۵۸	۴۱۳	حال شیریں (یہ مرثیہ اس سے قبل کسی جلد میں نہیں طبع ہوا تھا)
۱۳	سرسبز ہو یارب یہ سخن اس ہیچمدان کا	۱۱۵	۴۲۹	حال ہند
۱۴	منبر نشین انجمن شاہ دیں ہوں میں	۱۳۰	۴۵۹	روایت خورشید بانو و واقعہ دفن سر سید الشہداؑ بہ نجف

باسمہ سبحانہ

کیست اے فضل علی اندر جہان ہمتاے تو　　روز افزون باد شان و ہمت والاے تو

آمدہ مفتاح قفل مقصدم ایماے تو　　شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو

عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

مین اس متبرک مجموعہ کو اپنے ولی نعمت صاحب شوکت وحشمت شیداے رسول و آل رسول والا خطاب ہز ہائینس نواب میر فضل علیخان صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ والی ریاست عالیہ بیگن پلی کے نام نامی سے بنظر قدر افزائی معنون کرتا ہون۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وابستہ دامن دولت

فقیر خبیر

خط قلمی جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر مرحوم کا عکس

[illegible]

آفتاب آیا قیامت کا نظر نیر سپہر

[illegible]

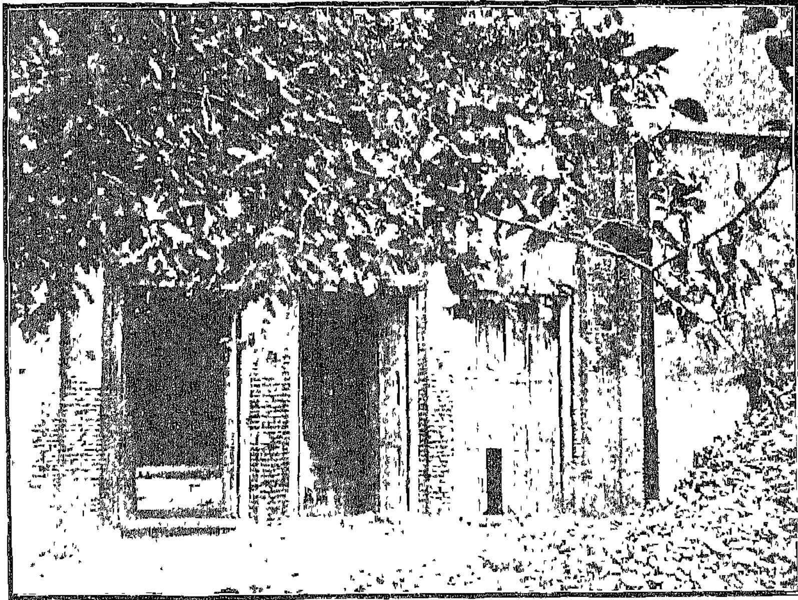
کیا خورشید نے تا شام سفر نیر سپہر

[illegible]

ننھا میوہ باغ نبوت کا ثمر نیر سپہر

[illegible]

جان نہ باقی رہی اور سر کو ملا کر نیر سپہر



مقبرہ شکستہ خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ







تمہید از خبیر

جہانتک مجھے یاد ہے مین بچپن ہی سے خدائے سخن حضرت دبیر اعلی اللہ مقامہ کے کلام کا شیدائی تھا اسیطرح یہ ہوا کہ خوش نصیبی سے جانشین دبیر شاعر بے نظیر جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج نور اللہ مرقدہ سا شفیق و جامع استاد ملا اب کیا تھا ذوق فطری کہین سے کہین جا پہونچا برسون جناب مرحوم کی آستانہ بوسی کی - اسی زمانہ میں مرثیہ پڑھنے کا شوق دامنگیر دل ہوا - ابتدا ابتداءً مین سلام کہتا استاد مرحوم دل بڑھاتے حاضرین مجالس میرے خذف ریزون کو جواہر پارہ بتاتے روز بروز حوصلہ بڑھتا - کچھ دن بعد مرزا دبیر علیہ الرحمہ کے مختصر مرثیے برسر منبر پڑھنا شروع کیے یہ مرثیے کسی مطبوعہ جلد مرزا صاحب سے نقل کرتا اور استاد مغفور کو سنا لیتا - جناب مبرور ان مرثیون کو کبھی اپنی یاد سے درست فرمایا کرتے کبھی اصل مرثیے سے مقابلہ کرکے تصحیح فرما دیتے -

استاد مرحوم اکثر ان مرثیون کی تصحیح کے وقت فرماتے "حیف حضرت مرحوم کے کلام پر اہل مطابع نے بڑا ظلم کیا" برسون یہ بات میری سمجھ مین نہ آئی اور سمجھ مین آتی کیونکر اتنا شعور ہی کہان تھا کہ ربط و بے ربطی مین امتیاز کر سکتا محاسن و معائب کلام پر نظر ڈال سکتا جو کچھ وہ فرماتے سن لیتا -

ایک زمانہ کے بعد قند اردو نظر سے گزری یہ کتاب انٹرنس کے نصاب مین داخل تھی اس مین چند بند مرزا دبیر کے نام سے درج تھے جو مجھے محفوظ نہین صرف ایک مصرع یاد رہ گیا ہے اور وہی دل کے لہو کر دینے کے لیے کافی ہے ع "راکب کا جگر چیر کے مرکب نکل آیا" اور یہ بھی خوب یاد ہے کہ اس بند مین اجل کا قافیہ مکرر تھا مصرعے بالکل بے ربط اور معنی سے بے نیاز تھے - مین نے مولانا جلال [illegible] صاحب مولف کتاب کو لکھا کہ سرکار نے یہ بند مرزا صاحب کی کس جلد سے انتخاب فرمائے ہین اور ان کا مطلب کیا ہے اور اگر بالفرض انکی کسی مطبوعہ جلد مین ملتے بھی ہین تو دبیر جیسے اکمل روزگار سے

ایسے مہملات کا منسوب کرنا کہان تک جائز ہے جسکے جواب مین مولانائے موصوف نے تحریر فرمایا
کہ دوسری اشاعت مین یہ بند خارج کردیے جائین گے۔

یہ بات بھی سمجھ مین نہیں آتی کہ نصاب تعلیمی کے معین کرنے والی انجمن نے ایسی کتاب نصاب
مین داخل کرنے کی اجازت کیونکر دی جسکو پڑھ کر اُستاد شاگرد دونون غلط فہمی مین پڑین اور
ایک زبردست ادیب شاعر کے متعلق نامناسب رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ البتہ مرزا دبیرؔ کے جو مرثیے
اس جلد مین طبع کیے گئے ہین اس قابل ہین کہ اعلےٰ جماعتون کے نصاب مین داخل کیے جائین شاید
ہندوستانی یونیورسٹیان عموماً اور عثمانیہ یونیورسٹی خصوصاً اس طرف توجہ کرے۔ حق تو یہ ہے کہ
اعلیٰحضرت شہریار دکن نے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کرکے اردو ادب کو ہمیشہ کے واسطے زیربارِ منت کرلیا
ہے یہی ایک یونیورسٹی ہے جس نے اُردو کو حیات تازہ بخشی ہے اور ہر وقت زبان کی خدمت مین
منہمک ہے۔ یہان اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مرزا دبیر مرحوم کے مرثیون سے منتخب بند کسی
نصاب کے واسطے درکار ہون تو حیات دبیر جلد اوّل۔ المیزان اور اس جلد سے لینا چاہیے۔ یہ لکھنا
اس لیے ضروری ٹھہرا کہ انٹرمیڈیٹ کے کورس مین ایک اُردو کتاب داخل تھی اسمین ایک دو بند
مرزا دبیرؔ کے ایک ابتدائی پُرانے مرثیے سے لیے گئے ہین یہ وہ مرثیہ ہے جو شاید مرزائے مرحوم نے
۱۳-۱۴ برس کی عمر مین تصنیف کیا ہو۔ لیکن یہ مرثیہ شمس العلما مولانا سید امداد امام صاحب اثرؔ
نے کاشف الحقائق مین لکھدیا ہے اس وجہ سے نصاب بنانے والے نے خیال کیا کہ جو بند ایسے جلیل القدر
بزرگ نے انتخاب کیے ہین وہ اچھے ہی ہون گے اور مرزا کے کلیات پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔
بہرکیف قندِ اُردو مین وہ بند دیکھ کر مین نے مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی بیسون جلدین فراہم کین۔ وقتاً فوقتاً اُن کا مطالعہ کرتا اور حیران
رہ جاتا اسلیے کہ اگرچہ قندِ اُردو والے وہ بند تو کہین نظر نہ آئے لیکن اکثر مقامات پر عجیب عجیب مصرعے عجیب ہیئتین نظر
آئین جو ویسی ہی بلکہ اُن سے کہین بالاتر ہوتین کہین کاتب کی اصلاح سے شعر مہمل کہین الحاق سے
مرثیہ دلق گدا اکثر بند دو دو چار چار مرثیون مین مشترک۔ مثلاً دفتر ماتم کی چھٹی جلد اسمین یہ مرثیہ طبع
ہوا ہے "ملتا ہے مزا روح کو حیدرؑ کی ثنا سے" نوین بند کے بعد سے جتنے بند ہین وہ دوسرے مرثیہ
(مطلع) "اے مومنو کیا رتبۂ ماہ رمضان ہے" مین اُنتیسوین بند کے بعد ضم ہین۔ اسی جلد کے تیسرے
مرثیہ (مطلع) "فرزند علیؑ برج امامت کا قمر ہے" مین بھی دوسرے بند کے بعد وہی بند ہین قریب قریب

لہ ایک کاتب نے یہ مصرع "نگاہ زین و شہیر فلک مل کے دو ہوئے" ایک قلمی مرثیے مین یون لکھدیا تھا "نگاہ زین شہر طلسا
ملے ہل کے دو ہوئے" اگر یاد نہ ہو تو اس مصرع کو دُنیا مین کون صحیح کرسکتا ہے۔ حقیر خبیر ۱۲

یہی عالم ہر مرثیہ کا ہے دبیر مغفور کا ایک مشہور مرثیہ "کوہ رقم پہ جو علیؑ کا گزر ہوا" اکثر بند جو اس مرثیے کے اوّل مین ہین وہی آخر مین اول مین ایک مطلع بھی لگا ہوا ہے "اے منبر حسین بنا اوج آج دے" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتبون نے اجرت کتابت بڑھانے کے واسطے یہ بند مکرر لکھدیے اور صاحبان مطبع نے کچھ اعتنا نہ کی بعض مختصر مرثیے طولانی اور طولانی مرثیے مختصر نظر آتے ہین کسی مرثیہ مین خود مرزا دبیرؔ کے کسی دوسرے مرثیہ سے پیوند دیا گیا ہے کسی مین اُن کے کسی شاگرد یا کسی اور مرثیہ گو کے بند مخلوط کیے گئے ہین بعض مرثیے ایسے بھی ملے جنکے بند بالکل غیر مربوط ہین عجب نہین کہ چند آدمیون نے مل کر یہ مرثیے مجلسون مین نقل کیے ہون اور اپنی رائے کے موافق کُل مرثیہ ترکیب دے لیا ہو جو مصرعے یا بند چھوٹ گئے وہ تصنیف کر کے مرثیہ مکمل کر لیا اور کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کر لیا۔ کیونکہ مرزا دبیرؔ کے کلام کی اُس زمانے مین وہ قدر تھی کہ دوسرون کے مرثیے اُن کا تخلص ڈال کر ہزار دو ہزار روپیہ لے کر اُمرا و روسا کی خدمت میں پیش کیے جاتے تھے اکثر مطبوعہ مرثیے ایسے بھی ملے جن مین دس دس بیس بیس بند ندارد اور مرثیہ بے ربط انکی بھی وہی صورت ہوئی ہو تو عجب نہین کہ مصنف نے بربنائے اختصار چند بند اول سے یا درمیان سے چھوڑ کر کچھ کلمات نثر بیان کر کے تھوڑا بہت مرثیہ پڑھ دیا وہ مرثیہ اُسی طرح مجالس مین نقل ہو گیا جیسے اہل مطبع نے اُسی طرح چھاپ دیا۔

الحاصل مرثیون کا یہ حال دیکھکر مدت سے خیال تھا کہ مرزا مرحوم کا کُل کلام اصل سے مقابلہ ہونے کے بعد صحت کے ساتھ طبع ہو لیکن اس امر عظیم کے واسطے سرمایہ وقت اور قابلیت کی ضرورت تھی ایک آدمی کے بس کا یہ کام نہین۔ مین نے اُستاد مرحوم اور پھر اُستاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی سے بارہا عرض کیا کہ دفتر ماتم کی چھبیسون جلدون کی تصحیح اصل کلام سے ہونا چاہیے لیکن ان حضرات نے محض اس بنا پر سکوت اختیار فرمایا کہ یہ کام برسون مین بھی سرانجام کو پہونچتا نظر نہ آتا تھا پھر ہر مرثیہ کی اصل کبھی موجود ہونا ضروریات سے تھی۔ ۔ ہان اُستاد مرحوم نے چند مرثیے جو میرے پڑھنے کے تھے اصل نسخہ سے مقابلہ کر کے درست فرما دیے تھے جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔

ادھر میرے مخلص دوست سید علمدار حسین صاحب مرحوم[لہ] (بی اے علیگ) رئیس نیوڑہ ضلع مظفرنگر نے اور میں نے یہ قصد کیا کہ مرزا دبیرؔ مرحوم کے مرثیوں سے ایک مسلسل نظم دو ڈھائی ہزار بند کی ترتیب دینا چاہیے

لہ سید علمدار حسین مرحوم بڑے علم دوست تھے مرحوم کی زیر ادارت ایک ماہوار ادبی رسالہ "السجیر" بھی جاری ہوا تھا۔ میرے سچے دوست تھے افسوس کہ مرحوم ۸ / ماہ رمضان ۱۳۴۸ھ کو بعد افطار میرے یہان سے جا رہے تھے کہ موٹر سے تصادم ہوا اور ایسی شدید ضرب آئی کہ چند گھنٹے مین راہی ملک بقا ہوے اگر مرحوم زندہ ہوتے تو اس جلد کی اشاعت و طباعت میں مجکو زیادہ زحمت نہ ہوتی عفی خبیر ۱۲

جسمین امام حسین علیہ السلام انصار حسینی اور اہلبیت اطہار کے مدینہ سے کربلا تک کے سفر کا مفصل حال ہو۔ واقعات کربلا کی تصویر کھینچی ہو اور اسیران اہلبیت کے دربار شام تک جانے زندان شام مین قید رہنے اور مدینہ مین واپسی تک کے واقعات کا مرقع کھینچا گیا ہو۔ اس غرض سے قریب قریب کل مرثیے پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آخر بحر ہزج کے مرثیون سے انتخاب شروع کیا۔ انتخاب کرتے وقت پھر یہ خیال آیا کہ اس طرح محض واقعات کی بنا پر ایک ہی بحر کے مرثیون کے انتخاب مین بہت سے اچھے اچھے مرثیے رہ جائین گے کیونکہ اکثر ایک ہی واقعہ ایک مرثیہ مین معمولی طور پر نظم ہوتا ہے اور وہی دوسرے مرثیے مین جسکی بحر اور ہوتی ہے اُس سے بہتر طریقہ پر کہا جاتا ہے مثلاً میر انیس مرحوم کے یہی دو مصرع "تھا بلبل خوش گو کہ چہکتا تھا چمن مین اور بلبل چہک رہا تھا ریاض رسول مین" صرف بحر کے تغیر سے مختلف مراتب فصاحت و دلربائی پر ممتاز ہیں لہذا اب صورت انتخاب یہی طے پائی کہ فی الحال چودہ مرثیے منتخب کیے جائین اور ان مرثیون کی تصحیح پرانے پرانے مرثیون سے کی جائے۔ چنانچہ استاذی جناب فیج مدظلہ العالی محترمی جناب میر فراست حسین صاحب فراست مصنف ماہ کامل و تصویر وفا رئیس زیدپور ارشد تلامذہ حضرت آوج مغفور عالیجناب میر افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی مولف حیات دبیر وکیل کوٹہ (راجپوتانہ) وغیرہم سے مشورہ لے کر یہ چودہ[1] مرثیے جو اس جلد مین شامل ہین منتخب کیے گئے جناب ثابت نے مرزا دبیر مرحوم کا کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی عنایت فرمایا۔ اب ان مرثیون کی متعدد نقلیں کی گئین اور ملک کے مختلف حصّون مین جہان جہان مجکو یہ خبر ملی کہ کسی کے پاس مرزائے مرحوم کا کلام ہے وہ مرثیے بھیجے اور یہ استدعا کی کہ اپنے بستہ کے مرثیون سے ان کا مقابلہ کر دیجیے بعض حضرات نے مرثیہ واپس کرنا تو درکنار خط کا جواب تک نہ دیا۔ لیکن بعض حضرات نے بعد مقابلہ وہ مرثیے واپس فرمائے حضرت فراست اور حضرت ثابت مدظلہم العالی نے اس امر مین سب سے زیادہ انہماک ظاہر فرمایا جس کا مین ممنون ہون۔ لکھنؤ مین میر نثار حسین صاحب قبلہ مرثیہ خوان شاگرد جناب اوج مرحوم ایک معمر بزرگ ہین جناب ممدوح نے مرزا دبیر مغفور کو بھی سُنا ہے اُن کے پاس بھی کافی ذخیرہ مرثیون کا ہے دو تین مرثیون کی تصحیح سید صاحب موصوف نے اپنے پڑھنے کے مرثیون سے فرمائی خداوند عالم اُنکو جزائے خیر دے۔ خود مین[2] نے اور سید علمدار حسین مرحوم نے اپنے پاس کے پُرانے پُرانے مرثیون سے مقابلہ کرکے بعض مرثیون کی تصحیح کی۔ ان تمام مرحلون کے طے ہو جانے کے بعد پھر جب نظر کی تو کسی نقل مین کچھ کسی نقل مین کچھ یہان یہ کوشش

---

[2] میرے نانا نواب مہدی علی خان مرحوم (نبیرۂ نواب شجاع الدولہ بہادر خلد منزل) کو مرثیہ پڑھنے کا شوق تھا اُن مرحوم کے بستے مین اکثر اساتذہ کے مرثیے مجکو ملے مرزا دبیر مرحوم کے بھی سیکڑون قلمی مرثیے اُسی ذخیرہ سے مجکو دستیاب ہوئے جن مین سے اکثر میرے پاس اتبک موجود ہین۔ حقیر خبیر عفا

کہ مرثیے اُسی طرح شائع ہوں جس طرح مصنف نے خود تصنیف کیے ہیں نہ کوئی بند زیادہ ہو نہ کم۔ آخر پھر اُستاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی سے استدعا کی کہ بغیر آپ کی مدد کے یہ کام انجام نہیں پا سکتا۔ اسکے قبل جب کبھی عرض کیا جناب ممدوح نے یا سکوت فرمایا یا کوئی عذر کیا جس کی وجہ کثرت افکار اور سلسلۂ ملازمت رامپور کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ علاوہ بریں کُل مرثیوں کی تصحیح اصل بستہ سے کرنا بہت دشوار امر تھا اس مرتبہ صرف چودہ[۱۴] مرثیوں کی صحت کا معاملہ تھا اور یہ بھی تھا کہ ریاست رامپور سے ملازمت کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا تھا اور جناب ممدوح اپنے ممدوحین کی طرح قناعت کے ساتھ گوشہ گیر تھے وعدہ بھی فرمایا اور ایفا بھی۔ خدائے برتر جناب ممدوح کو صحیح و سالم رکھے آپ کی ذات مغتنمات سے ہے اور حق یہ ہے کہ دور حاضرہ میں خود جناب اپنی نظیر ہیں۔ بہرکیف جناب موصوف نے مرزا دبیرؔ مرحوم کے بستہ سے اُن کے لکھے ہوئے مرثیے نکالے بعض کی میرے سامنے تصحیح فرمائی اور بعض چند روز کے بعد مقابلہ کرکے واپس فرما دیے۔ جناب ممدوح نے مقابلہ کے وقت جو تغیر عظیم پایا اُسکا ذکر توثیق حضرت رفیع میں نظر آئے گا۔ توثیق کی عبارت جناب مرزا صاحب قبلہ نے اپنے قلم سے تحریر فرما کر اس جلد میں شامل کرنے کے لیے عطا فرمائی ہے۔ اب بھی میری یہی تمنا ہے کہ میری زندگی میں دبیرؔ مرحوم کے کل مرثیے اسی صحت کے ساتھ شائع ہو جاتے۔ اس جلد میں دو مرثیے ایسے بھی ہیں جو آج تک دفتر ماتم یا نولکشوری جلد میں طبع نہیں ہوئے۔ باقی مرثیوں میں دس دس بیس بیس بند ایسے ہیں جو ابتک شائع نہوئے تھے۔

جب یہ مجموعہ اس صورت سے مرتب ہو گیا تو موجودہ زمانے کی روش کے موجب یہ بات ذہن میں آئی کہ تمہید کے بعد ایک ایسا مقدمہ ہو جس میں مصنف مرحوم کے سوانح و خصائص کلام کے علاوہ مرثیہ گوئی کی اجمالی تاریخ بھی ہو۔ کہاں تک شکریہ ادا کروں جناب میر افضل حسین صاحب ثابتؔ رضوی لکھنوی با لقابہ مولف حیات دبیر اور جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوقؔ مدظلہ العالی رضوی مولف المیزان و جناب موازنہ انیسؔ و دبیرؔ اسپیشل مجسٹریٹ ڈلمئو مہاں کا جنھوں نے میری استدعا قبول فرما کر اس کمی کو پورا کر دیا۔ افسوس اس امر کا ہے کہ حضرت ثابتؔ[۱] کی طرح مجکو بھی مرزا دبیرؔ مرحوم کی تصویر دستیاب نہ ہو سکی مجبور رہ کر میں نے مرزا دبیرؔ مرحوم کے مقبرہ کی تصویر اور عکس تحریر اس جلد میں شامل کیا۔

---

[۱] جناب ثابتؔ جب حیات دبیرؔ لکھ رہے تھے اُسوقت مرزا دبیرؔ مرحوم کی تصویر حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی پچاس روپیہ انعام کا اشتہار دیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ شاید مرزا دبیرؔ مرحوم نے اپنی تصویر کھنچوائی ہی نہیں۔ خبیر ۱۲

اب مرحلہ اس جلد کی طباعت اور اشاعت کا رہا مین نے سابقاً سید صغیر حسن صاحب شمس؎۱ زیدی الواسطی مالک مطبع اثنا عشری دہلی کو لکھا تھا ۔ اُنھون نے چھاپنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن دفعۃً وہ ایسے علیل ہو گئے کہ معاملہ طباعت التوا مین پڑ گیا ۔ مجاور یہ جلد ہی کہ زندگی کا اعتبار کیا پھر مجھ ایسے آزاری اور کثیر الافکار کی زندگی کا جہانتک جلد ممکن ہو یہ مجموعہ شائع ہو جائے ۔ اب ایک صورت اور سمجھ مین آئی وہ یہ کہ ابھی میری طرح ملک مین کلام دبیر کے بہت سے شیدائی موجود ہین جن مین سیکڑون امیر کبیر بھی ہین ۔ پھر خود میرے احباب اگر تھوڑی تھوڑی اعانت کرینگے تو یہ مجموعہ بہتر سے بہتر صورت مین شائع ہو جائے گا ۔ اسی گمان پر مین نے لکھنؤ مین اکثر حضرات سے عرض کیا اور بہت سے جوابی خط مشہور فدائیان مرزا صاحب مرحوم کی خدمت مین بھیجے اور کچھ عریضے اپنے بھروسہ کے احباب اور اعزہ کے پاس روانہ کیے اور اس امر کا صاف طور پر اظہار کر دیا کہ بعد طباعت باندازۂ اعانت جلدین حاضر خدمت کر دی جائیں گی ۔ لیکن لکھنؤ مین صرف محبی سید آل رضا صاحب رضا ایڈوکیٹ مجتری سید تیصر حسین صاحب رضوی ایم اے وکیل نواب سید ذاکر رضا صاحب رئیس مرشد آباد، سید مہدی رضا صاحب متعلم شیعہ اسکول اور منیجر صاحب جوہر بک ڈپو چوک نے میری استدعا قبول فرمائی حضرات بیرونجات مین برادر محترم جناب سید علی نقی صاحب قبلہ مجسٹریٹ نگین پلی، اخی محترم جناب یوسف مرزا صاحب قبلہ؎۳ (حیدرآباد دکن) عم محترم مرزا احمد بہادر صاحب بادرجج و مجسٹریٹ ضلع کریم نگر حیدرآباد دکن محبی سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹہ، برادر محترم جناب میر فراست حسین صاحب فراست رئیس زیدپور، جناب میر افضل حسین صاحب ثابت وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب سلیم رئیس جرول؎۲ ۔

؎۱ اسمین شک نہیں کہ جناب شمس بالقابہ نے بڑے بڑے قومی کام انجام دیے ہماری قوم کے بہت سے اہل قلم کے کارنامے جناب سید صاحب موصوف کی وجہ سے باقی رہ گئے ۔ جناب ممدوح کی مجھ پر خاص عنایت ہے چنانچہ میرے مصنفہ مرثیون کی ایک جلد بھی اپنے اہتمام اور اخراجات سے آپ طبع کرنے والے ہین ۔ حقیر خبیر ۱۲

؎۲ عرصہ ہوا کہ خان بہادر نواب مظفر علی خان صاحب بہادر متخلص بہ کوثر رئیس جانسٹھ کی تحریک سے لکھنؤ مین دبیر کلب کا افتتاح ہوا تھا جس مین انیس روپیہ (۱۹) کے قریب چندہ فراہم ہوا مصارف جلسہ ابتدائی و طباعت رسید بکس وغیرہ نکال کر ۵ میرے پاس جمع تھے ۔ اس کے متعلق جتنے کاغذات تھے وہ مین نے نواب صاحب موصوف کو دے دیے تھے اس چندہ مین حضرت ثاقب اور حضرت سلیم مدظلہم العالی کی رقم بھی شامل تھی مین نے ان حضرات سے درخواست کی کہ وہ اب یہ رقم واپس لے لین کیونکہ اب دبیر کلب کا وجود نہیں رہا وہ صرف احباب کا وقتی جوش تھا مگر ان حضرات نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور مجھکو اجازت دی کہ وہ رقم اس جلد کی طباعت مین صرف کر دی جائے ۔ حقیر خبیر

؎۳ برادر یوسف مرزا صاحب نے بی اس سی کا امتحان پاس کیا پھر نظام گورنمنٹ کی طرف سے مختلف کارخانوں مین مکینکل انجینرنگ کا کام

برادر عزیز لفٹنٹ آغا ذاکر حسین صاحب سلمہ ایڈی سی ہز ہائنس نواب صاحب بہادر رامپور نے میری پہلی آواز پر لبیک کہی جن کا میں تہ دل سے ممنون ہون۔

چندہ کی مجموعی رقم بہتر روپیہ ہوئی کیونکہ مین نے پانچ روپیہ سے کم اور دس روپیہ سے زیادہ کسی صاحب سے چندہ لینے کی درخواست نہین کی تھی خیال یہ تھا کہ دس دس پانچ پانچ کرکے اتنا روپیہ جمع ہوجائیگا جو مصارف طباعت کے واسطے کافی ہوگا۔ جب اتنی معمولی رقم کا دینا بھی بعض احباب پر اسقدر بار ہوا کہ اکثر حضرات نے مجکو میرے جوابی خطوط کا جواب بھی نہ دیا بعض نے جواب صاف دیا اور بہت سے احباب نے برابر وعدے فرمائے مگر انکے وعدے ابتک وعدے ہی ہین۔

یہ صورت دیکھ کر مین نے تہیہ کرلیا کہ اب بقیہ مصارف مین خود برداشت کرونگا چنانچہ ایک معتدبہ رقم مجکو اپنے پاس سے صرف کرنی پڑی۔ درحقیقت مجھ ایسے بے بضاعت کی اتنی ہمت کہان تھی کہ اس کام مین زر کثیر صرف کرسکتا یہ سب حضور پرنور اعلیٰ حضرت ہز ہائینس نواب میر فضل علیخان صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہم العالی والی ریاست عالیہ بنگن پلی کے اُس گران بہا عطیہ کا اثر تھا جو سرکار عالی کئی سال سے اس ہیچمدان کو ماہ محرم مین عطا فرماتے ہین۔ کارساز حقیقی سرکار عالی کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے ایسے وضعدار کریم النفس منکسر المزاج بیدار مغز اور منتظم روسا ہندوستان مین خال خال ہین۔ حضور پرنور کے جد امجد نواب میر فتح علی خان صاحب بہادر خلد منزل کے عہد مین حضرت تقا مرحوم (خویش حضرت دبیرؒ) مُدّت مدید تک سرکاری مجالس پڑھا کیے اور اب یہ ہیچمدان زمانہ محرم مین یہ مجلسین پڑھتا ہے اس صورت سے اس ریاست عالیہ مین مرزا دبیر مرحوم کے خاندان کا کلام مُدّت سے پڑھا جاتا ہے اور یہان کے حکمران قدر فرماتے رہتے ہین یہی وجہ تھی کہ مین نے اس متبرک مجموعہ کا انتساب بھی سرکار عالی کے نام نامی سے فال نیک سمجھا اور سرکار عالی کی شبیہ مبارک سے اس کتاب کو زینت دی۔

اس جلد کے نام کے متعلق اتنا عرض کرنا ہے کہ مرزا دبیر مرحوم کے خاندان مین مرثیہ شروع کرنے سے پہلے فاتحہ کہتے ہین جس کو سُن کر اہل مجالس بھی سورۂ حمد پڑھتے اور خود ذاکر بھی۔ سورۂ حمد کو سبع مثانی بھی کہتے ہین اسلیے کہ اس سورہ مین سات آیتین ہین اور یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا علاوہ برین ہر نماز مین یہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے اس لیے مین نے اس چودہ مرثیون کے مقدس مجموعہ کا نام سبع مثانی رکھا۔

اس جلد کی طباعت مین پروف کی تصحیح بھی مین نے اپنے ذمہ لی تھی اور جہان تک ہوسکا یہ خدمت بکمال ذوق انجام دی مگر برا ہو میری ناتندرستی کا کہ پھر بھی چند معمولی غلطیان رہ گئین

جن کے لیے غلط نامہ کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن مین نے احتیاطاً غلط نامہ دے دیا ہے
ناظرین باتمکین قبل مطالعہ اگر صحت فرمالین تو بہتر ہے

ناظرین! بس مین نے بہت زحمت دی اتنا اور کہدون کہ مجکو نثر لکھنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے اسلیے عبارت کی ناہمواری کا قصور قابل عفو ہے۔ مجکو اس تمہید کی ضرورت اس لیے اور محسوس ہوئی کہ اگر قوم کے ہونہار افراد کو کسی ضروری کام مین اس قسم کی مشکلون کا سامنا کرنا پڑے تو وہ ہمت نہ ہارین کارساز حقیقی اُن کو ضرور کامیاب کرے گا۔

پروردگارا! میری یہ کوشش ایسی مقبول ہو کہ مرزا دبیرؔ مرحوم کا سب کلام اس سے بہتر صورت مین شائع ہو سکے فقط

حقیر سید سرفراز حسین خبیرؔ رضوی لکھنوی
اقل تلامذہ حضرت اوجؔ مغفور

ایک ضروری اعلان

اس جلد کے چند نسخے اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر پر بھی چھاپے گئے ہین
قیمت فی جلد غیر مجلد ۵؎ مجلد ۶؎

منیجر ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

سبع مثانی کی جلدین کتبخانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہین

عطیہ بزرگ محترم عالیجناب میرزا فضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی مدظلہم العالی

مولف و مصنف حیات دبیر دربار حسین برق غم ہدیہ مسلم وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و لہ الحمد و الرجوع الیہ

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و آل محمد

میرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین ابن مرزا غلام محمد خلف میرزا محمد رفیع پسر ملا ہاشم شیرازی برادر عینی ملا اہلی شیرازی صاحب مثنوی سحر حلال تھے۔ مرزا دبیر مرحوم کی تاریخ پیدائش ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ و تاریخ وفات ۳۰ محرم ۱۲۹۲ ہجری ہے۔ مولد شہر دہلی محلہ بلّی ماران۔ مدفن لکھنؤ محلہ نخاس (کوچہ دبیرا) مکان مسکونہ مین ہے۔ اس حساب سے ۷۴ برس کے قریب (بحساب قمری) زندہ رہے۔ اسی کو شمسی حساب سے ۷۲ برس کے قریب عمر سمجھنا چاہیے۔

مرزا غلام حسین صاحب کا سال ولادت ۱۱۹۰ ہجری بمقام شہر دہلی ہے۔ دبیر مغفور کے بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیر تخلص مرثیہ گو شاعر تھے جن کا سال وفات ۱۲۹۱ ہجری ہے۔ کہ جس سنہ مین جناب میر انیس نے انتقال فرمایا چنانچہ میر انیس مرحوم کے قطعۂ تاریخ وفات مین مرزا صاحب نے اس کا اشارہ فرمایا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

وا در لیغا دنی و عینی دو بازو یم شکست　　　بے نظیر اول شدم امسال وآخر بے انیس

حالات بزرگان مرزا دبیر

مرزا صاحب کے بزرگون مین مرزا محمد رفیع۔ رفیع تخلص[۱] اور جد اعلیٰ ملا ہاشم شیرازی کے حقیقی بھائی

---

[۱] ملا محمد رفیع صاحب رفیع مرحوم کا ایک مصنفہ قصیدہ در روضۂ رضوان طبع ہوا ہے جس کے چند اشعار نذر ناظرین ہین —

اے شہنشاہ ولی ملک تو آلی کشور　　والضحیٰ روی و قمر طلعت و والنجم بصر　　قل کفیٰ شحنت و فتحنا علم و وحی لوا　　عرش ایوان فلک فرش و ملائک لشکر

کسوت قدر ترا آمدہ لولاک طراز　　خلعت جاہ ترا ہست لعمرک زیور　　گرد راہت ہمہ را تاج لقد کرمنا　　خاک پایت ہمہ را سرمۂ ما زاغ البصر

طوطی گلشن تنزیل تو ما ارسلناک　　بلبل روضۂ تبلیغ تو یٰسین و زمر　　در شبستان قم اللیل تو افروختہ اند　　شمع ناہید در [illegible] و قمر

از گلستان کمال تو گل اعطیناک　　در بہار شرفت سالف کالکوثر　　خواجۂ ختم رسل صاحب دیوان رسل　　مقصد آفرینش کل [illegible]

کعبہ محراب حرم قبلہ و منبر معراج　　کہ مولود وطن یثرب و بطحیٰ منظر　　ماحی بدعتی و داعی فردوس برین　　حافظ امتی و شافع یوم المحشر

در اوصاف تو سفتن نبود مدح　　گرچہ کار سخن اوراست بدین روز حسب شاعر ہمہ

ملا اہلی شیرازی فارسی کے مستند شاعر گذرے ہین جن کی مشہور وبے مثل مثنوی سحر حلال ہے۔ جسکے ہر شعر مین دو قافیہ ہیں اور ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اے ہمہ عالم بہ تو بے شکوہ ۔۔۔ رفعت خاک در تو پیش کوہ

قاضی سید نور اللہ شوستری شہید ثالث رحمہ نے اپنی مشہور کتاب مجالس المومنین مین ملا اہلی شیرازی کا ذکر اچھے الفاظ مین فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شعرا و فضلا مین مشہور۔ اور فقر و مسکنت اور بے التفاتی اہل دُنیا مین معروف ہین۔ یہ رباعی اُن کے حُسن عقیدت پر دلیل قاطع ہے ؎

یارب سگ کوے مقبلی ساز مرا ۔۔۔ آئینۂ عشق منجلی ساز مرا
اقبال جہان را چو بے نیست قبول ۔۔۔ مقبول محمدؐ و علیؑ ساز مرا

اکثر شاعرون سے مہارت فن شعر کی وجہ سے امتیاز رکھتے۔ ہر وقت شعر کہتے تھے۔ سحر حلال الیسی لاجواب مثنوی کہی ہے جسکا ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے۔ اور ہر بیت مین دو قافیے ہیں اور سلمان ساوجی کے مشہور قصیدہ مصنوعی کے جواب مین ایک قصیدہ میر شیر علی شیر کے نام پر لکھا تھا جس با ہر چند صنعتین سلمان مذکور کے قصیدہ سے بھی زیادہ تھین خود میر علی شیر نے انصاف کی داد دے کر قصیدہ سلمان سے بہتر کہا۔ دیوان اہلی کا ارباب نظر کی نظر مین مسلم۔ اور شعر سعدی کی چاشنی اُن کے کلام مین ہے۔ اہلی نے عمر طبعی پاکر شیراز مین انتقال فرمایا سنہ نو سو بیالیس ہیں وصال ہوا ملا میرک مشہور شاعر نے انکی تاریخ وفات کہی تھی۔ مولوی احمد علی صاحب سندیلوی اور دیگر تذکرہ نویسون نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ حافظ و مرزا نظام دست غیب کے پاس ایک ہی مقبرے مین مدفون ہوے سنگ مزار پر یہ غزل کندہ ہے ؎

جانم بروز واقعہ پہلوے او کنید ۔۔۔ او قبلۂ من است رُخم سوے او کنید

مُلا میرک کا قطعۂ تاریخ یہ ہے ؎

درمیان شعرا و فضلا ۔۔۔ پیر با صدق و صفا بود اہلی
سال فوتش ز خرد جستم و گفت ۔۔۔ بادشاہ شعرا بود اہلی
۹۴۲ھ

ثابت نے سچ کہا ہے ؎

طبع حافظ سے نہ کم تھی طبع اہلی شعر مین ۔۔۔ مر کے بھی پہلو نشین ہین حافظ شیراز کے

مُلا اہلی جس طرح نظم مین یکتا سے زمان تھے۔ اُسی طرح نثر مین ملا ہاشم۔ یہ حیدر و بران تھے زمانہ بھی اتفاق سے موافق پایا۔ ہندوستان مین آکر شاہان مغلیہ کے عہد کو جلیلہ منشی پر معین و سرفراز ہوئے

اُن کے بعد اُسی عہدۂ جلیلہ پر اُن کے فرزند مرزا محمد رفیع۔ اور پھر مرزا غلام محمد ممتاز رہے۔ اور اپنے کار متعلقہ کو نہایت دیانت و لیاقت سے انجام دیا۔ اسکی تصدیق اُس فرمان شاہی سے ہوتی ہے جو حیات دبیر میں لفظ بلفظ مرقوم ہے۔ اور یہ بھی فرمان مذکورہ سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام محمد مرحوم نے آخر عمر میں عبادت خدا کے شوق میں خانہ نشینی اختیار کی قدر شناس بادشاہ نے دہلی کی سرکار سے چار ہزار سات سو ایک روپیہ سالانہ پنشن پائی اور ہر چند ملا محمد رفیع کے ساتھ برہان الملک بزرگ نوابان اودھ نے صیغۂ اخوت پڑھا تھا اور بدیر بار احسانات ہو چکے تھے مگر مرزا غلام حسین صاحب نے لکھنؤ میں نوکری نہیں کی۔ نہ کسی نواب اودھ کے پاس گئے۔ بلکہ اپنے بزرگوں کی بقیہ دولت و ثروت سے عمر بسر کی۔ مرزا غلام حسین موصوف کے نانا عنایت اللہ خان بن ابوالظفر خان ناظم صوبہ کشمیر اور شہامت علی خان نامور خوشنویس تھے شاہزادوں کے اُستاد تھے خط نستعلیق لکھواتے تھے۔

مرزا غلام حسین جب ۱۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے تو دایہ خرچ کے نام سے مبلغ سو روپیہ ماہوار وظیفہ خزانۂ شاہی سے مقرر ہوا تھا۔ جیسا کہ فرمان شاہی مندرجہ حیات دبیر سے ظاہر ہے دہلی سے لکھنؤ میں آکر مرزا غلام حسین نے شادی کی اور پھر دہلی حفاظت جائداد کے لیے چلے گئے چنانچہ مرزا صاحب کی دو بہنیں اور خود دبیر مرحوم اور اُنکے بڑے بھائی نظیر دہلی ہی میں پیدا ہوئے۔ اور بچپن میں اپنے والدین کے ساتھ لکھنؤ آئے جب کہ وہ سات سال سے زیادہ عمر کے نہ تھے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔

مرزا دبیر کے نسب پر مخالفین کے حملے

اکثر مستند شعرا کے نسب پر اہل زمانہ حملے کرتے آئے ہیں چنانچہ میر مسلم الثبوت اُستاد کو کہہ دیا گیا کہ وہ سید نہ تھے حالانکہ خود میر صاحب فرماتے ہیں ؎ پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں ؎ اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی اگر وہ سید ہوتے تو یہ شعر کبھی نہ کہتے۔ ناسخ مرحوم کو غلام اور خیمہ دوز بتا دیا۔ پھر مرزا دبیر اس نعمت سے کیوں محروم رہتے۔ میر محسن علی صاحب تذکرۂ سخن نے صفحہ ۱۰۱ پر تذکرہ مذکور میں تو یہ لکھا کہ مرثیہ گوئی میں طاق صفائی اور مضمون تیزی میں شہرۂ آفاق مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین متعلقان آغا جان کاغذ فروش سے اور پھر صفحہ ۲۱۵ پر تحریر کر دیا کہ مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش یہاں مرزا صاحب کے خود والد ماجد کو کاغذ فروش لکھ گئے اسکا جواب باصواب وہی فقرہ مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اور منکر شہادت امام حسین مرزا حیرت نے چراغ دہلی مطبوعہ سنہ ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۴۳ پر مسلم کا بیٹا ہی لکھ دیا حیرت نے جب ممدوح دبیر حضرت سید الشہداء کی تنقیص پر کمر کسی تھی کہ شہرت شہادت سے انکار کیا تھا۔ تو اُن سے حضرت کے مداح کے نسب پر حملہ کرنا کچھ بعید نہ تھا۔ اسلیے حیرت کے جواب میں اگر ہم کوئی لفظ نہ لکھیں تو مقام حیرت نہیں۔

مختصر حالات سید انشا

مرزا صاحب کی زوجہ صحیح النسب سیدانی سید انشاء کی حقیقی نواسی سید معصوم علی مرحوم کی بیٹی تھیں۔ جناب مرزا اوج مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نانی دختر سید انشا نے بہت بڑی عمر پائی اور انھوں نے مرزا محمد طاہر رفیع سلمہ کے پیدائش کے مدت بعد انتقال فرمایا۔ اپنے والد ماجد میر انشا کے اکثر حالات چشم دید بیان فرمایا کرتی تھیں۔ جب آب حیات آزاد مرحوم کی آئی اور میں نے اُن کو میر انشا مرحوم کے تمام واقعات سُنائے تو اُنھوں نے ایک آہ بھر کر کہا افسوس اکثر واقعات بالکل جھوٹ لکھ دیے ہیں والد مرحوم کے انتقال کے وقت میں بچہ نہ تھی تیس برس کے قریب عمر تھی۔ تمام حالات میں نے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ یہ اکثر باتیں بالکل فرضی اور مصنوعی ہیں جیسے رنگین کی آخری ملاقات۔ اور والد ماجد مرحوم کا برہنہ بیٹھا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین معاف فرمائیں۔ میں دبیر کے حالات لکھتے لکھتے انشا کے احوال میں پہونچ گیا۔ گو انشا کو دبیر میں مناسبت بھی۔ مگر اس مختصر رسالہ میں اوروں کے ذکر خیر کی گنجائش کہاں۔

مرزا سلامت علی دبیر کب اور کیونکر ہوئے

مرزا سلامت علی سے دبیر کب اور کیونکر ہوئے۔ اسکو بھی مختصر طور سے سُن لیجیے۔ لکھنؤ میں مرزا صاحب نے سات برس کی عمر سے بارہ برس تک میں فارسی اور تھوڑی سی عربی پڑھی۔ قدرتی شاعر دیکھ کر انکے والد ماجد۔ میر ضمیر مرحوم کی خدمت میں (سنہ ۱۲۳۱ھ میں) لائے۔ کہ شاگرد کرا دوں۔ اور اپنی تمنا ظاہر کی۔

میر ضمیر۔ (مرزا سلامت علی سے)۔ صاحبزادے آپ کا نام؟

مرزا صاحب۔ . . . . سلامت علی۔

میر ضمیر۔ کیا پڑھتے ہو۔

مرزا صاحب۔ جو جو کتابیں پڑھتے تھے بتائیں۔

میر ضمیر۔ (دل میں خوش ہو کر کہ لڑکا ذہین ذی فہم ہے) تم نے کچھ کہا ہو تو مجھے سُناؤ۔

مرزا صاحب۔ حضور ایک قطعہ بے تبائی دُنیا میں کہا ہے۔

میر ضمیر۔ پڑھو۔ میرا صاحب[۱]۔

مرزا صاحب۔ کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے ٭ کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر ٭ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

---

[۱] میر ضمیر صاحب تکھور ضلع گڑگانواں کے رہنے والے تھے گر بچپن سے اپنے والد ماجد کے پاس لکھنؤ میں پرورش پائی تھی بلا کے طبیعت دار۔ اور مزاج میں مزاح اس قدر تھی کہ گویا سودا کی روح اُن میں حلول کر گئی تھی۔ یا ان ہمہ ہر چھوٹے بڑے سے میرا صاحب کہکر کلام کرتے تھے ۱۲

میر ضمیر اور تمام حاضرین پھڑک گئے کوئی بولا چشم بد دور بلا کی طبیعت پائی ہے۔
کوئی کہنے لگا۔ ماشاءاللہ۔ یہ بچپنے کی ہیں باتیں شباب کیا ہوگا۔

میر ضمیر۔ تخلص کیا کرتے ہو۔
مرزا صاحب۔ ابھی کوئی تخلص نہیں رکھا۔ جو حضور رکھیں۔
میر ضمیر۔ دبیر۔ اور پھر مسکرا کر یہ فقرہ مشہور پڑھا "دبیر دبیران روشن ضمیر مخفی و محتجب نماند" اور مسکرا کر فرمایا۔ کہ صاحبزادے میں نے اپنے نفس و نام پہ تم کو مقدم کر دیا کہ اس جملہ میں دبیر پہلے اور ضمیر بعد کو ہے۔ میں تم کو بتاؤں گا۔ ضرور کہا کرو۔

لوگ کہتے ہیں کہ شاعر کی زبان فال ہوتی ہے جو کچھ روشن ضمیر سید ضمیر مغفور نے فرمایا تھا وہی ہوا کہ آج دبیر کو ضمیر پہ لوگ مقدم سمجھتے ہیں ضمیر کو دبیر کا استاد کہکر لوگ کہتے۔ اور لکھتے ہیں استاد سے زیادہ شہرت و عزت اور شاگرد پائے۔ خود میر ضمیر مرحوم نے ایک آخر عمر کی رباعی میں فرمایا رباعی یہ ہے [۱]
پہلے تو یہ شہرہ تھا ضمیر آیا ہے اب کہتے ہیں استاد دبیر آیا ہے کردی مری پیری نے مری قدر سوا اب قول یہ ہے سبھوں کا پیر آیا ہے

یہ عجیب بات ہے کہ ایک ایک تخلص کے اکثر چند شعرا تذکروں میں ملتے ہیں مگر دبیر تخلص کا کوئی شاعر مرزا صاحب سے پہلے نہیں ملتا اسیر مرحوم نے گویا اسی موقع کے واسطے فرمایا ہے

شاعران حال کیا مضمون تو باندھیں اسیر ڈھونڈھتے ہیں یہ تخلص پر نیا ملتا نہیں

مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کیا ملتا ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے مضمون بھی ہمارا نہیں لڑتا ہے کسی سے میں کہتا ہوں مضمون تو مضمون تخلص بھی کسی سے نہیں لڑتا۔

حلیہ حلیہ۔ بچا سا نولا رنگ۔ کسی قدر کشیدہ قامت ماتھا بڑا جس پر کثرت سجود سے سجدہ کا نشان سویدائے قمر کی طرح خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی ایرانی الاصل ہونے کا پتہ دیتی تھیں گول دوہرا ڈیل ورزشی معلوم ہوتا تھا۔ دو انگشتی ڈاڑھی۔ بڑی باطے دار گرد گداز آواز جو ذاکر و واعظ کے لیے نعمت خداداد ہے مگر حسد بری بلا ہے۔ کچھ لوگ اس بڑی آواز پر آوازے کستے تھے۔ جس کا اشارہ خود مرزا صاحب نے اس رباعی میں کیا ہے

جب شاہ نجف معین و ناصر ہوئے کیوں سب میں نہ ممتاز یہ ذاکر ہوئے
آواز ہو بھاری تو ہو یہ بات یہ ہے مجلس میں سخن نہ بار خاطر ہوئے

لباس لباس۔ سر پہ پیچ گوشیہ ٹوپی جسم میں اندر شلوکہ (بنیان) اور پہ ڈھیلا کرتا جو گھٹنوں سے نیچا

[۱] میر ضمیر مرحوم کی مطبوعہ جلد میں چھپا ہے۔ جلد مراثی میر ضمیر استاد مرزا دبیر۔ حقیر نثیر ۱۲

ہوتا تھا۔ اسکے نیچے ڈھیلا پائجامہ۔ پائجامے کے نیچے ایک جانگیہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے پاؤں میں گیتلا جوتا

غذا

غذا۔ بڑھاپے میں۔ صرف ایک وقت دن میں نو دس بجے نوش فرماتے۔ رات میں ایک کلچہ کھا کر چائے پیتے تھے۔ اور جو اُن کے درباری شاگرد و احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیالی چائے کی اور ایک ایک کلچہ تقسیم فرماتے تھے۔ (سحر لکھنوی)

کھانے نے کھایا نہیں کھانا جو تنہا کھایا ساتھ کھایا کسی مہماں نے تو کھانا کھایا

آخر عمر میں تپ محرقہ میں مبتلا اور صحت یاب ہوتے پر غذائے شب کو بھی حکیموں کی رائے سے کچھ دنوں کھائی پھر نماز شب میں دقت ہونے کے خیال سے ترک کر دی۔ جو لوگ رات کو حاضر ہوتے تھے وہ بارہ بجے کے قریب اپنے اپنے گھر جاتے ادھر مرزا صاحب نماز شب میں مصروف ہوتے تھے آدھی رات تک علم و فن کے چرچے رہتے تھے بقول ثاقب لکھنوی وہ صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں کیسی کیسی صحبتیں تھیں اب پریشاں ہو گئیں

استعداد علمی

استعداد علمی۔ مشہور و صحیح ہے کہ تمام کتب درسیہ معقول و منقول عربی و فارسی کی باقاعدہ مستند اُستادوں سے پڑھی تھیں کتب درسی فارسی و صرف و نحو و منطق و ادب و حکمت مولوی غلام ضامن صاحب فاضل متبحر و حاضر جواب و طبیب حاذق سے اور کتب دینیہ حدیث و اصول حدیث مولوی مرزا کاظم علی صاحب مشہور اخباری (پدر مرزا محمد رضا صاحب برق) اور مولوی فدا علی صاحب مستند اخباری اور اصول فقہ وغیرہ ملا مہدی صاحب مازندرانی مجتہد مستند سے پڑھی تھیں۔

مذہب

مذہب۔ مرزا صاحب کے کئی اُستاد معتمد و مستند اخباری عالم تھے۔ اسلیے بعض حضرات مرزا صاحب کو بھی اخباری مسلک سمجھتے تھے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔

فن شعر

فن شعر میں وہ صرف میر مظفر حسین صاحب ضمیر کے شاگرد تھے گو ان اساتذہ مذکورہ سے بہت فوائد شعر بھی حاصل ہوئے اور فارسی کا کلام خصوصاً مشتمل کشتر تلیں و مخمس ہفت بند ملا کاشی حضرت مازندرانی مرحوم کو دکھایا تھا یہی سبب ہے کہ ہر بند کے پانچوں مصرع ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں وہ تمام اُستادوں کو نیکی سے یاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سید حسین صاحب لطافت مرحوم نے پوچھا حضور کو کیا دلگیر مرحوم سے بھی تلمذ تھا فرمایا۔ اگر ہوتا تو میرا فخر تھا مگر جھوٹ بولنا گناہ ہے اسلیے افسوس سے کہتا ہوں کہ مجھے یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

تلامذہ

اگر کبھی کسی شاگرد نے شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے چنانچہ نواب مرزا محمد تقی صاحب (خاقان) مرثیہ گو نے جن کا یہ نقطہ مرثیہ ہے دم طالع ہوا مراد ہم پر سا ہوا) ایک بھری ہوئی مجلس میں یہ مرثیہ پڑھا [illegible] کہ بعض لوگ دبیر کو مرزا دبیر کا شاگرد کہتے ہیں [illegible] ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی ایسا دعویٰ کریں

تو اُن سے کہہ دیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں۔ رات کے معمولی جلسہ میں جو روزانہ ہوتا تھا ہی میں ۵۰ - ۶۰ آدمی سے کم نہ ہوتا تھا بہت سے احباب اور شاگردوں نے بالاتفاق یہ ذکر کیا۔ سب کی سن کر یہ مصرع کہا یا سو شاگرد ہوں سمجھیں کہ سب اُستاد ہیں مرے۔

مرزا صاحب کی شاعری تحصیل علم۔ مرثیہ گوئی۔ عمر عناصر اربع کی طرح ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہیں۔ ذہین و ذکی بالطبع تھے اور اُس پر طرہ یہ کہ حافظہ بہت قوی تھا۔ جوانی ہی میں اسقدر شہرت و ترقی ہوئی کہ بجائے چار مشہور مرثیہ گویوں ضمیر۔ خلیق۔ دلگیر۔ فصیح کے (مع دبیر) پانچوں مانے جانے لگے جس ڈپٹی کو جو مرثیہ کہتے تھے گویا اب اُسکو سچ مرثیہ کہنے لگے۔ شاعری کو خداداد ذہانت و علم نے۔ علم کو حلم نے۔ حلم کو تقویٰ اور حسن خلق و انکسار و مہمان نوازی نے چمکا دیا۔ الناس علیٰ دین ملوکہم مشہور و مستند جملہ ہے۔ بادشاہ (یعنی نواب) اودھ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ اسی کے بہ لحاظ وہاں کے سُنی و صوفی بلکہ ہندو تک وہاں تعزیہ دار تھے۔ مجالس عزا وہ گرماگرمی اور حُسن انتظام سے ہوتی تھیں کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو۔ غزل گوئی لکھنؤ میں معراج کمال پر پہنچ چکی تھی۔ مگر مرثیہ گوئی نے اُسکو اسقدر دبا دیا اور پیچھے ہٹا دیا کہ مشہور مثل "بگڑا شاعر مرثیہ گو" غلط ثابت ہوئی۔ بعض مشاق غزل گو اُستادوں نے (مثل مرزا مہدی صاحب قبول و برق و میر علی اوسط صاحب رشک و اسیر مرحوم و امانت مغفور نے) خوب خوب مرثیہ و سلام کہے۔ مگر وہ مقبولیت نہ ہو سکی جو مرزا صاحب کو منجانب اللہ تھی۔ بقول حافظ شیراز۔

قبول خاطر و لطف سخن خداداد است۔

شاعروں کا فروغ اکثر بادشاہوں اور امیروں کی بدولت ہوا کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو جو کچھ ترقی و عزت ملی وہ محمد و آل محمد اور شہدائے کربلا کی بدولت تھی کسی امیر یا بادشاہ کی دربارداری اُنھوں نے نہیں کی بلکہ اکثر امیر و عالم و شاعر اُن کے رات کے دربار میں حاضر ہو کر فوائد اُٹھا اُٹھا کر کامل و مستند ہو گئے اُن میں سے مولوی علی میاں صاحب کامل۔ اور نواب مرزا صاحب شوق۔ اور میر علی محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی اور منشی منیر مغفور۔ میر ذکی بلگرامی[1] اور منشی دیا شنکر میان صاحب مشہور غزل گو لکھنوی ہیں۔

[1] میان ذکی بلگرامی کے مرثیہ اور زبان و طرز بیان میر انیس مرحوم سے بہت مشابہ ہے۔ جب میر صاحب حیدرآباد میں پہلی مجلس پڑھ چکے تو ایک منصب دار زیر منبر بولے ہائے ذکی۔ انھیں کے پہلو میں میر زندہ حسن شمشیر اور شکر اللہ خان صاحب تیغ۔ دونوں تلامذہ دبیر بیٹھے ہوئے تھے اُن سے خطاب کر کے میر صاحب بولے۔ کیوں صاحبو لکھنؤ میں مرزا صاحب کے سوا کوئی حقیر کا مقابل ذکی کو بھی سمجھتا ہے دونوں بولے حضور نہیں اور ذکی تو در حقیقت منیر کے شاگرد ہیں ایک دو مرثیہ مرزا صاحب کو بھی ضرور دکھلائے ہیں ذکی کے ایک شاگرد نواب مشتاق مرحوم لکھنؤ میں تھے جن کے بہت سے کامل شاگرد ہیں ۱۲

(جو پہلے موجی رام موجی شاگرد مصحفی کے شاگرد تھے یہ بھی درباری مرزا صاحب کے تھے) اور ان کی غزلیں ارباب نشاط مجلس شادی میں رات دن گاتے ہیں اور جن کا ایک مشہور شعر یہ ہے ؎

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے — نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آ ہی جاتی ہے

چنانچہ خود ایک مرثیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

خاقانی و فردوسی و سعدی و نظامی — شاہوں کی مدد سے ہوئے آفاق میں نامی
عباس میں اس بندۂ درگاہ کے حامی — دنیا ہے سخن لکھ کے مجھے خط غلامی
ہیں دو ہی دبیر اس میں نہیں ایک کو شک ہے — منبر مری جاگیر مقام اس کا فلک ہے

شاہ اول اودھ نے مرزا صاحب کو بلوا کر مرثیہ سنا

مرزا صاحب کا شاہ اول اودھ نے بلوا کر مرثیہ سنا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا شہرۂ کمال سُن کر پہلے بادشاہ اودھ مرزا غازی الدین حیدر مرحوم نے چوبدار بھیج کر اپنے عزاخانہ میں مرثیہ پڑھنے کو بلوایا۔ مرزا صاحب معمول پنیس میں سوار ہو کر اپنے معمولی لباس میں پہونچے۔ عزاخانہ میں بادشاہ موصوف بیٹھے ہوئے تھے، بعد سلام لینے کے مرثیہ پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ مرزا صاحب نے منبر پر جا کر حمد و نعت میں ایک ایک رباعی پڑھ کر یہ بند مسدس کا پڑھا جو فی البدیہ راہ میں کہہ لیا تھا ؎

صاحب ہے حمد و شکر جناب الٰہ میں — فضل خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
مجھ سا گدا اور انجمن بادشاہ میں — چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اسوقت راہ میں
ذرّے پہ چشم مہر ہے مہر منیر کو — حضرت نے آج یاد کیا ہے دبیر کو

پھر مرثیہ پڑھا جو اُسی زمانے میں کہا تھا ؎ داغ غم حسینؑ میں کیا آب و تاب ہے۔
جب مرثیہ میں اس مقام پر پہونچے کہ جناب سکینہؑ (امام حسینؑ کی چار برس کی صاحبزادی نے یزید کے لشکر کے ظلم کی روداد بیان کر کے فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے تو بادشاہ موصوف چیخیں مار مار کر بے اختیار رونے لگے۔ وہ بند یہ ہے ؎

جب روز کبریا کی عدالت کا آئے گا — جبار بادشاہوں کو پہلے بلائے گا
انصاف و عدل اُن سے بہت پوچھا جائیگا — تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا
گُل کر دیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو — لوٹا ہے تیرے عہد میں زہراؑ کے باغ کو

بادشاہ نے خواجہ سرا کے ذریعہ سے مرزا صاحب سے یہ بند دوبارہ پڑھوایا۔ یہ بند گویا تازیانہ عبرت ہو گیا۔ مرزا صاحب تو مرثیہ پڑھکر چلے آئے۔ مگر بادشاہ کو رات بھر خوف خدا سے نیند نہ آئی۔ بار بار کہتے تھے کہ خدا نے مجھے بھی بادشاہ کیا ہے مجھ سے بھی سخت باز پرس ہو گی۔ دیکھیے میری غفلت مجھے کیا دکھاتی ہے

سو پہرے معتمد الدولہ آغا میر وزیر کو انصاف کے بارہ مین بہت تاکید فرمائی - یہ مرثیہ دفتر ماتم کی پہلی جلد مین چھپ چکا ہے -

مرزا صاحب کا کمال ہر موقع پہ ظاہر ہے - بادشاہ کی مدح کی ہے تو کس انداز سے کہ اس مین بھی خدا کی حمد اور شکر ہے - اور سچی بات نظم کی ہے کہ جب لوگون نے سُنا ہوگا کہ بادشاہ نے مرزا صاحب کو یاد فرمایا ہے تو ضرور چرچا کرتے ہوں گے -

مرزا کی شہرت زمانہ مذکور مین ہونے کی ایک دلیل روشن فسانۂ عجائب کی عبارت بھی ہے - یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ خود مرزا سرورؔ نے لکھا ہے کہ فسانۂ عجائب اُنھون نے غازی الدین حیدر شاہ اول اودھ کے زمانہ مین لکھنا شروع کیا - اور عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی مین وہ اختتام کو پہونچا - چنانچہ سرورؔ کا مشہور مصرع ہے ؎ یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ ، سے لکھنؤ - عہد مذکور مین جن مرثیہ گویون کو شہرت ہو چکی تھی اُن سب کے نام ایک تلمیح کے ساتھ سرورؔ نے لیے ہیں - اصل مدح وثنا تو وہ دلگیرؔ مرحوم کی فرماتے ہین - کہ جن سے سرورؔ کو بہت محبت تھی - سرور پہ کچھ موقوف نہین اُس زمانے کے اکثر شعرا مستند اور اہل کمال دلگیر سے بہت محبت رکھتے تھے - خود مرزا دبیرؔ - اور شیخ ناسخؔ - اُستاد دلگیر کو بھی دلگیر سے کمال اتحاد تھا - چنانچہ ناسخ کا یہ مشہور مطلع مہر دلیل قاطع ہے ؎

متحد ایسے زمانے مین کہاں ہوتے ہین　　آپ دلگیر سے ناسخ جو ہے دلگیر جُدا

یہ مقطع اُس زمانے مین کہا تھا جب ناسخ - الہ آباد مین مقیم تھے - دلگیر عجب وسیع الاخلاق نیک نہاد بزرگ تھے بہر کیف وہ عبارت یہ ہے - مرثیہ گوبے نظیر میاں دلگیرؔ - صاف باطن - نیک ضمیرؔ خلیقؔ فصیحؔ - مرد مسکینؔ مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا - اللہ کے کرم سے ناظم خوب - دبیرؔ مرغوب - سکندر طائع - بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اُٹھایا - اس تین سطر کی عبارت مین دس مرثیہ گویون کے نام لے دیے جو اُس زمانہ تک گزرے یا موجود تھے - اس مین بے پہ دبیرؔ کا نام موجود ہے -

مین اوپر لکھ چکا ہون کہ مرزا صاحب کے بزرگوں مین بعض شاہزادگان دہلی کے اُستاد تھے - شاید اسی رعایت سے یا مرزا صاحب کے کمال ذاتی کی وجہ سے اودھ کے اکثر نواب زادے اور شہزادے مرزا صاحب کے شاگرد ہوے اُن مین سے نواب اقتدار الدولہ مستقیم الملک مرزا کلب علیخان ارسلان جنگ - نواب سعادت علیخان صوبۂ اودھ کے فرزند - اور مرزا غازی الدین حیدر اول شاہ اودھ اور مرزا محمد علی شاہ سوم شاہ لکھنؤ کے بھائی تھے جن کا مفصل حال تذکرۂ دربار حسینؑ مین صفحہ ۱۱ پر اُنکے پوتے نواب مرتضی حسین خان صاحب ٹرسٹی حسین آباد لکھنؤ کے حوالہ سے درج ہے نواب اقتدار الدولہ مرزا صاحب سے عمر مین بڑے تھے کہ ان کی ۱۲۱۳ھ کی ولادت ہے - اور مجمع کمالات تھے کہ اُس زمانہ مین (جبکہ ملک مین انگریزی خوان بہت کم تھے

اُنھون نے عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی بھی پڑھی تھی۔ نسخ و نستعلیق دونون خطون کے باقاعدہ خوشنویس بھی تھے۔ تیراندازی۔ تفنگ بازی و شمشیر بازی و شہسواری۔ بنج بہادر مرہٹہ و دلیل خان دکھنی سے حاصل کی تھی مین وانتظار تخلص کرتے تھے[1]

دوسرے نواب ممتاز الدولہ تیسرے نواب والا قدر شہزادۂ اودھ عرف نواب ودبیر مرزا صاحب مرحوم جو بہا کہا مین ٹھہری لاجواب کہتے تھے جنکے نام سے لکھنؤ چینی بازار مین ایک سڑک آج تک موجود ہے جسکو والا قدر روڈ کہتے ہین (ان کا حال بھی تذکرۂ دربار حسین صفحہ ۱۰۷ پر ہے) چوتھی ملکہ زمانی زوجہ محترمہ نواب نصیر الدین حیدر شاہ دوم اودھ۔ پانچوین اُنکی صاحبزادی نواب ممتاز الدولہ مرحوم کی زوجہ سلطان عالیہ سلطان تخلص چھوٹی حاجی بیگم صاحبہ دختر محمد علی شاہ۔ بادشاہ سوم اودھ)

مرزا صاحب کے در دولت پر بڑے بڑے شہزادے اور حکام اور اہل علم حاضر ہوتے تھے۔ اہل حاجت کی حاجت روائی کو مرزا صاحب سب سے بڑی عبادت اور فرض انسانی سمجھتے تھے جسکی ہزارون حکایتین مشہور ہین۔ میر ضمیر مرحوم سے کس طرح لوگون نے بگڑوا دی۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کے کمال کی شہرت ہوئی تو حاسدون کے دل مین آتش رشک بھڑکی۔ مرزا صاحب خود صاف دل تھے کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

حاسد کو ہے پیچ و تاب کیون موج کی شکل　　　　یان مثل حباب کچھ نہین ہے دل مین

بعض شاگردان میر ضمیر صاحب نے جو پہلے کے شاگرد ہوکر مرزا صاحب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ فکر کی کہ اُستاد و شاگرد مین بگڑ وا دو۔ مرزا صاحب بے اصلاحی کلام پڑھنے مین قلعی کھلے۔ لوگون کو اعتراض کا موقع لگے۔

لکھنؤ کے ایک مشہور دریا دل امیر نواب افتخار الدولہ کے یہان ماہ رمضان مین شبون کی مجلسین (۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱ کو) بڑی دھوم دھام اور اہتمام سے ہوا کرتی تھین اور دونون اُستاد و شاگرد پڑھا کرتے

[1] معلوم ہوتا ہے کہ انھین کی صحبت مین مرزا صاحب نے بھی ان فنون جنگ مین مہارت یا واقفیت پیدا کی تھی چنانچہ ایک بزرگ ناقل تھے کہ ایک روز مرزا صاحب محلات شاہی کے دفتر سے نکل کر آتے تھے کہ ایک ہاتھی مست بھاگتا ہوا آیا۔ مرزا صاحب نے اُسکو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ اور سب آدمی اُسکے خوف سے بھاگ بھاگ کر چھپ گئے ہین دلیری کا کمال یہ تھا کہ حواس بجا رہے برابر چبوترہ تھا اُسپر کچھ برچھے رکھے ہوئے تھے چبوترہ پر چڑھ کر ایک برچھا لیا اور جب وہ ہاتھی قریب آیا۔ تو وہین سے اُسکی مستک پر اس طرح تاک کر مارا۔ کہ ہاتھی چنگھاڑ کر بھاگ گیا۔ اُس دن لوگون کو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ان فنون جنگ مین بھی دخل رکھتے ہین ۱۲ نابت

مرزا دبیر کی شہرت مین حاسدون کا میر ضمیر سے لڑائی کی کیفیت

حکایت مرزا دبیر کی جنگ مین بھی مہارت تھی

تھے۔ ۱۹ ربیع کو نواب موصوف نے دونوں صاحبوں سے نئے مرثیے پڑھنے کی فرمائش کی۔ جواب میں دونوں
صاحبوں نے انشاء اللہ و بشرط فرصت۔ کے الفاظ کہے۔ مرزا صاحب کی مشق سخن بڑھی ہوئی تھی
رات بھر میں یہ مرثیہ کہہ کر سویرے میر ضمیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا ع ذرہ ہے آفتاب در بوتراب کا۔
پوچھا حضور نے بھی کچھ فکر فرمائی۔ جواب ملا کہ مجھ کو اتنی فرصت کہاں پہلے کے ایک مرثیہ میں چند
بند نئے کہہ کر لگائے ہیں۔ وہی پڑھ دوں گا۔ مرزا صاحب کے مرثیہ کو پڑھ کر اُستاد نے بہت پسند کیا اسکی
زبان سلیس۔ بندش چست طرز بیان دلکش۔ شوکت الفاظ موثر تھے۔ مرثیہ کی بہت تعریف کی۔ مرزا صاحب
یہ سب حضور ہی کا صدقہ ہے۔ میں کس قابل ہوں۔ اسے کل حضور ہی پڑھیں۔ میں کچھ عذر کر دوں گا۔
میر ضمیر صاحب۔ نہیں میرزا صاحب۔ یہ تم ہی پڑھو۔ میر عابد علی صاحب بشیر بھی اُنہیں حاسدوں میں تھے
بولے میں مرزا صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ بے شک یہ نا مناسب ہے کہ شاگرد نیا۔ اور استاد
پرانا مرثیہ پڑھے۔

میر ضمیر صاحب۔ اونہہ میرزا صاحب ایسی باتیں میرے ذہن میں نہیں ہیں خیر تم کہتے ہو تو یوں ہی سہی
پھر ایک مرتبہ مرثیہ کو دیکھ کر بولے اوپر کا ٹکڑا فضائل کا تم پڑھو اخیر کا حصہ مصائب کا میں پڑھوں گا
میرزا صاحب۔ بہت خوب جہاں تک اُستاد نے حکم دیا تھا وہ ورق پھاڑ لیے باقی مرثیہ وہیں چھوڑ آئے
۲۰ کو افتخار الدولہ نے اول مرزا صاحب سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا (کریم وعدہ کو پورا کرتا ہے)
نیا مرثیہ پڑھیے۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ جناب اُستاد قبلہ کا نیا مرثیہ ہے نصف میں نصف استاد پڑھیں گے
یہ کہکر منبر پر گئے اُن کا معمول تھا کہ فاتحہ کہکر دیر تک سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ اتنی دیر میں بشیر مذکور نے
میر ضمیر صاحب کے کان میں کہا کہ اول کا ٹکڑا بہت چست۔ اور اخیر کا سست ہے۔ میں مرزا صاحب کو منع
کیے دیتا ہوں کہ یہ مرثیہ نہ پڑھیں اور کوئی پڑھ دیں۔ میر صاحب نے جواب دیا اب یہ مناسب نہیں مگر یہ کب مانتے تھے
مرزا صاحب کو پہلے ہی آنکھ کے اشارہ سے منع کر چکے تھے وہ منبر پر چپ چاپ کچھ پڑھ رہے ہیں مجلس تصویر
حیرت بنی ہوئی ہے کہ بشیر نے قریب منبر پہونچکر مرزا صاحب کے کان کے پاس اپنے ہونٹ لیجا کر آہستہ آہستہ کہا۔
استاد فرماتے ہیں تم یہ مرثیہ نہ پڑھو کوئی اور مرثیہ پڑھ دو۔ مرزا صاحب۔ میں اور کوئی مرثیہ نہیں لایا۔ اگر یہ انکی استاد کی ہی
مرضی ہے تو وہ خود مجھے آنکھ سے اشارہ فرما دیں میں رباعیاں پڑھ کر منبر سے اُتر آؤنگا تمہارے کہنے کا مجھے اعتبار نہیں
انھوں نے جا کر میر صاحب سے کہہ یا سلامت علی کہتے ہیں آج ہی تو مجھکو اُستاد کا امتحان منظور ہے۔ دیکھوں میرے بعد وہ کیا
کرتے ہیں۔ میر صاحب یہ سن کر آگ بگولا ہو گئے ادھر مرزا صاحب بار بار اُستاد کا منہ تکتے ہیں وہاں اشارہ
کیسا برافروختگی کے سبب سے سر نیچا کیے ناچار مرزا صاحب نے چند رباعیاں پڑھ کر وہی مرثیہ پڑھا سبحان اللہ

واہ واہ صلّ علےٰ کے نعروں سے تمام مجلس گونج اوٹھی۔ جہاں تک حکم تھا پڑھے آگے نہ بڑھے۔ منبر سے کامیاب اوترے۔ میر ضمیر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھکر اور یہ فرما کر کہ یہ مرثیہ انھیں کا ہے۔ کسی پُرانے مرثیہ کے چند بند اور نثر کے چند فقرے پڑھکر منبر سے اوتر آئے۔ مجلس کے بعد دو خلعت آئے۔ میر صاحب نے اپنے خلعت پر ٹھوکر مار کر فرمایا لیے جاو۔ اور اوٹھ کھڑے ہوئے (یہ یہ اہل کمال کی ناز برداریاں ایسے ایسے امیر کبیر کرتے تھے۔) مرزا صاحب نے اپنا خلعت یہ کہکر واپس کر دیا کہ جو اُوستاد کے فائدے پر اپنے فائدے کو مقدم رکھے وہ ملعون ہے۔

اب زمانے نے دوسرا رنگ بدلا۔ مرزا صاحب نے بے اصلاحی نئے مرثیے کہہ کہکر پڑھنا شروع کر دیے۔ ہر مہینہ میں ایک نیا مرثیہ کہتے اور پڑھتے تھے۔ میر ضمیر صاحب کے شاگردوں کا ایک جتھا تھا جو ہر مرثیہ کو سُن کر ۱۰-۲۰ ضرور اعتراض کرتا تھا۔ میر کلو عرش میر تقی میر کے فرزند رشید کو بعض ناسخ والوں نے لکھ دیا تھا کہ ناسخ سے اصلاح لے چکے ہیں۔ یہ اتہام عرش کے شاگردوں کو عموماً۔ اور ایک خاص شاگرد آغا ابو تراب خان کو (جنکا کتبہ لکھنؤ میں ہے) خصوصاً سخت ناگوار ہوا۔ آغا صاحب نے اپنا تخلّص (بصیغۂ افعل التفضیل ناسخ کے مقابلہ پر) انسخ رکھا اور اعتراض کی بوچھار کر دی۔ ناسخ کے اس مشہور و مقبول مطلع پر ؎

مرزا صاحب نے بے اصلاحی مرثیے کہکر پڑھنا شروع کیے

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا　　　　طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

یہ اعتراض تھا کہ مصرع میں مشرق تھا تو دوسرے میں بجائے طلوع۔ مطلع لانا چاہیے تھا۔ ان انسخ کو بھی دبیر مرحوم کے مخالفوں نے ملا لیا تھا۔ افسوس تمام اعتراضات معلوم نہو سکے ورنہ لکھتا معترض اگر نیک نیتی سے صحیح اعتراض کرے تو اُس سے نقصان کم فوائد زیادہ ہوتے ہیں بقول ثابت ؎

خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی　　　　ہم ان کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں

مرزا صاحب ۱۱ دین کو مجلس کرکے اپنے گھر میں نیا مرثیہ پڑھتے تھے اُدھر میر ضمیر کے شاگردوں نے ۱۳ دین کو ایک مجلس مقابلہ پر مقرر کی۔ میر ضمیر کے ایک شاگرد شہرت تخلّص نیا مرثیہ پڑھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں خود میر ضمیر کہہ دیتے تھے۔ مگر شہرت کو شہرت ہونا تھی نہوئی۔ اور مرزا صاحب کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ خود شاہ اودھ واجد علی شاہ اختر مرحوم اور وزیر اودھ نواب علی نقی خان مرحوم مرزا صاحب کے کلام کو دل سے پسند کرنے لگے۔ اسی زمانے میں حضور عالم نواب علی نقی خان مرحوم نے ایک بہت بڑی مجلس کی تھی۔ جس میں مرزا صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا تھا ؎ اے عرش بریں تیرے ستاروں کے تصدق۔ میر ضمیر مرحوم بھی موجود تھے۔ حضور عالم نے جب ایک موقع پر بہت تعریف کی۔ تو مرزا صاحب نے میر ضمیر صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے آواز بلند کہا کہ یہ سب فیض و تصدق جناب اُستاد کا ہے۔ بعد ختم مجلس میر ضمیر مرحوم نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا۔ اور یہ اصل واقعہ سُن کر میر عابد علی بشیر سے ناراض ہوکر بولے اب یہ شخص اس قابل نہیں ہے۔ کہ ہمارے

یہاں آئے مرزا صاحب نے اُنکی بھی خطا معاف کرائی۔ اور پھر میر ضمیر صاحب مرحوم کے گھر کی ماہوار ی مجالس ہمارے معالی خان لکھنؤ میں مرزا صاحب انتقال میر ضمیر مرحوم تک برابر پڑھتے رہے میر محمد رضا صاحب ظہیر مؤلف تنقید آب حیات جو تقسیم (تبرک) اُس مجلس میں کرتے تھے وہی اس واقعہ کے راوی و ناقل ہیں

اُسی زمانہ میں جب تمام پیر بھائی مرزا صاحب کے مخالف ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب نے یہ مرثیہ بھی کہا تھا ؎ بانو کے شیرخوار کو ہفتم سے پیاس ہے۔ اس مرثیہ کی بہت شہرت ہوئی اور آج بھی اُن کے مخالفین تک اسکو پڑھکر مرزا صاحب کی تصنیفات و فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی شبلی صاحب بھی موازنہ کے صفحہ ۲۷۹ پر اسکے چند بند اس تمہید سے لکھتے ہیں کہ "اس واقعہ کو میر ضمیر صاحب سے لے کر آج تک نئے نئے پیرایوں میں لوگوں نے ادا کیا میر انیس صاحب نے مختلف مرثیوں میں یہ واقعہ لکھا اور یہ واقعہ (تمام) واقعات کربلا میں نہایت درد انگیز ہے مگر مرزا دبیر نے جس بلاغت سے یہ مضمون ادا کیا ہے اور جو درد انگیز سمان دکھایا ہے وہ میر انیس صاحب یا اور کسی سے آج تک ادا نہو سکا" یہ خدا کی شان اور توفیق جبری تھی کہ مولوی شبلی صاحب کی زبان قلم سے بے اختیار ایسے کلمے نکل گئے ورنہ یہ مولوی شبلی صاحب وہ بزرگ ہیں جو موازنہ میں جابجا لکھتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام کو بلاغت چھو بھی نہیں گئی۔ اُنکے کلام میں بلاغت کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ تمام اہل کمال کے اس مقولہ کو کہ مرزا صاحب کا کلام بلیغ زیادہ ہے مولوی صاحب جھٹلاتے جھٹلاتے اخیر پر اپنی آپ تکذیب کرنے لگے یہ مقولہ مشہور سچ ہے الفضل ما شہدت به الاعداء ؏ دشمن بھی شہادت دیں فضیلت ہے تو یہ ہے۔ اسی مرثیہ کے مقطع میں اُس زمانہ کی مخالفت کی مرزا صاحب یوں تصویر کھینچکر اپنے آئینۂ دل کی صفائی کو سراہتے ہیں ؎

برعکس ہے کوئی تو کوئی برخلاف ہے　　آئینۂ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

مرزا صاحب مرحوم کا سکہ اُس زمانے کے شعرا و اساتذہ اور اہل کمال کے دلوں پر ایسا پڑا تھا کہ ہر شخص مداح تھا۔ ناسخ مجالس وغیرہ میں جانے سے اکثر پرہیز کرتے تھے۔ البتہ اپنے شاگرد نواب حسین علی خان اثر کی مجالس میں مرزا صاحب کو سُننے آتے تھے اور شوق سے سُن کر داد دیتے تھے ہاں آخری زمانے میں وہ سرور بڑے بڑے مشاعروں میں بھی نہ آتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جوانی میں کشتہ کھا گئے تھے جس سے اختلاج قلب ہوتا تھا اور بڑے مجمع میں بیٹھنے سے گھبرانے تھے۔ مگر جب بھی مرزا صاحب کے بعض مرثیے اور بعض بند اُن کے شاگردوں سے گھر پر پڑھوا پڑھوا کر سُنتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں میر تقی سے اور اُن سے چشمک تھی۔ اسلیے کبھی کہہ اٹھتے تھے ہائے ایسا ذہن۔ اور میر ضمیر کا شاگرد ہو مرزا صاحب سے جب کوئی یہ مقولہ ذکر کرتا۔ تو وہ فرماتے۔ کہ ہمارے اُستاد سے شیخ صاحب کو کیا نسبت ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ زمانہ مخالفت میں بھی کبھی اُستاد کی

تنقید سُننے کے روادار ہوئے۔

آتش مرحوم کی نسبت سنان دل خراش میں منشی سمعیل حسین صاحب منیر مرحوم لکھتے ہیں کہ جب عہد فرماں رواے امجد علی شاہ ۱۲۵۹ھ میں مرزا صاحب نے پہلے پہل یہ مرثیہ پڑھا تھا ع کوہ تسنیم پہ جو علی کا گزر ہوا۔ تو مرزا صاحب کے سُننے کو خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بھی ضعف پیری و نابینائی کے عالم میں آئے تھے بعض بعض مضامین عالیہ اور نازک خیالیاں سُن سُن کر سر مجلس پکار پکار کر آتش مرحوم کہتے تھے کہ ارے میاں اگر ایسے مضامین کہو گے تو تم مر جاؤ گے یا خون تھوکو گے۔ امراؤ سرداران ناواقف یہ کلمہ سُن کر تعجب کہتے تھے کہ یہ بوڑھا آدمی کون ہے جو ایسے کلمات خلاف شان مرزا صاحب سے ایسی بے باکی سے کہتا ہے اور منبر پر مرزا صاحب باواز بلند تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ بعد مجلس ایک صاحب دولت و حشمت نے ناچار ہو کر مرزا صاحب سے پوچھا کہ یہ پیر شکستہ حال سا کون ہے۔ جب مرزا صاحب نے سمجھا دیا کہ یہ حضرت آتش غزل کے اُستاد یگانہ ہیں خود خواجہ آتش نے ایک زمانہ میں مضامین کہنے میں سخت محنت کی تھی تو خون آنے لگا تھا۔ وہی اپنا تجربہ فرما رہے تھے۔

مرزا صاحب غزل میں آتش کا رنگ لکھنؤ والوں میں اور غالب کا۔ دہلی والوں میں بہت پسند کرتے تھے۔ باایں ہمہ کبھی کسی دوسرے اُستاد کو کلمات ناسزا سے یاد نہ کرتے تھے ایک اور کمال اُن میں یہ تھا کہ اگر کنایۃً بھی کوئی معترض ہوتا تھا تو سمجھ جاتے تھے اور جس اُستاد کا وہ معروف یا شاگرد ہوتا تھا اُسی کی نظیر میں نظم سُنا کر اُسکو چپ کر دیتے تھے۔ چنانچہ نواب مرزا صاحب شوق صاحب مثنوی زہر عشق وغیرہ تھے جو مرزا صاحب کے دربار میں اکثر شب کو آیا کرتے تھے۔ ایک مجلس میں یہ مصرع سُن کر ع صندوق مشرقی سے نکالی کتاب صبح۔ نہایت ادب سے کہا کہ حضور اسے پھر عنایت فرمائیں۔ مرزا صاحب نے دوبارہ مصرع پڑھکر فرمایا کہ یہ مصرع یوں بھی ہو سکتا ہے ع صندوق آسمان سے نکالی کتاب صبح۔ مگر مجھے مشرقی پسند ہے۔ رات کو جب شوق صاحب آئے تو کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو مصرع آپنے دوبارہ پڑھوایا تھا اُس میں مجھے مشرقی کیوں پسند ہے۔ وہ بولے نہیں حضور۔ فرمایا اسلیے کہ ایسے الفاظ تکیے آپکے اُستاد خواجہ آتش کو پسند ہیں وہ فرماتے ہیں ع

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے　　　او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پھر فرمایا مجھے منبر پر بھی یہ شعر یاد تھا مگر میں نے عمداً نہ پڑھا کہ شاید کوئی شخص حضرت آتش کی توہین کا پہلو یہ کہکر نکالے کہ اس شعر میں نیرنگ بہت اچھی طرح آسکتا تھا۔ مصنف نے نیرنگی کیوں باندھا جس میں ثقالت بھی ہے۔ مرزا شوق مرحوم نے معذرت کی کہ یہی میرے دل میں آگئی تھی جو میں نے یہ مصرع دوبارہ پڑھوایا تھا

مرزا صاحب کے استادوں میں مرزا محمد رضا صاحب برق مرحوم کے والد ماجد جناب مرزا کاظم علی صاحب صلحا بھی تھے (جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں) اسلئے برق صاحب کا بھی وہ بہت لحاظ و پاس کرتے تھے وہ مشاعروں میں جا کر عام طور پہ غزل نہ پڑھتے تھے۔ مگر برق صاحب نے جب ایک دھوم دھام کا مشاعرہ کیا اور مرزا صاحب سے آ کر اصرار کیا کہ آپ ضرور غزل کہیں اور تکلیف فرما کر پڑھیں تو مرزا صاحب نے مشہور غزل کہی اور مشاعرے میں پڑھی جس کا مشہور مطلع یہ ہے ؎

دفن کرنا مجھکو کوئے یار میں   قبر بلبل کی بنے گلزار میں

جو رنگ مرزا صاحب کو ناپسند ہوتا تھا۔ وہ اپنے شاگردوں یا بے تکلف دوستوں سے صاف کہہ دیتے تھے۔ چنانچہ منشی سید محمد اسمٰعیل حسین صاحب منیر جب کالے پانی سے چھوٹ کر آئے تو ایک دفعہ اپنی چند غزلیں سنانے بیٹھے دیوان خانہ میں مرزا صاحب ہیں اور وہ ہیں۔ مرزا اوج مرحوم فرماتے تھے کہ میں اور میرے چھوٹے بھائی عطارد اور کئی لڑکے بھی غزل سننے کو دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ منیر نے مطلع پڑھا ؎

چھپڑا چلا فلک پہ بہت خانہ جنگ کا   چھوٹا ہے فیل گاؤ پہ کُتّا تفنگ کا

میں اور سب ساتھی لڑکے یہی مصرع پڑھتے ہوئے باہر بھاگ گئے۔ چھوٹا ہے فیل گاؤ پہ کتا تفنگ کا۔ مرزا صاحب نے منشی منیر سے کہا کہ آپ اپنے اعلیٰ درجے کے شاعر ہو کر اس مبتذل رنگ کو جس کو چھوٹے دیکھیے بچے تک ہنستے ہیں کاٹیے۔ منیر مرحوم نے عرض کی۔ بہت بہتر۔ اور فوراً یہ مطلع کاٹ دیا غالباً اسی وجہ سے دیوان مطبوعہ میں یہ مطلع نہیں لیکن لوگوں میں مشہور ہو رہا ہے۔

حضرت آتش کے شاگردوں میں جو سلام وغیرہ اصلاح کے واسطے انکے روبرو پیش کرتا تو وہ کہتے تھے کہ جاؤ میر سے سلام و مرثیہ وغیرہ پر اصلاح لو جو نیا شاگرد مستطیع ہوتا تھا۔ تو شیرینی بہت سی لاتا تھا جناب امیر کی نذر دے کر اکثر اس کا آدھا حصہ اور احباب میں بٹوا دیتے تھے۔ جو بکثرت تھے

اصلاح دینے کا طریقہ یہ تھا کہ شعر و مرثیہ پڑھ کر یا مصنف سے سن کر لفظ بتاتے اور وجہ بتاتے جاتے تھے اور اگر شاگرد موجود نہ ہوتا تو وجہ اصلاح مختصر لفظوں میں حاشیہ پر لکھ دیتے تھے صفیر بلگرامی لکھتے ہیں کہ میں نے ایسی معلومات کو شاعروں [illegible] میں دیکھا

مرزا صاحب علاوہ اردو [illegible] کے فارسی کے بھی شاعر تھے۔ فارسی کا بعض کلام تو فرمائش میں تصنیف کیا بعض چھپا ہوا ہے۔ مگر [illegible] چند قطعہ [illegible] جو مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم شاہ اودھ کی فرمائش پر انھوں نے کہے تھے وہ مرزا اوج صاحب مغفور فرماتے تھے کہ اب تک محفوظ ہیں۔ ملاحظہ ہو رباعی

برق کی غزل مرزا صاحب کی

اصلاح کا طریقہ

شاعری فارسی [illegible]

صفحہ نواب والا قدر شہزادہ اودھ جو بھاکا کے مستند شاعر مانے جاتے ہین اُن کو بھاکا میں اصلاح دیتے تھے - ایک اُن مین یہ بھی کمال تھا کہ جس رنگ کی طبیعت شاگرد کی ہوتی تھی اُسی طرز کی اُسکو اصلاح دیتے تھے - چنانچہ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام محمد صاحب نظیر کے کلام پہ اصلاح دینے مین ویسے الفاظ بنا دیتے تھے جو گویا زبان انیس مغفور کے سمجھے جاتے تھے اور جن سے خود مرزا صاحب اپنی تصنیف مین بچتے تھے - جیسے سغہ بے پر کٹر یل جوان وغیرہ

شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کے ہر سیون مین ویسے بازاری محاورے اور الفاظ رکھتے تھے جو ہرسیون کی شان کے شایان ہیں آج مزاحیہ کلام اُن کا علیحدہ نہین ملتا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ ایسا کلام سب مشیر مرحوم کو بخشدیا تھا ہزارون محاورے ہرسیون میں ایسے نظم کیے ہین جو اور کسی شاعر کے کلام میں نہ ملین گے -

نواب شہید سید اسد علی صاحب متین کے نوحون مین ایسے مُبکی الفاظ رکھتے تھے جو خاص نوحہ کے واسطے زیبا ہیں - یہی وجہ ہے کہ متین کے نوحے اپنے طرز مین بے مثل ہین - نواب شہید ممدوح اور مشیر سنا ہے ایک ہی دن مرزا صاحب کے شاگرد ہوے تھے - مگر مشیر کی طبیعت ہرسیہ کے لیے موزون پائی اور متین مغفور کو نوحہ کہنے کے قابل پایا - دونون کو ایک ایک ڈھرے پر لگا دیا -

یہ عجیب حُسن اتفاق ہے کہ مرزا صاحب کے شاگردون مین سے جو دوسرے شہرون یا دیہات کے رہنے والے ہین وہ اپنی اپنی بستی یا شہر مین قابل تقلید کامل مانے جاتے ہین - مولوی نفیر حسین صاحب عظیم - مولانا شاد عظیم آبادی وصفیر بلگرامی وخان بہادر سی ایس ایس ڈپٹی سید اولاد حسین صاحب مداح بہرسری اور مولوی اسد علی صاحب صغیر - اور نواب متین اور حکیم قدیر الدولہ سید محمد علی صاحب قدیر مولوی ظفر مہدی صاحب انیم جرولی مولوی غلام عباس صاحب تنزاور میر نذرکی بلگرامی اپنی اپنی بستی اور شہر مین نہایت معزز اور قابل تقلید مانے جاتے ہیں تفصیل اسکی آپ کو تذکرۂ دبارحسین سے معلوم ہوگی -

خط - مرزا صاحب عموماً جس کسی کو خط لکھتے تھے فارسی مین لکھتے تھے - وہ خط شفیعا عمدہ اور جلد لکھتے تھے - مگر اُس زمانہ کی روش کے موافق حرفون پہ نقطے بہت کم لگاتے تھے - اُسکا نمونہ حیات دبیر کے صفحہ ۴۹ پر چھپا ہے جس مین ایک جگہ کاپی نویس نے اس مصرع مین تغیر کر دیا ہے - طعنہ دیتے تھے سلح سازکا سے تو م دغل - لفظ سلح کو صلح (صاد سے) لکھدیا ہے -

جناب حاجی محمد جعفر عرف پیارے صاحب شمس آبادی نے جو نمونہ حیات دبیر کو مرزا صاحب کے خط کا نمونہ حیات دبیر مین دیکھ کر لکھا تھا کہ میرے والد ماجد مرحوم نواب حکیم سید محمد علی خان عرف نواب دولہا صاحب

رئیس شمس آباد) کے پاس جو خط مرزا صاحب کا آتا تھا وہ خوشخط خط شفیعا میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ کوئی خوشنویس ملازم ہوگا آج یہ خط عکس دیکھکر معلوم ہوا کہ جناب مرحوم خط شفیعا خوب لکھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک خط مرزا صاحب کی نقل بھی بھیجدی تھی جو نواب ولھا صاحب مرحوم کے پاس ۱۹ شوال ۱۲۸۳ھ ہجری کو آیا تھا کہ یہی تاریخ موصولہ پشت خط پر درج ہے۔ اس خط میں القاب آداب بھی خاص تحریر فرمایا ہے۔ اور خط فارسی میں ہے اور اُس زمانے میں عموماً دہلی لکھنؤ میں فارسی زبان میں اہل علم کتابت کرتے تھے یہ فخر صرف مرزا غالب مرحوم کو ہے کہ انھوں نے زمانے کا رنگ دیکھکر اُردو میں خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ اُردو کی نسبت۔ وہ فارسی میں اکمل تھے جیسا کہ خود انکا دعویٰ ہے۔ ۵
فارسی بیں تا بہ بینی نقش ہائے رنگ رنگ۔ بگزر از مجموعۂ اُردو کہ بیرنگ من است۔ اب وہ خط نقل کرتا ہوں۔

عہ ۵ ۱

بسم اللہ خیر الاسماء مضاف الیہ صدق و صفا۔ موصوف صفت مہر و وفا۔ اقبال مصاحب جناب نواب محمد علی صاحب دام مجدہٗ۔ بعد سلام خلوص التیام و تمنائے گل چینی حدیقۂ مواصلت مسرت انجام۔ مرفوع ضمیر خورشید تنویر باد کہ دریں ایام مفارقت و عدم مراسلت آنچہ از حجاب غیبی بظہور آمدہ نیاز نامۂ دیگر متضمن تفصیل آن عنقریب ارسال می نمایم۔ دریں وقت مقتضیٔ بلکہ منتظر است از دفتر فضائل و محامد جناب سید جمال الدین حسین صاحب قبلہ ولد سید نجم الدین حسین صاحب مرحوم ابن مولوی نظامی صاحب مغفور بحیز تحریر می آرم کہ جناب ممدوح اباً عن جد بخلعت سیادت پیراستہ و تاج سعادت آراستہ و جہد مذہب شیعی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہستند۔ و مخلص با جناب ممدوح نیاز قدیم می دارد و از عقائد مستحکم و انعقاد مجلس عزا کہ بدولت خانہ جناب مکرم الیہ می شود اکثر مشرف اند و از مشارکت شدہ۔ خاطر شریف مطمئن باد۔

مرزا سلامت علی
متخلص دبیر
عفا عنہ ربہ القدیر

جوش معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے کہ سامعین مدح کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ باتوں کے کرنے میں جتنے ہاتھ آنکھ وغیرہ سے آدمی اشارے کرتا جاتا ہے اُس سے زیادہ منبر پر ہاتھ نہ اُٹھانا نہ بتانا چاہیئے۔ انکا کلام خود تمام واقعات کا مرقع پیش نظر کر دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر موسیقی میں داخل ہے مگر سوز خوانی میں بھی بتانے کو معیوب قرار دیا گیا ہے۔ پس مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس رُباعی میں اسی بات کا اشارہ ہے۔ ۵

صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے
ناحق کا نہ چیخنا نہ چلانا ہے
این شہ مرداں کا ثنا خواں ہوں میں
بیکار نہ ہر بند پہ بتلانا ہے

اُنھوں نے کبھی کسی شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا نہ کسی شخص کو بجز ایک شاگرد کے آغا صاحب مرحوم کے انکا طرز آیا یہ آغا حسید صاحب آغا حسن صاحب مرحوم کے حقیقی بڑے بھائی تھے آغا حسن صاحب آزل میر حسن صاحب مولف واقعات انیس کے نانا۔ اور نواب صاحب مرزا صاحب نواب

عہ ۵ مرزا دبیر مرحوم کے اکثر خطوط سید مسعود حسن صاحب ایم اے ادیب ریڈر لکھنؤ یونیورسٹی نے رسالہ ادب لکھنؤ میں متواتر آثار ادبیہ کے عنوان سے شائع

صاحب مثنوی زہر عشق سے واقف تھے آغا حیدر صاحب کی پاٹ دار آواز مرزا صاحب کی آواز سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور اسی طرز سے وہ پڑھتے بھی تھے۔ جو شاگرد مرزا صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھے مرثیہ پڑھنا سکھائیے تو میر شرف الدین یا میر محمد رضا صاحب ظہیر یا مرزا مفضل صاحب کے سپرد کر دیتے تھے۔ یہ صاحب اس خاندان میں عمدہ پڑھنے والے تھے۔ مرزا مفضل مرحوم کے ایک شاگرد نے[۵] بھی پڑھنے میں کمال پیدا کیا تھا جنکا نام میر اولاد حسین صاحب اور تخلص قوی تھا۔ اور مرزا صاحب کے خویش میر بادشاہ علی صاحب بقا۔ خلف میر صبا اور مرزا محمد عباس سفیر بھی اچھا پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب کے مرثیہ پڑھنے میں عجب وقار تھا۔ اسکے ساتھ دو ایک نثر کے فقرے سونے میں سہاگہ ہو جاتے تھے۔ بین تو وہ اس طرز سے پڑھتے تھے کہ مجلس میں روتے روتے اکثر آدمی بے ہوش ہو جاتے تھے کیونکہ بین کے موقع پر بہت بتانے سے اکثر رقت سلب ہو جاتی ہے۔

مسٹر نواب حامد علی خاں مرحوم مغفور حیات دبیر کے پندرھویں باب میں لکھتے ہیں کہ لندن کے زمانہ قیام میں ملٹن اور شکسپیر کا کلام میں نے پروفیسر مل سے پڑھا۔ اور شعر پڑھنے کے اصول اور طریقے پروفیسر مارلی سے سیکھے وہ ہر مقام کو خوب ہی ادا کرتے تھے۔ آواز اور صورت سے گویا بولتی ہوئی تصویر کھینچ دیتے تھے ہاتھ سے زیادہ بتانے کو منع کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب سے بہتر پڑھنے والا لندن کا بھی مرزا صاحب سے متفق الرائے تھا۔ فی زمانہ مرثیہ پڑھنے میں بتانے کی ایسی پڑ گئی ہے جس کو لوگ رقص منبری کہنے لگے ہیں۔

لندن کا بہترین مرثیہ خواں والا دبیر کی طرز خوانندگی میں متفق الرائے تھا

تصنیفات کی خصوصیات۔ مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر موقع کے واسطے خاص زبان استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً رخصت کے موقع پر جو الفاظ لاتے ہیں۔ وہ سراپا میں آپ نہ پائیں گا۔ سراپا کی بندش الفاظ کی شان جدا ہے۔ رجز میں علیحدہ ہے۔ رجز میں بھی خصوصیت ہے کہ اگر وہ امام حسینؑ کی زبان اقدس سے ہے تو ایسی عالمانہ شان نمایاں ہوگی کہ بڑے سے بڑا عالم شاید ویسی نصیحت نہ کر سکے۔ علم دین و دنیا کا سبق حاصل ہو۔ لڑائی میں بالکل رنگ بدل جائیگا۔ مناجات کے لفظ ہی کچھ اور ہیں۔ بین میں وہ سلاست ہے کہ گویا یہ دوسرا شخص نظم کر رہا ہے۔ اس بات کو خود مرزا صاحب کہہ گئے ہیں ؎

خصائص کلام دبیر

ہے رزم سراپا تو زباں وہی ہے اور بین کے مابین بیاں اور ہی ہے کس درجہ بلند ہے تری فکر دبیر کہتی ہے زمیں آسماں اور ہی ہے

پھر خوبی یہ ہے کہ سلیس و عام فہم کلام کے بھی دریا بہائے ہیں۔ اور دقیق اور بلیغ کلام کی تو کچھ حد و نہایت ہی نہیں مضمون آفرینی تو اس بلا کی ہے کہ اکثر شعرا تو پست نظر آتے ہیں۔ مولوی شبلی صاحب سے منکر کمال کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ صنایع و بدایع میں بے تکلف کلام بھی دبیر کا حق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زبان پر انکو کس قدر قدرت تھی رعایت لفظی اس قدر ہے جو دل کو پسند ہو۔ ادھری ہوئی اور بھونڈی نہ ہو۔ اس کے ثبوت میں حیات دبیر اور المیزان میں کلام دبیر دیکھئے۔

---

[۵] بقا مرحوم کے ایک شاگرد نواب میر عبد الحسین خاں صاحب بہادر ریاست عالیہ بیگن پلی میں جاگیردار ہیں خاکسار خبیر نے جناب ممدوح کو سنا ہے نہایت خلوص سے مرثیہ پڑھتے ہیں۔ خبیر

اور پورے چند مرثیئے اس کتاب سبع مثانی میں ملاحظہ ہوں واقعات کی تصویریں بولتی ہوئی بھی ہزاروں آپ کو ملیں گی۔ بعض معاصر کہتے ہیں کہ مناظر قدرت اور ظرافت کی کمی ہے مگر مرثیہ میں ظرافت کی ہرگز گنجائش نہیں ورنہ مجلس عزا میں رقت جاتی رہے۔ مرزا صاحب کی ظرافت مشیر مرحوم کے ہر سیدولا میں آپکو نظر آئیگی خصوصًا سب سے زیادہ جو مشہور و مقبول ہر سہرہ جس میں مغل کی زبان بعینہ نظم کردی ہے جسکا مصرع مشہور یہ ہے کہ مغلی نہی تھی چاہے سو کشمیری ہو گئی۔ یہ مسدس اگر کل نہیں تو اکثر مرزا صاحب نے لکھکر مشیر مرحوم کو بخشدیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسکے بعد کے اور سہرے مشیر مرحوم کے اس پایہ کے نہیں ہو سکے۔ مناظر قدرت۔ کچھ تو دفتر ماتم میں جلدوں میں ملتے ہیں۔ مگر اُسکا بڑا حصہ اون مرثیوں میں ہے۔ جو جناب مرحوم کے وارث و قابض ۶۰۔۔۔ ۷ برس تصنیف کو گذر جانے کے بعد بھی نہیں نکالتے۔ نہ معلوم اب اُس سے وہ کیا کام لیں گے۔ [عہ]

واقعات حزن و ملال کی تصویریں جیسی مرزا صاحب نے کھینچی ہیں۔ مجھے تو اوروں کے کلام میں ملتی نہیں۔ ایک یہ بھی عیب بیان کیا جاتا ہے کہ ہر مرثیہ مطلع سے مقطع تک مسلسل نہیں۔ دبیریوں انیسیوں کی بحث میں یہ بات سنتے سنتے اگر کان بہرے نہیں ہوئے تو کانوں میں یہ آواز گونج تو گئی ہے۔ انیسیئے کہتے ہیں کہ ایک بند سے دوسرا بند مرزا صاحب کے یہاں مسلسل نہیں ہوتا۔ دبیرئے جواب دیتے تھے بشریت سے ممکن ہے کہ ایسا کہیں ہو گیا ہو مگر میر صاحب کے کلام میں تو غضب یہ ہے کہ کبھی ایک ہی بند کے مصرع باہم مسلسل و مربوط نہیں ہوتے۔

حیات دبیر میں اسکی مفصل بحث کی ہے۔ اور سب سے بڑے بڑے مرثیہ گویان عرب و عجم و ہند (یعنے دعبل خزاعی و ملا محتشم و مرزا رفیع سودا) کے مرثیے لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ مرثیے میں مثنوی اور قصیدہ کا ایسا التسلسل کسی اُستاد کے کلام میں نہیں جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایشیائی قصوں اور مثنویوں کے لئے ہی یہ بات لازم ہے۔ اردو مرثیہ اصناف سخن کی معجون ہے۔ اُس میں کہیں مثنوی کہیں قصیدہ۔ کہیں غزل۔ کہیں واسوخت۔ کہیں ترجیع بند کی شان ہوتی ہے۔ ایک صاحب اسیر یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ دعبل و محتشم و سودا مرثیے کے اُستاد سہی۔ مگر معصوم نہ تھے۔ سب سے غلطی ہوئی پس ایسے بزرگوار کے سامنے جناب امیر کے دیوان سے وہ مرثیہ پیش کر دینا چاہیئے۔ جو اُن جناب نے حضرت ابوطالب و جناب محمد مصطفےٰ و فاطمہ زہرا کی وفات پر کہے ہیں۔ اور عرض کرنا چاہیئے کہ لیجئے جناب کلام معصوم بھی سند میں موجود ہے پاس ہم سے ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں۔ تسلسل کلام میں ہونا ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے۔ مرثیہ میں ہونے سے دلکشی کی شان بڑھ جاتی ہے۔ مگر جو لوگ ان بزرگوں کے کلام کو مخلوط کر چکے اونکی دست برد کا کیا علاج ہے۔ آپکو موجودہ جلدوں میں میر انیس صاحب کے بند کے بند بے ربط و بے سلسلہ ملیں گے۔ مرزا صاحب کے موجودہ مرثیے

عہ استاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی نے جب سبع مثانی کے مرثیوں کا مقابلہ اصل مرثیوں سے فرمایا تو وہ تمام بند جو پہلے شائع ہونے سے رہ گئے تھے عنایت فرمائے چنانچہ مناظر قدرت کی بھی بہترین مثالیں اس جلد میں ملیں گی۔ حقیر خبیر ۱۲

بھی اس عیب سے خالی نہیں اور بقول مرزا صاحب مرحوم کسی کو کیا معلوم کہ دبیر کے کتنے اصلاح دینے والے ہیں۔ ع۵۱

صفت مہمان نوازی وغیرہ

مہماں نوازی۔ سخاوت۔ عدالت۔ بندگان خدا کی حاجت میں سعی اور کوشش کرنا۔ متانت۔ خود داری۔ وضع داری حاضر جوابی ع۵۲ ایفائے وعدہ خوش اخلاقی۔ غیرت۔ آن بان۔ شجاعت۔ اپنے دوستوں اور شاگردوں سے سچی محبت۔ اور انکی قدردانی۔ یہ باتیں مرزا صاحب میں خدا نے گویا کوٹ کوٹ کے بھری تھیں میر انیس مرحوم کا کوئی شاگرد یا طرفدار بھی آتا تھا تو انکے پاس سے کامیاب اور خوش ہو کر جاتا تھا میر شرف الدین صاحب جو نواب دولھا صاحب رئیس شمس آباد کے بہنوئی تھے (اور جنکے فرزند ارجمند نواب منے صاحب سے حیات دبیر میں بہت سے حالات مولف نے لکھے ہیں) اُن کے فرزند کی تحریر مندرجہ حیات دبیر سے آپکو معلوم ہوگا کہ ۱۲۶۹ سنہ ہجری میں جب میر شرف الدین مرحوم ہوئے تو یہ نواب منے صاحب ڈھائی برس کے بچہ تھے اُنکو شاہ اودھ کے دربار میں لیجا کر اُنکے والد کی جگہ سواروں میں نام لکھایا اور پھر اُنکے شمس آباد والدہ کے ساتھ آنے پر برسوں تنخواہ خزانہ شاہی سے لیکر بھیجا کئے میر شرف الدین مرحوم کا نام آگیا ہے تو انکی بھی مختصر لائف لکھدوں تمام لکھنؤ میں مشہور ہے کہ منبر پر بیٹھنے والا دوسرا ذاکر اُن سے بہتر نہ تھا جب میر انیس صاحب مرحوم عہد امجد علی شاہ مرحوم میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے (میر خلیق زندہ تھے) میر شرف الدین مرحوم کے مرثیہ پڑھنے کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ ایک مجلس میں میر انیس صاحب منبر پر سے مرثیہ پڑھنے کے بعد بانی مجلس نے میر شرف الدین صاحب سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اب حضور داخل ثواب ہوں میر شرف الدین صاحب بے تکلف اُٹھ کر منبر پر گئے صرف پندرہ بند پڑھے تھے کہ مجلس میں پٹیں پڑ گئی۔ میر انیس صاحب بار بار اُنکو دیکھتے تھے۔ اور غالباً دل ہی دل میں کٹتے تھے۔ سرکار حسینی میں ہے حصہ سب کا (اس حکایت کو علاوہ نواب منے صاحب کے بہت سے معمر آدمیوں نے بیان کیا ایک اُن میں سے حکیم محمد تقی صاحب ہیں جنکا مطب نخاس میں کٹورہ گنج کے پل کے پاس ہوتا ہے) ان میر شرف الدین مرحوم کی ختم کی مجلس میں مرزا صاحب یہ رباعی کہکر پڑھتے تھے ع۵۳

شاگرد عزیز ہے غضب چھوٹ گیا — عشرت کا چمن لشکر غم لوٹ گیا
شیشہ جو شکستہ ہو تو دیتا ہے صدا — ظاہر یہ فغاں سے ہے کہ دل ٹوٹ گیا

ع۵۱ ہیچمدان خبیر نے اسی جلد کی تمہید میں وہ اسباب لکھے ہیں جن سے ان مطبوعہ جلدوں میں اکثر مرثیے ایسے ملتے ہیں جو مربوط ہیں۔ اب ناظرین اس جلد "سبع مثانی" کے مرثیوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں قریب قریب ہر مرثیہ اصل سے مقابلہ کے بعد طبع کیا گیا ہے حقیر خبیر ۱۲

ع۵۲ اس بیت کے متعلق شاید عارف مرحوم نے مجھ سے کہا تھا۔ آتا ہے بادشاہ جوانان خوبرو — وصل علی نبی کا مرقع ہے روبرو کسی نے چلا کر کہا حضور یہ قافیہ سمجھ میں نہ آیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا آپ زحمت کرکے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا بعد ختم مجلس پوچھئے بندہ نواز آدمی را امیت لازم ست۔ عودرا اگر بو نباشد ہیزم ست اشارہ یہ تھا لازم کی "ز" کو کسرہ ہے ہیزم کی "ز" کو کسرہ نہیں اسیطرح خوبرو کی "ب" ساکن ہے برو کی (ب) متحرک معترض صاحب پھر بولے قافیہ صحیح سہی مگر صلاح فلاح کیا ایسے قافیوں کے لانے سے مرزا صاحب نے فوراً فرمایا صلاح کار کجا و من خراب کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا یہ کہکر مرثیہ شروع کردیا۔ حافظ کے اس شعر میں یہ دکھادیا کہ خراب کی (ب) ساکن تا بکجا (ب) متحرک ہے ۱۲

اور قبر پر کندہ کرنے کو جو قطعہ تاریخ کہا تھا اُسکے مادہ کا مصرع یہ ہے ؎ لحد ذاکر مقبول حسین جس سے ۱۲۶۹ھ ہجری
نکلتے ہیں۔ یہی سال وفات اُن مرحوم کا ہے۔

مرزا صاحب کی وقعت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اسقدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث و رئیس و حکام انکو اپنا بزرگ قابل تعظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ سید محمد خلیل صاحب بلگرامی سابق مہتمم مطبع اثنا عشری دہلی۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب حد تحقیق صدر الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا صاحب سے ملنے دولتکدۂ سیدہ جلیلہ امام باندی بیگم صاحبہ پر (پٹنہ میں) آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ اور سپر تنزیب کا انگرکھا زیب تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دل میں سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مفلس ہیں۔ الگ انکو بلایا اور یہ دریافت کر کے کہ یہ سید ہیں ایک لکھنؤ کی فرد روئی دار اور پانچ روپیہ اسپر رکھکر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمایئے۔ انھوں نے رضائی یہ کہکر لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دونگا کہ میرے کفن میں لکھدیا غفور الرحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخشدے مگر روپیہ یہ کہکر واپس کر دیئے کہ اسکی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہوتی تو ضرور لیتا۔ وہاں سے آکر منشی فرزند احمد صاحب صفیر سے تخلیہ میں یہ تمام واقعہ دہرایا۔ صفیر مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور روپیہ تخلیہ میں دیئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صدر الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ بھئی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سردی کا کوئی دگلہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب کے کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و تنزل دیکھئے۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے قابل و لائق فرزند شمس العلما مولوی امداد امام صاحب نے (باوصفیکہ انکو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر شاگرد حضرت دبیر مغفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ سنا گیا ہے) مثل مولانا شبلی کے تو نہیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد مظہر الہادی صاحب سہیل مرحوم امروہوی کو تقریظ حیات دبیر میں لکھنا پڑا کہ شمس العلما علامہ شبلی جیسے مشہور فاضل اور قابل مصنف اور شمس العلما مسٹر امداد امام صاحب ایسے لائق اہل قلم کی نسبت سخت حیرت ہوتی ہے کہ انکو کس قسم کے دبیر[ع۵] کے دشمنوں میں شمار کیا جائے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شبلی کا پایہ عربیت گو کتنا ہی بلند ہو اور جناب مسٹر امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے چاند ہی کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پلہ کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرثیت کے میدان میں یکہ تاز ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی

ع۵ اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آیندہ درج ہوئی ہے حقیر خبیر ۱۲

آگی شان میں بھی کہنا پڑتا ہے ع معذور دار مست کہ تو او را ندیدہ ؛؛ اب یہ بھی عرض کردوں کہ وہ غالب مرحوم (شاعر غالب) کی تحریری شہادت کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور کن راویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہونچی۔ ایک راوی تو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی آرہ مقامی ہیں جو اپنے تذکرہ جلوہ خضر جلد اول کے صفحہ ۲۲۵ پر سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں بمقام دہلی اپنا پہونچنا اور مرزا صاحب موصوف کا مصنفہ مرثیہ سنانا اور اسکے وہ تین بند لکھکر لکھتے ہیں کہ یہ بند مجمع حاضرین میں پڑھکر مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ واقعی یہ حق دبیر کا ہے۔ دوسرا اس راہ میں قدم نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرے شاہد مولوی محمد امجد علی صاحب ریاض تخلص ہیں جو دہلی دیکھنے محرم سنہ ۱۲۸۰ھ میں دہلی گئے۔ اپنے سفرنامہ کا نام سیر ریاض رکھکر چھپوایا۔ یہ ۶ محرم کے واقعہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا غالب نے تین بند اپنی تصنیف مرثیہ کے سنائے لوگ روئے پیٹے چلائے۔ وہ بند ہیں نے طلب کئے۔ مرزا نے اپنے دست خاص سے لکھدئے (اس موقع پر وہی ۳ بند لکھے ہیں جو حقیر نے لکھے ہیں) پھر ریاض مرحوم لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب خود فرماتے تھے کہ یہ حصہ دبیر کا ہے۔ وہ مرثیہ گوئی میں طوق لے گیا ہم سے آگے نہ چلا ناتمام رہ گیا۔

یہ تو دو شہادتیں دو کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں اب ایک اَن چھپی ہوئی شہادت بھی سن لیجئے جو بعد اشاعت حیات دبیر صاحب حیات دبیر کو جناب نواب سید محمد جعفر صاحب عرف نواب بیا صاحب مرحوم مورخ بے عدیل نے ایک خط میں لکھکر بھیجی ہے۔ حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میرے والد مرحوم جناب حکیم سید محمد علی صاحب عرف نواب دولھا صاحب شمس آبادی سے مرزا غالب مغفور نے دہلی میں کہا تھا کہ بھائی مبدء فیاض کا داروغہ دبیر سے ملا ہوا ہے۔ جو نیا مضمون ہوتا ہے وہ لپکا کر دبیر کو دے آتا ہے۔ دبیر نظم کر دیتے ہیں اور سب شاعر معاصر منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ ایک غالب مرحوم پر منحصر نہیں بلکہ اُس زمانے کے عموماً اہل کمال مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ مرزا دبیر کے ایک منکر کمال نواب نصیر حسین خاں صاحب خیال (سید علی محمد صاحب شاد مرحوم کے تعلیم یافتہ بھانجے۔ علوم جدیدہ و قدیمہ سے آراستہ) بھی دکن ریویو کے پرچہ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ اپنے زمانے میں جناب مرزا صاحب سب سے بہترین شاعر تصور کئے گئے۔ اور بڑے بڑوں نے اسوقت اُن کے کلام کے آگے سر ڈال دیا۔ ملاحظہ ہو دیباچہ حیات دبیر صفحہ ۲۸۔ اتنا اور بتادوں کہ اُن بڑے بڑوں میں نواب خیال صاحب کے نانا مرحوم اور آپا مرحوم کے بھائی۔ بھی شامل ہیں۔ جو عاشق کلام و کمال دبیر تھے۔ اور تو اور مرزا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم مصنف آب حیات بھی (باوصفیکہ میر انیس ہی مرحوم سے سنہ ۱۸۷۱ء میں ملے۔ اور انہیں کے خاندان سے راہ و رسم تھی کہ آب حیات میر نفیس مرحوم کو ہدیتہً بھیجدی انہوں نے رسید نہ دی تو دوسرے اڈیشن میں اسکی شکایت کی ہے) نفس مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حال میں میر صاحب کا مقابلہ کرنا لکھکر صفحہ ۵۵۰ پر لکھتے ہیں کہ دونوں باکمال نے سخن شناسوں کے ہجوم کو دو حصوں میں بانٹ لیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آدھے انیسیئے ہوگئے آدھے دبیرئے۔ ان کے کلام میں محاکمہ کرنے کا لطف جب ہے کہ ہر اُستاد کے ۴-۴-۵-سو مرثیئے بجائے خود پڑھوا ور پھر مجلسوں میں سنکر دیکھو کہ ہر ایک کا کلام اہل مجلس پر کسقدر کامیاب یا ناکام رہا ہے اسکے مزہ نہیں ہیں اس نکتہ پر میر انیس کے حال میں کاوش کرونگا۔ میر انیس کے حال میں خاتمہ کتاب سے پہلے صفحہ ۵۶۲ پر لکھتے ہیں کہ یہ بات درست ہے (میں اوپر لکھ چکا ہوں یہ بات درست نہیں) کہ مرزا دبیر کے پڑھنے میں وہ خوش ادائی نہ تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدا نے دیا تھا۔ ان کا مرثیہ کوئی اور بھی پڑھتا تھا تو اکثر رونے رلانے میں کامیاب ہوتا تھا۔ کہ یہی اس کام کی علت غائی ہے۔

مرزا صاحب کے پسند کرنے والوں میں بڑے بڑے کامل و اکمل علما و شعرا و حکما ہیں۔ اس مختصر مضمون میں صرف نام لکھے دیتا ہوں۔ تفصیل حیات دبیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آزاد مرحوم اگر میرزا صاحب سے بھی ملتے اور دونوں کو سن لیتے تو پڑھنے پر بھی مرزا دبیر کو غالباً تفضیل دیتے۔ جن لوگوں نے دونوں کو سنا ہے وہ بالاتفاق کہتے ہیں کہ ایک کے سننے کے بعد ہم دوسرے کو بھول جاتے تھے۔ اگر مرزا کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ ہوتی تو مد مقابل کو نہ بھول جاتے۔ ایک ایک مصرع کو دو دو تین تین طرح پڑھ کر مختلف معانی پیدا کرنا یہ کمال مرزا ہی کے پڑھنے میں تھا۔ ملاحظہ ہو حیات دبیر جلد اول میں دستور علی صاحب بلگرامی کی زبانی مرزا صاحب کے پڑھنے کی خوبی۔

ا۔ علامہ جائسی جناب مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ مغفور شمس العلما۔ محدث کامل۔ مولوی سید سبط حسن صاحب کے مربی نانا۔ ۲۔ جناب غفرانمآب مفتی میر عباس صاحب مرحوم۔ نے اپنی کتاب مطبوعہ عشرہ کاملہ میں مولوی مقرب علی خاں صاحب مولوی خلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم پٹیالہ و صاحب اعجاز التنزیل کو ان کے اس سوال کا دبیر و انیس میں سے کسکو ترجیح ہے یہ جواب صاف دیا ہے کہ میر صاحب کا کلام فصیح و شیریں اور مرزا صاحب کا کلام دقیق اور نمکین ہے۔ ہر شخص کا ذائقہ و مذاق ہے (کوئی شیریں کوئی نمکین کو زیادہ پسند کرتا ہے) تو ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیجا سکتی۔ مرزا صاحب کے کلام پر جو ایک اعتراض کا جواب دیا اور شرح فرمائی ہے وہ حیات دبیر یا اصل کتاب عشرہ کاملہ سے آپکو معلوم ہو سکتی ہے۔ ۳۔ سید المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین شمس العلما مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس مآب۔ ۴۔ مولوی سید علی حسن صاحب شمس قبلہ وکیل ہائی کورٹ لکھنؤ تاریخ وفات میر انیس صاحب مصنفہ مرزا دبیر صاحب پر جو اعتراضات کرکے اودھ اخبار میں کسی صاحب نے چھپوائے تھے۔ اُن کے معقول و دندان شکن جواب ان عالم کامل نے دیکر بصورت کتاب چھپوایا ہے اور اس کا تاریخی نام جلوہ عجیب سخن فہمے ہے۔ ۵۔ مولانا سید غلام حسنین صاحب علامہ کنتوری مغفور۔ جنکی تصانیف الاجوبہ ماتین و انصار الاسلام و لائف وغیرہ ہیں۔ ۶۔ مولوی سید صدیق حسن خاں صاحب۔ محدث کامل۔ ۷۔ مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی فرنگی محلی حنفی عالم کامل۔ ۸۔ مولوی عبدالعلی صاحب آسی مدرسہ اسلامیہ لکھنوی حنفی عالم کامل

۹۔ مولوی سید احمد حسن صاحب فرقانی مرحوم رئیس میرٹھ۔ ۱۰۔ منشی مظفر علی خاں صاحب اسیر مغفور۔ ۱۱۔ منشی امیر احمد مینائی۔ ۱۲۔ منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر مرحوم۔ ۱۳۔ مسٹر نواب حامد علیخاں صاحب حامد مغفور۔ ۱۴۔ مرزا حاتم علی صاحب مہر۔

علاوہ ان کے اور بہت سے کاملین مرزا صاحب کے کمال کے معترف ہیں کون ایسا بیدرد ہے جو مولوی شبلی صاحب کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان سب کو بد مذاق بتائے۔ ان میں بعض مرزا صاحب کو بہتر بعض دونوں کاملوں کو برابر سمجھتے ہیں۔ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بد مذاقی کی لے بڑھ گئی ہے۔ لیکن بقول مولف یادگار انیس مولوی علی احمد صاحب علوی (بی اے) یہ بد مذاقی اس قسم کی تھی۔ کہ سارا لکھنؤ جو اسوقت شعر و سخن کی ٹکسال تھا (رند) رند کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھرے کا پردہ۔ لکھنؤ اہل ہنر کیلئے ٹکسال ہے آج اسی بلا میں گرفتار رہا۔ اور ان دونوں باکمالوں کو حریف مقابل سمجھتا تھا۔ موازنہ ہندوستان کے ایک مشہور انشا پرداز کے قلم سے نکلا۔ اور اُس میں خیالات کا اظہار نہایت بیباکی اور دلیری سے کیا گیا۔ سارے ملک میں آگ لگ گئی دبیر کے تو نا راض ہوئے ہی۔ بعض انیسیئے بھی خوش نہ ہوئے۔ اسکی تردید میں کئی کتابیں شایع ہوئیں جن میں سے المیزان ادب اُردو میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ دبیر کا بہترین کلام علامہ شبلی کی نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ وہ دبیر کی بابت ایسی غیر منصفانہ رائے قائم نہ کرتے جیسی کہ موازنہ سے ظاہر ہوتی ہے" اُسی زمانہ میں کہ جب لکھنؤ شعر و سخن کی ٹکسال اور مجمع اہل کمال تھا۔ مرزا صاحب جس جس مجلس میں پڑھتے تھے اسکا مختصر ذکر حیات دبیر سے لکھتا ہوں۔ اسی کا اقتباس مولف یادگار انیس نے بھی اکثر جگہ کیا ہے۔ ملکہ زمانی بیگم نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ مرحوم کی مجالس عشرۂ محرم میں پڑھتے تھے ان کی سرکار سے مرزا صاحب کو ماہوار تنخواہ بھی ملتی تھی اور سالانہ بعد عشرہ عزا معقول نذرانہ بھی۔ اور مرزا صاحب کی سفارش پر ہزاروں اہل حاجت کو ہزاروں روپیے ملتے تھے۔ یہ بڑی فیاض اور سیر چشم بیگم تھیں جنکا مقبرہ ابتک لکھنؤ میں یادگار موجود ہے۔ انھیں کی صاحبزادی سلطان عالیہ سلطان تخلص نہایت ذی علم مرثیہ گو۔ شاعرہ زوجہ نواب ممتاز الدولہ (شاہزادہ اودھ) تھیں۔

۲۔ مہاراج میوہ رام ہدایت علی خاں نواب افتخار الدولہ مرحوم جو نہایت سیر چشم سخی۔ عزادار گذرے ہیں پہلے میر ضمیر مرحوم کے مرنے پر صرف مرزا صاحب پڑھتے رہے یہاں تک کہ نواب صاحب ممدوح کربلا معلے زیارت کو گئے وہاں کلید بردار روضۂ حضرت ہو گئے (اوج مرحوم) آیا در حسین پہ سوئے جناں گیا۔ پہونچا کہاں کہاں سے کہاں گیا۔ اُن امیر باذل کی تاریخ وفات کلیات منیر مرحوم میں ہے۔ مادۂ تاریخ کا مصرع ہے۔ ۵ دیں پناہ و صالح و زوار امیر و متقی۔ جس سے ۱۲۸۴ھ نکلتے ہیں۔ ۳۔ حسین علی خاں اثر

۵ پورا قطعہ یہ ہے۔ افتخار الدولہ میوا رام مہراج زمن۔ والہ نام علی و تابع شرع نبی۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو

[illegible] مجلسیں"

خلف حیدر بیگ (نائب آصف الدولہ بھی ایک نہایت دولتمند امیر کبیر) کے یہاں تمام چہلم کی مجلس اول اکیلے مرزا صاحب پڑھتے رہے۔ اثر شیخ ناسخ کے شاگرد تھے صرف انکے یہاں شیخ صاحب آتے اور مرزا صاحب کو سنکر داد دیتے تھے پھر بعد کو جب عہد امجد علی شاہ مرحوم میں میر انیس فیض آباد سے آکر لکھنؤ میں پڑھے۔ اور میر خلیق نے پڑھنا کم کر دیا تو اثر مرحوم کے مجالس عزا میں ایک روز مرزا صاحب ایک روز میر صاحب پڑھتے تھے میر صاحب کیوجہ سے مرزا صاحب کو یہ راحت ملی۔ کہ ایک دن ستا لیتے تھے۔ انھیں مجالس میں آواز بلند حاضرین کہا کرتے تھے کہ آج ذاکر کو سنکر کل کے خواندہ کو ہم بھول گئے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے لکھا ہے۔ اثر خود بھی شاعر تھے۔ انکے کلام میں رعایت لفظی بہت ہے۔۴ میر باقر تاجر مرحوم کے امام باڑہ واقع چوک لکھنؤ کی مجلس میں رجب و ذی حجہ میں سالانہ دو مرثئے نئے مرزا صاحب ۲۵ رکو پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت پرانی تھی۔ پہلے میر ضمیر مغفور پڑھتے تھے۔ جب وہ حسینیہ حسین آباد مبارک میں بعہد محمد علی شاہ ملازم ہوگئے تو خود انھوں نے مرزا صاحب کو اس مجلس کے پڑھنے پر مقرر فرمایا۔ میر باقر تاجر اور مرزا صاحب ساتھ کھیلکر بڑے ہوئے تھے۔ بعد غدر ۱۸۵۷ء اسی مجلس کے مقابلہ پر ۲۵ رجب کی سالانہ مجلس میر اعظم علی صاحب کے نام سے میر صاحب کے قدر دانوں نے مقرر فرمائی تھی جو مدت تک چوبٹیوں پر دلارام پنڈت کی بارہ دری میں ہوتی رہی۔ اور اب جناب سید نقی صاحب مجتہد مرحوم کے مقبول امام باڑہ (عقب مسجد تحسین علیخاں) چوک میں ہوتی ہے۔ اور تاجر مرحوم کے امام باڑہ کی مسجد اُسی میں ہے۔ وہاں میر صاحب کے وارث یہاں مرزا صاحب کے جانشین ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ اگر ایکدن ایک جگہ دوسرے دن دوسری مجلس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ ؂ کوئی سُنے نہ سُنے ہم تو اپنی کہتے ہیں۔ ۵۔ نواب علی نقی خاں مرحوم وزیر شاہ اودھ کی عشرۂ محرم کی مجالس میں تین روز تک استاد پڑھتے تھے ساتویں کو میر انیس آٹھویں کو مرزا دبیر۔ نویں کو میر ضمیر مرحوم۔ جیسا کہ دربار حسین میں مفصل ذکر ہے۔ ۶۔ آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ مغفور کے امام باڑہ میں بھی ایک یا دو دن مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ انہیں مجالس میں سے کسی ایک میں منبر کے اوپر کا شامیانہ ہوا سے پراگندہ ہونے پر خود بادشاہ قدر شناس علم دوست نے چتر لگایا تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳ ملاحظہ ہو۔ سند آرائے امارت مہر برج احتشام۔ ابر جود و قلزم فیاضی و دریا دلی۔ آبروئے زہد و تقوے گوہر برج ورع۔ صائم دہر روزہ و شب زندہ دار دائمی۔ گنجہائے شائگاں صرف عزاداری نمود۔ کس ندیدم ہیچ او در لکھنؤ را دوسخی۔ آفتاب دولت و رج وزیارتہا نمود۔ شد مقیم کربلا در خدمت سبطِ نبی شہرہ اش از صفات او در ہند و ایران و عرب۔ ذکر خیرش بر زبانہا ہم خفی و ہم جلی۔ در ثبات و صبر و تسلیم و رضا و احتیاط۔ از میان اہل ایماں بردہ گوئے فرخی۔ حالیا رخت سفر بر بست در کرب و بلا۔ ساکن گلزار جنت گشت چوں اسرو سہی سال مرگ اندر صفاتش نظم کردم لے نیر۔ دیں پناہ و صالح و زوار امیر و متقی ۱۲

۱۲۸۴ھ

ؔ۵۔ اب یہ مجلس پھر دلارام کی بارہ دری میں ہوتی ہے۔ مقرر حسین

جیسا کہ شمس الضحےٰ اور حیات دبیر سے روشن ہے اسی زمانے کا حال غفرانمآب علامہ جائسی کے حوالے سے حیات دبیر میں یہ لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے باتوں میں شاہ اودھ ممدوح کو معمولی لفظ خداوند سے مخاطب نہیں کیا۔ یہ لفظ (خداوند) گویا اہل دربار کا سخن تکیہ تھا خلوت میں بعد مجلس ایک مصاحب نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ کو خداوند کہنے میں شاید مرزا صاحب کو اکراہ ہے۔ عالی ظرف بادشاہ نے بات کو سنکر ٹال دیا۔ دوسرے دن کی مجلس میں مرزا صاحب نے یہ دو رباعیاں منبر پر پڑھیں۔ (۱) ناداں کہوں دل کو کہ خردمند کہوں۔ یا سلسلہ وضع کا پابند کہوں۔ اک روز خدا کو منھ دکھانا ہے دبیر۔ بندوں کو میں کس منھ سے خداوند کہوں۔ (۲) حیدر کو غنی سب کو غرضمند کہوں۔ بیحد ہیں شرف انکے میں تا چند کہوں۔ ہے شیر خدا ہیں بخدا شان خدا۔ اس بندہ کو سو بار خداوند کہوں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ خاصان خدا کی شان میں کہنا زیبا ہے۔ بادشاہ نے اُن مصاحب خاص سے خطاب فرمایا سنئے۔ کیوں ان شاعران اہلبیت کو الہام ہوتا ہے یا نہیں کچھ سمجھے۔ ان مصاحب نے دست بستہ عرض کی۔ بے شک۔ اُن رازدار مصاحب سے ایک شخص نے یہ سب حال پوچھا جب یہ معما کھلا اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی فطرتی شاعری کو مال دنیا کے لالچ میں آکر اہل دولت کی خوشامد میں ضائع نہیں کیا۔ وہ خوشامدیوں کی یوں مذمت کرتے ہیں۔ (رباعی) پیش امرا طالب زر جھکتے ہیں۔ سجدے کی طرح مجرے کو سر جھکتے ہیں سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح۔ ہو مال سوا جدھر ادھر جھکتے ہیں۔ وہ کبھی کسی بادشاہ یا امیر کبیر کی مجلس میں درباری پوشاک پہنکر نہیں گئے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے درباری ہیں شاہان دنیا کی درباری اور درباری پوشاک سے ہمکو کیا تعلق۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ سرکار سلاطین سے سروکار نہیں۔ جز مجلس مولا کوئی دربار نہیں۔ مداح ہوں میں امام بے سر کا دبیر سامان کیسا کہ سر بھی درکار نہیں۔ افسوس کہ ایسے بزرگوار پابند وضع کی نسبت بھی بعض مولفین حالات انیس نے لکھدیا کہ مرزا صاحب ملکہ کشور والدہ واجد علی شاہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھنے کو قبائے درباری پر عمامہ باندھے ہوئے اور میر صاحب سادہ لباس سے گئے۔ مرزا اوج صاحب مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بہتان عظیم ہے اور ملکہ کشور مرحومہ کی مجلس میں تو وہ عمر بھر کبھی مرثیہ ہی نہیں پڑھے جسطرح کہ سلطان عالیہ یا ملکہ زمانی کے یہاں میر صاحب نہیں پڑھے ہم حلف سے اس شہادت کے دینے کو تیار ہیں۔ اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی بادشاہ کی مدح میں کچھ کہا اور میر صاحب کی نظم دولتمندوں کی محفلوں کی آرایش کے گلدستے نہیں ہوئے۔ اسکا جواب حیات دبیر کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ میں آپکو ملے گا اور وہیں میر صاحب کی وہ نظم بھی ملے گی جس میں شاہ دو وزیر دکن۔ بیگم شاہ اودھ کی مدح اور

دعا ہے۔ ۵ وہ پھول ہے کہ رنگ بھی ع۵ ہے جس میں بو بھی ہے۔ ۶۔ وزیر خاں داروغہ دیوانخانہ شاہ اودھ کے یہاں۔ لکھنؤ مفتی گنج احاطہ مرزا علیخاں میں ہر مہینے کی تیئیسویں کو عہد واجد علی شاہ میں مرزا صاحب اور اسی تاریخ اسی وقت (۱۱ بجے سے ۳ بجے تک) ان کے مقابلہ پر میر صاحب محمد خاں داروغہ فیل خانہ شاہی کے یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی اسی محلہ میں رہتے تھے۔ ۷۔ جواہر علیخاں خواجہ سرائے ملکہ کشور کے یہاں بائیسویں اور نواب ناظر فیروز الدولہ کی مجلس میں بارھویں کو ہر مہینے میں مرزا صاحب گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔ ۸۔ ہر مہینے کی گیارھویں کو "جو تاریخ ولادت مرزا صاحب تھی" اپنے گھر کی مجلس میں پڑھتے تھے۔ مرنے کے بعد روز وفات انکی قبر پر تیسویں کو (یا پہلی کو) مجلس ہوتی ہے۔ ۹۔ ہر مہینے کی تیرھویں اور ماہ صفر کی اٹھارھویں کو احمد علیخاں سوزخوان مرحوم کے یہاں مرزا صاحب بہت بڑی مجلس پڑھتے تھے ادھر حیدر خاں مرحوم کے گھر میں میر صاحب اسی وقت پڑھتے تھے۔ آغا باقر مرحوم کے مقبول و مشہور امام باڑے کے پاس یہ دونوں بزرگوار رہتے تھے اور خود میر صاحب کا دولت خانہ بھی یہیں تھا۔ اسی مجلس میں مرزا صاحب کو سننے مجتہد العصر سید العلما عرف جناب میرن صاحب تشریف لاتے تھے بڑا مجمع اہل علم کا ہوتا تھا۔ ۱۰۔ داروغہ میر واجد علی صاحب تسخیر مرحوم کے امام باڑہ گولہ گنج لکھنؤ میں اکیسویں ماہ رمضان کی ایک یادگار مجلس مرزا صاحب پڑھا کرتے تھے جس میں دور دور مقامات سے لوگ سننے کو آتے تھے۔ ۱۱۔ کنکر کے کنوئیں پر خان بہادر شیخ الطاف حسین کے یہاں ۱۸ صفر کو مرزا صاحب اور اسی محلے میں اسی وقت داروغہ شیخ محمد عباس صاحب کے یہاں میر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔ نواب ممتاز الدولہ مرحوم شاہزادہ لکھنؤ کے یہاں چہلم کے زمانے میں کبھی ایک کبھی دو مجلسیں مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ ۱۳۔ نواب آغا علیخاں ناظم مرحوم کے امام باڑے میں کنکر کے کنوئیں پر بھی ایک مجلس مرزا صاحب نے پڑھی تھی۔ ۱۴۔ غدر ۱۸۵۷ء میں وہ سیتا پور جاکر اپنے ہمنام دوست مولوی میر سلامت علی صاحب کے مہمان ہوئے اور ایک فقیرنی کے یہاں ایک ٹوٹے ہوئے مونڈھے پر بیٹھکر مرثیہ پڑھتے تھے۔ سیتا پور کے اکثر معمر بزرگوار یہ واقعہ کہا کرتے تھے بعد غدر ۱۸۵۷ء۔ وہ عظیم آباد حسب الطلب گئے راہ میں بھی بنارس و الہ آباد و آرہ و حسین گنج وغیرہ میں بہت سی مجلسیں

ع۵ رؤسائے دکن کی شان میں جو رباعیاں میر انیس صاحب نے تصنیف فرمائی تھیں وہ واقعات انیس میں بھی درج ہیں اسیر مولف واقعات انیس نے یہ لکھدیا کہ میر صاحب دولت مندوں کی محفلوں کی آرایش کے گلدستے نہیں ہوئے میرا یہ مطلب نہیں کہ امرا کی تعریف گناہ ہے بلکہ جو مدح کا اہل ہو اسکی ضرور مدح کرے البتہ مولف واقعات انیس کی صدق بیانی پر تعجب ہے۔ میر انیس صاحب مرحوم کے ایک سلام کا مقطع ہے۔ خدا آباد رکھے لے انیس آغا علیخاں تکو اگر کچھ قدر ہے تو ان کے یاں صاحب کمالوں کی۔ حقیر نبیرہ ۱۲

پڑھیں حیات دبیر کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ شاید ۱۸۵۵ء میں کانپور کے مشہور ذی علم امیر کبیر نواب دولھا صاحب نے بلایا اور عشرہ محرم میں وہاں مرزا صاحب پڑھے۔ اس میں سنہ کی غلطی ہے۔ جناب حاجی سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب مغفور نے اپنے ہمشیر زادے نواب سید سلطان حسین صاحب نبیرۂ نواب دولھا صاحب کانپوری سے اس واقعے کی صحت چاہی تو ۱۴ ر شوال ۱۳۳۱ھ کو نواب صاحب موصوف نے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں لکھا کہ جناب مرزا صاحب مغفور جد امجد مبرور کے یہاں مرثیہ پڑھنے کو حسب الطلب سنہ ۱۲۹۰ھ میں تشریف لائے تھے اس سے ایک سال پہلے جناب میر صاحب تشریف لا کر پڑھ چکے تھے میری عمر دس سال کی اور بھائی نواب سید خاقان حسین (صاحب) کی پانچ سال کی تھی۔ مرزا صاحب ایسے ضعیف تھے کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ شاید دو چار بند سے زیادہ نہ پڑھ سکیں مگر منبر پر جاتے ہی اس زور شور سے رباعیاں اور سلام و مرثیہ پڑھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ اور کوئی ہیں ایک شعر مرزا صاحب کا شاندار پڑھنا یاد ہے اور وہ پاٹ دار آواز کانوں میں گویا گونج رہی ہے۔ وہ شعر تلوار کی تعریف میں یہ ہے ؎ اٹھی گری بلند ہوئی پست ہو گئی - پی پی کے خون کشتوں کا لہو مست ہو گئی۔ سید خاقان حسین (صاحب) نے یہ شعر حفظ کر لیا تھا اور بہت دنوں تک پڑھتے رہے تھے [1] ایک مجلس میں یہ مصرع پڑھا ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ سامعین سے ارشاد فرمایا کہ اس پر مصرع لگانے کی میں فرمائش نہیں کرتا محض مضمون بتا دیجئے۔ چند منٹ تک تمام حاضرین مجلس نے غور کر کے اعتراف عجز کیا۔ اسوقت بیت پڑھے ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے - یہ مصرع تاریخ وفات جز و کل ہے۔ تعریف اسپ امام میں یہ بیت بھی یہاں کے حضرات کو بہت پسند آئی تھی ؎ آئینہ اسکے سم پہ جو والا نیا در کرے۔ یہ اس میں اپنے عکس سے پہلے گذر کرے۔ ایک مصاحب ملازم سے جد امجد بہت خفا تھے انکو علیحدہ کر دیا تھا مرزا صاحب نے سفارش فرمائی انھوں نے اسی وقت بحال کر دیا۔ رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا۔ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا ۱۲۹۱ھ سے قریب قریب بینائی بالکل جا چکی تھی یہ حال شاہ مرحوم کو مٹیا برج میں معلوم ہوا۔ ایک جرمنی ڈاکٹر خاص آنکھوں کا بنانے والا اپنے فن میں یکتا۔ بادشاہ کا مہمان ہوا۔ شاہ مرحوم نے ایک مصاحب سے خط لکھوا کر مرزا صاحب کو آنکھیں بنوانے کو مٹیا برج بلایا۔ مرزا صاحب وہاں پہنچکر نواب مونس الدولہ کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ عرضداشت حاضری کی بھجوائی۔ جس کو قدر شناس بادشاہ نے ان الفاظ (شعر) دستخط خاص سے مزین فرمایا۔ ؎ گر بہ سر و چشم من بیائی - بر قلب ہم کیمیائی - دیکھئے مشہور شعر ؎ گر برسر و چشم من نشینی - نازت بکشم کہ نازنینی -

[1] سید کاظمی صاحب جو لکھنؤ گولہ گنج میں رہتے تھے کہتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے ایک شاہی خیمہ میں ٹھہرائے گئے بادشاہ نے پوچھا مرزا صاحب آپکو کوئی تکلیف تو نہیں ہے جواب دیا جہاں پناہ تکلیف کیسی ہے تو زندہ بہشت میں حضور والا کی بدولت پہونچ گیا بہشت میں تکلیف کیسی بعد ملاقات بادشاہ نے اوس افسر سے جو مہمانی کی خدمت پر مامور تھا پوچھا کہ چوکی یا خانہ کی مرزا صاحب کے خیمہ سے کتنی دور ہے بقیہ صفحہ ۳۳۷

مرزا دبیر کا پڑھنے کی مجلس کانپور میں ۱۲

مرزا دبیر کا آنکھیں بنوانے کیلئے کلکتہ جانا اور شاہ اودھ کا مہمان ہونا ۱۲

کو کس قدر قابلیت سے بدلا ہے - کہ وہ الفاظ مرزا صاحب ایسے مقدس بزرگ کی شایان شان نہ تھے - ان کو کیمیائی سعادت سمجھا - ہمارے بعض معاصرین کو افسوس ہے کہ میر و مرزا کے بعد اُن کے جانشین اُس پایہ کے نہ ہوئے - اگر یہ شکایت صحیح بھی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اُن بیچارے جانشینوں کو ویسے قدر شناس کب ملے - قدر شناسی سے اہل کمال کے جوہر کھلتے ہیں - ورنہ ہزار دنیا پھول کھلکے مرجھا کر خاک ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی بعض وقت کسی کامل و قابل کی تصنیف دیکھکر دل بے اختیار کہہ اُٹھتا ہے کہ ہائے زمانے نے اسکو ابھرنے نہ دیا ورنہ یہ شخص بھی اُستادوں کی ٹکر کا ہوتا - مرزا صاحب آنکھیں بنواتے رہے - اسی درمیان میں عشرۂ محرم آگیا - ڈاکٹر نے ممانعت کر دی تھی - اس لئے وہ ایک مجلس بھی نہ پڑھ سکے دور دور تک کلکتہ میں کسی نے اُڑا دی کہ آج مرزا صاحب مٹیا برج میں پڑھیں گے - بہت سے ذی علم مشتاق کلکتہ سے مٹیا برج میں گئے - ایک مجلس میں بادشاہ نے مرزا اوج کو پڑھوایا - دوسری میں خود پڑھے - چہرہ کے بندوں میں مرزا صاحب کے کمالات کا ذکر فرمایا تھا - جس میں سے ایک مشہور بیت یہ بھی ہے - ع بچپن سے ان کے دام سخن میں اسیر ہوں - ہیں کم سنی سے عاشق نظم و دبیر ہوں - قدح چشم کے بعد بینائی ایسی ہو گئی تھی جیسی ۴۰ - ۴۵ سال کے آدمی کی ہوتی ہے - خود ایک رباعی میں تاریخ کہی وہ یہ ہے ع امداد علی کا دخنی گاہ جلی ست - بر من ز ازل عین عنایات ولی ست - چون مادۂ دفع شد بگفتم تاریخ - چشم بد دور عین اعجاز علی ست - انیسیوں اور دبیریوں میں رات دن جھگڑے رہا کرتے تھے مشہور و مقبول و لاجواب ہاجی شیر مرحوم مرزا صاحب کے شاگرد رشید اور اپنے فن (ہجو قاتلان حسین) میں اکمل روزگار تھے - وہ ان بحثوں سے تنگ آ کر کہتے ہیں جھگڑا اکبر کا ہے نہ جناب امیر کا - اب قصہ رہ گیا ہے انیس و دبیر کا - مگر کون سنتا تھا تحقیق کرنے سے اور خود جناب اوج مرحوم کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمین میں مرزا اوج صاحب نے سلام کہا تھا نگینوں کو نگینوں کو - پھر میر صاحب نے بھی سلام فرمایا - میر مونس نے بھی سلام کہا - اور ۲۶ کو نواب میر محمد حسین صاحب کی ماہانہ مجلس میں پڑھا جس میں نواب ممتاز الدولہ وغیرہ بہت سے مرزا صاحب کے شاگرد و طرفدار تھے یہ طنزیہ شعر نواب ممتاز الدولہ کو مخاطب کر کے پڑھا - بھلا ترے دیے جاتے اُن میں کیا حاصل - اُٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو - اشارہ یہ تھا کہ میر انیس مرحوم کے مقابلہ پر مرزا اوج نے کیوں سلام کہا - حالانکہ معاملہ برعکس تھا - مرزا اوج پہلے کہہ چکے تھے - مگر میر مونس کا یہی خیال تھا کہ بعد کو کہا ہے پھر یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ - اُس نے عرض کی جہاں پناہ آٹھ دس ڈیرے پیچھے میں ہیں - فرمایا آغا میری مرزا صاحب کو تکلیف ہے جبھی وہ مجھ سے کہتے تھے کہیں زندہ بہشت میں پہونچ گیا مرزا صاحب کی آنکھیں ابھی بیکار نہیں جب آنکھیں بنوائیں گی بینائی آ جائیگی اُن کو مونس الدولہ کی کوٹھی میں ٹھہراؤ اور جیب کی قریب لگا دیں بادشاہ مرحوم کی ذہانت کی معراج کمال اور مرزا صاحب مرحوم کے طرز بیان کی بلاغت

شعر پڑھا ؎ نیا مزہ ہے کہ مضموں تو دستیاب نہیں۔ مقابلے پہ چڑھاتے ہیں آستینوں کو۔ یہ شعر طرحیہ سنتے ہی نواب صاحب ممدوح چپ چاپ مجلس سے اُٹھکر چلے آئے۔ مرزا صاحب کے شاگردوں وغیرہ کو مشیر مرحوم کو خبر ہوئی۔ انھوں نے ایک سلام کسی بڑی مجلس میں کہکر پڑھا جس میں سے چند شعر لکھتا ہوں۔ اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر۔ نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو۔ جلی کٹی مرے اوستاد سے کرے جو کوئی۔ تو پھونک دوں مع خرمن میں خوشہ چینوں کو۔ جنھیں ہے پھوٹنے کا ڈر وہ خود بچالیں گے۔ مری بلا سے لگے ٹھیس آبگینوں کو۔ ہزار بار سزا پاکے منھ پہ چڑھتے ہیں۔ مشیر کیا کہوں ان احمق الّذینوں کو۔ لگاکے سرمہ تربت بہشت دیکھ لیا۔ خجل کیا مری آنکھوں نے دوربینوں کو۔ آخرالامر میر صاحب کے حکم سے میر مونس۔ اور مرزا صاحب کے فرمان سے شیخ مشیر نے میر و مرزا سے ہاتھ جوڑکر اپنے قصور معاف کرائے۔ یاد ہے کہ اُس زمانے کی ہر مجلس میں (قریب قریب) انیسیوں دبیریوں میں جلی کٹی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جب انیسیے کہتے تھے بتایئے اس شعر کا کیا جواب ہے ؎ یہ جھریاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے۔ چنا ہے جامۂ ہستی کی آستینوں کو۔ دبیریے کہتے تھے۔ حضرت ان سے بہتر مختصر لفظوں میں سو برس پہلے میر فرما چکے ہیں ؎ ہیں ضعف سے جھریاں بدن پر۔ ہستی جامے کو چن رہی ہے۔ ال سرقہ کا جواب ہم کیا دیں نظیر برادر دبیر نے بھی ایک مقطع سلام میں اُسی زمانے میں کہا تھا ؎ طعنہ زن ہوتے ہیں جو بیٹھ کے منبر پہ نظیر۔ کیا نہیں جانتے وہ اہل زباں اور بھی ہے۔ انیسیے کہتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ بچھو ہٹا کر انگوٹھا یہ سطر دکھلا دو۔ سطر میں ذم کا پہلو ہے۔ دبیریے کہتے تھے کچھ پڑھا بھی ہے۔ وہ سترتائے فرشت سے بکسرتا ہے۔ یہ سطر طائے حطی سے ہے۔ اس میں ذم کا پہلو کہاں ہے؟[ع] ذم کا پہلو دیکھنا ہو تو یہ مصرع میر صاحب کے پڑھئے ؎ پامال نہ ہوں پھول جو گلزار پہ دوڑے۔ سم تر نہوں گر قلزم زخار پہ دوڑے۔ اس طرح رنگ ابر گہر بار پہ دوڑے۔ جس طرح سے نغمہ کی صدا تار پہ دوڑے۔ یہ چار پہ دوڑے چار مصرعوں میں ہوگئے۔ انیسیے کہتے تھے جناب عالی وہ پہ دوڑے بضم دال۔ اور یہاں پہ دوڑے میں دال کو فتح ہے۔ آپکے مرزا دبیر صاحب فرماتے ہیں ؎ میں پہلوان جیں ہوں مرے خوشہ چیں ہیں یہ۔ یہ کیا چبیں چبیں لگائی ہے۔ دبیریے جواب دیتے تھے۔ آپ کے میر مونس نے تو اور ستم ڈھایا ہے۔ فرماتے ہیں ؎ میری آنکھیں میں جان ہے گو بے حواس ہوں۔ تم مر کے دیکھ لینا میں پردے کے پاس ہوں۔ ذرا تقطیع تو کیجئے پہلے مصرع میں ہگو نکلتا ہے۔

ع ؎ ہیچمدان خبیر کی نظر سے ایک مرثیہ میں یہ مصرع یوں گزرا ہے۔ ع۔ بچھو ہٹا کر انگوٹھا یہ لفظ دکھلا دو۔ یعنی بجائے "سطر" کے "لفظ" ہے قرین قیاس "لفظ" ہے کیونکہ انگوٹھے سے "لفظ" کو چھپا سکتے ہیں پوری سطر نہیں چھپ سکتی۔ حقیر خبیر ۱۲

انیسؔ۔ حضرت مرزا صاحب نے فصاحت کی حد کر دی ؎ پامال کر دو لاشوں کو ٹاپوں سے کچل کے۔ دبیرؔ
یہ آپکی سمجھ کا پھیر ہے۔ اس میں کوئی لفظ اصول فصاحت سے گرا ہوا نہیں ہے۔ انیسؔ آپ فصاحت کو
کیا جانئے۔ آپ تو ایسے مصرع کی تعریف کریں گے ؎ جو روبہ چڑھا اُسکو دو بارا کیا اس نے۔ دبیرؔ
یہ آپ لوگوں کی ستم ظریفیاں ہیں خود مصرع کہکر (جب کوئی اعتراض نہیں سوجھتا) دبیرؔ کے سر تھوپتے ہیں اگر
آپ سچے ہیں تو بتائیے مرزا صاحب کے کس مرثیہ میں ہے۔ انیسؔ یہ تو معلوم نہیں۔ خیر یہ مصرع اُنکا نہ ہوگا اور
بہت ایسے مصرع ہیں۔ دبیرؔ۔ فصاحت تو اس مصرع میں ہے ع موسیٰ اسے پکڑے یہ ہوا حکم کبریا۔ اور سنئے ؎
بولی وہ عندلیب چمن پرور بتول۔ طرہ وہی ہے سب میں ہمیشہ چڑھے جو پھول۔ ہمیشہ بت کا نام ہے
شاہزادۂ علی اکبر ہم شبیہ پیغمبر کو اس پھول سے تشبیہ دینا جو بت پر چڑھایا جائے۔ کیا بلاغت اسی میں ہے۔
انیسؔ۔ جناب یہ روزمرہ ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ آپ ہی فرمائیے محاورہ میں یوں ہی بولتے ہیں یا اور
کچھ۔ دبیرؔ۔ مسجد میں بھی پھول چڑھتے ہیں یوں کہنا چاہئے تھا۔ طرہ وہی ہے سب میں کہ مسجد چڑھے جو پھول۔
ادب خاندان رسالت کا بلحوظ رکھنا یہ حصہ دبیرؔ کا ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔ کعبہ میں غل تھا اشہد ان لا الہ کا
یہ تو کلمہ کفر ہو گیا۔ خدا سے انکار نکلتا ہے۔ انیسؔ۔ خواجہ معین الدین چشتی کی رباعی کا مصرع آپ بھول گئے۔
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین۔ جس طرح انھوں نے لا الہ سے مراد لا الہ الا اللہ لی ہے یہاں بھی وہی صورت ہے۔
دبیرؔ۔ وہ صوفی ہیں اُنکے یہاں جائز ہے۔ شیعوں میں ناقص کلمہ شہادت نہیں کہا جاتا۔ انیسؔ مرزا صاحب
فرماتے ہیں۔ حسینی علم کی خیر۔ یہ شہدوں کی زبان ہے۔ اس میں ابتذال ہے۔ دبیرؔ۔ فقیروں کی بھی یہی
زبان ہے۔ پھر ابتذال کہاں دم قدم کی خیر البتہ ابتذال اس میں ہے ؎ کہیں کو ترسکے تو چھیچھڑوں میں نہیں آیا
ہے چھیچھڑوں میں آنا شہدے بولتے ہیں۔ انیسؔ۔ یہ مصرع میر صاحب نے ابن سعد کی زبانی کہا ہے اُسکو وہ شہدا
سمجھتے ہیں۔ دبیرؔ۔ میر صاحب فرماتے ہیں ؎ گردن پہ نمایاں کئی جا گہ خط خنجر۔ یہ جا گہ کیا فصیح ہے انیسؔ
جی ہاں متروک لفظ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎ اک سو روئے آیا پہ سے صفت شیر۔ یہ ولے پڑے لکھنؤ

ہیچمداں خبیرؔ نے ایک مرثیے میں عرض کیا ہے۔

عطائے خاص کی شہرت ہو فیض عام کی خیر　　خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر
گھڑی گھڑی کی بلا رد ہو صبح و شام کی خیر　　سبو کی خیر صراحی کی خیر جام کی خیر

قدیم تیری گلی کے فقیر ہم بھی ہیں
حریص بادۂ خم غدیر ہم بھی ہیں

بیشک فقیروں کی بھی زبان یہی ہے۔ حقیر خبیر ۱۲

والے مدت سے چھوڑ چکے۔ دہلی کی زبان ہے۔ دبیرؔ۔ مرزا صاحب کی شاعری میر صاحب سے قدیم ہے۔ انکے ابتدائی مرثیے کا مصرع ہے اُس وقت یہ ایسے تھے یاں میر صاحب فرماتے ہیں ؎ پہونچے نہ صبا اوسکے کبھی گرد کے دنبال۔ دنبال کیا بیہودہ خلاف فصاحت اور متروک ہے۔ اور لیجئے ؎ جب تیغ سے نیزوں کو قلم کرتے تھے شبیر۔ جاتا تھا اشاروں میں کمانداروں پہ چوں تیر۔ کیوں جناب یہ چوں تیر کیا۔ کیا چوں متروک نہیں۔ اور سنئے۔ یہ کر کے اُنھیں پھیر نے جب رخ شہ دلگیر آتا تھا پیادوں پہ سواروں کی صفیں چیر۔ صفیں چیر کر کہنا چاہئے تھا۔ یہ بھی وہی متروک بندش ہے۔ انیسؔ۔ مرزا صاحب نے ٹھہر کو خیر کا قافیہ کر دیا۔ اس سے بڑھکر کیا ستم ہوگا۔ دبیرؔ۔ اس میں کیا قباحت ہے۔ جب ٹھہر بولتے ہیں تو خیر دبیر کا قافیہ بھی ہو سکتا ہے۔ میر صاحب تو فرماتے ہیں۔ بخدا فارس میدان تہور تھا حر۔ اس سے حضرت کی علمیت ظاہر ہے۔ جناب عالی تہور و جبن دونوں مذموم ہیں صرف شجاعت ممدوح ہے۔ تہور اسکو کہتے ہیں کہ بے ضرورت اپنی جان دیدے۔ اور شجاعت۔ اسکو کہتے ہیں کہ جہاں مرنا مستحسن و ممدوح ہو وہاں کام آئے حضرت حر نے تہور سے نہیں بلکہ شجاعت سے کام لیا اگر کوئی عربی کتاب آپکو دستیاب نہیں تو اخلاق ناصری ہی پڑھ لیجئے۔ انیسؔ۔ کوئی متلاشی ہے سد المحفل علم کا متلاشی غلط ہے۔ دبیرؔ۔ متلاشی یا متلاشی لوگ رات دن بولتے اور لکھتے ہیں۔ البتہ غلط لفظ یہ ہے ؎ حر کون تھا اور کون بن قین بجلی۔ بجلی کے لام کو تشدید کیجئے بجلی بلا تشدید صحیح ہے بقول میر انشا تشدید در لفظ چہ ابنا شد۔

جو چوٹیں چلتی تھیں وہ بڑی طولانی اور مزیدار ہوتی تھیں۔ جہاں نقصان تھا وہاں بہت سے مسائل بھی علم ادب کے حل ہوتے جاتے تھے ؎ خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی۔ ہم اُن کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں۔

اسی سنہ ۱۲۹۱ھ میں مرزا صاحب کو سخت سے سخت صدمے پہونچے سنہ ۱۲۹۱ھ میں جمادی الاول کی پانچویں کو نوجوان فرزند محمد ہادی حسین عطارد ۲۰ برس کی عمر میں تخمہ کر کے انتقال کیا ؎ کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے۔ اٹھائیسویں صفر ۱۲۹۱ھ کو حقیقی بڑے بھائی اور شاگرد رشید مرزا غلام محمد نظیر چل بسے۔ سب سے بڑھکر اور آخری صدمہ میر ببر علی صاحب انیس مغفور کے مرنے کا تھا جنکا بروز دوشنبہ ۲۹ شوال ۱۲۹۱ھ قریب مغرب انتقال ہوا۔ شاعری۔ مرثیہ گوئی۔ مرثیہ خوانی۔ زندگانی سب باتوں کا لطف اوٹھ گیا۔ اونکی تاریخ وفات جو مرزا صاحب نے کہی وہ حیات دبیر جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ پر درج ہے۔ یہاں میں صرف تین شعر آخر کے لکھونگا ؎ سال تاریخ بزمرہ بلیغ شد زیب نظم — طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس — [illegible] تاریخ گفتم [illegible] — [illegible] بے انیس

آسماں بے ماہ کامل سدرہ بے روح الامیں - طور سینا بے کلیم اللہ منبر بے انیس - میر صاحب تو فرما چکے تھے سہ جب ہم نہ (۹۲۹) رہے تو کچھ بکھیڑا نہ رہا - مگر ان کے (۱۸۶۴ع) طرفداروں نے ثابت (۹۴۵) کر دیا کہ بعد مرنے کے بھی جھگڑا رہ گیا - اور کہنا شروع کیا کہ سنہ مطلوبہ نہیں نکلتے - بعض اب تک کہے جاتے ہیں جناب جی سید محمد صاحب قبلہ عرف نواب پیارے صاحب شمس آبادی (جو تاریخ گوئی میں تمام ہندوستان میں بے مثل تھے) فرماتے ہیں - حاسدین و جہلا سے بحث نہیں کہ اُن کا جہل و تعصب مانع تحقیق ہے - علما و شعرا اکثر ناواقف فن ہیں - فن تاریخ گوئی فی الواقع علم شعر سے بھی الگ ہے - اگر اسکو علم جفر کی ایک شاخ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں - افسوس کہ کسی مورخ نے بھی خیال نہیں کیا - کہ ایسا یگانۂ دہر ایسی فاحش غلطی کریگا - جناب مرزا صاحب ایک مرثیہ میں گھوڑے کی تعریف میں فرماتے ہیں ع بے مثل واو عطف زمین و فلک میں ہے - اور ثابت کر دیا سہ سال تاریخش بزبر و بینہ شد زیب نظم - اگر اس ترتیب میں کہ پہلا لفظ زبر میں دوسرا بینہ میں ہو فرق آگیا تو خوبی کیا ہوئی - حساب دیکھ لیجئے -

زبر	بینہ	زبر	بینہ	زبر وبینہ	زبر	بینہ
طور	سینا	بے کلیم	اللہ	و	منبر بے	انیس
۲۱۵	۲۲۷	۱۱۲	۱۹۳	۱۳	۳۰۴	۲۲۷

میزان ۱۲۹۱ھ

کم فہم خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں واو عطف کی خاصیت کو ملاحظہ فرمائیے اس کا تعلق زبر و بینہ یعنے اول و آخر دونوں سے ہے لہذا صرف اُسی کے زبر و بینہ دونوں میں اعداد لئے - ترتیب صنعت زبر و بینہ کی بدستور قائم ہے - اعداد مطلوبہ حاصل ہو گئے - ۲۰ ستمبر ۱۹۱۳ع سید محمد جعفر -

صدمات مذکورہ سے مرزا صاحب مرحوم جانبر نہ ہوئے اور آخر ورم کبد میں انتیسویں ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کو قریب صبح صادق یہ آفتاب شاعری و مرثیہ گوئی غروب ہو گیا - دن میں جنازہ اُٹھا ہزاروں علما شعرا و امرا جنازے کے ساتھ ساتھ اور ان مرحوم کی یہ رباعی پڑھتے ہوئے غسل میت کو دریا پر لے گئے - سہ رحمت کا تری اُمیدوار آیا ہوں - منھ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہوں - چلنے نہ دیا بار گنہ نے پیدل - تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں - جناب شمس العلما سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد العصر نے نماز جنازہ پڑھائی - بعد غسل دریا سے آکر اپنے گھر میں مدفون ہوئے - جو چھوٹا مقبرہ آجتک برقرار ہے مرزا اوج مرحوم اور بہت سے کاملوں نے تاریخ وفات کہی ہے - منیر مرحوم کے کلیات میں بھی پندرہ تاریخیں

ہیں مگر مجھے منیر مرحوم کی ایک مختصر سی تاریخ بہت پسند ہے۔ مصرع مادہ میں کمال کیا ہے کہ وقت تاریخ و
روز سب کچھ ہے گویا یہ تاریخ صوری و معنوی ہے۔ وحید عصر جناب دبیر معجز دم۔ کہ سر عطارد گردوں بپائے
او سودہ۔ از بہا سر لئے سنجی چو رخت خود برداشت۔ بہ نزد آل نبی در بہشت آسودہ۔ منیر سال و ماہ
روز و وقت و تاریخش۔ پگاہ و سلخ و سہ شنبہ سہ عز البودہ۔ مرزا صاحب کی طرف سے اکثر اُن لوگوں نے منہ پھیر لیا
ہے جنکے بزرگ مرزا صاحب کے فدائی تھے۔ بعض ہمارے دوست ہم کو یہ کہکر تسکین دینا چاہتے ہیں کہ میر صاحب
کے کلام کی سادگی و تاثیر زندہ رہے گی۔ اور مرزا صاحب کی شوکت الفاظ و بلند پردازی مٹ جائے گی۔ کہ
صنائع و بدایع کے سمجھنے والے ہی نہ رہے اور آیندہ اور نہ رہیں گے۔ اگر اس کو شکریہ کے ساتھ قبول بھی کر لیا
جائے تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ جو کلام کہ سادہ اور موثر ہے اُسکی طرف سے کیوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔
اور جو صنایع و بدایع میر انیس مرحوم کے یہاں ہیں اُن کی ثنا کس منہ سے کی جاتی ہے۔ دیکھئے بہارستان
سخن شمس العلما نواب سید امداد امام صاحب قبلہ کی۔ استعارہ و تشبیہ و غلو کی مبالغہ کے ساتھ مذمت فرماتے
ہیں مگر جہاں کہیں یہی چیزیں مرزا سودا۔ میر حسن۔ میر انیس کے کلام میں ہیں اُنکی یہ کہکر مدح فرمائی ہے کہ
سلیقہ سے برتا ہے۔ پھر دبیر کے کلام کو بھی کیوں نہیں کہتے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ یا بد سلیقگی سے۔ یہ عذر
کیسا کہ یہ تذکرہ نہیں جو ہر شاعر کا ذکر کیا جائے۔ دبیر کا فصیح و سلیس و موثر کلام بھی کچھ کم نہیں۔ ایسا
دبیر ہی ایسا شاعر ایک ہوٹے گا جس کا کلام ہر رنگ میں اور بکثرت ہے۔ اگر آپ کے دل و دماغ میں خدا
نے انصاف کا مادہ ودیعت فرمایا ہے تو ایسے ہی کلام کی آپ داد دیجئے خدا کے لئے بیداد نہ کیجئے تعصب
کی عینک آنکھوں پر سے اوتار کر دیکھئے۔ کیا دبیر کا کل کلام صنایع و بدایع ہی میں ہے۔ وہ کون سا
رنگ ہے جو انیس کے یہاں ہے۔ دبیر کے کلام میں بالکل نہیں۔ حکیم سنائی کے اخلاق حسنہ کی مدح فرماکر
یہ لکھا کہ انسان کے اخلاق و اطوار اُس کے علم و فضل میں تمامتر دخل ہوتا ہے۔ حکیم ممدوح کا جیسا مزاج
تھا ویسا ہی اسکے کلام میں اثر ہے۔ اور مرزا صاحب کی سخاوت۔ ایثار۔ عبادت۔ شرافت۔ علم و فضل
غیرت۔ انکسار۔ فروتنی کی صفحہ ۳۰۳ پر مدح کرکے رہجاتا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ اگر مرزا مرحوم کا دو ورقا
ہی کلام تھوڑا سا لکھدیا جاتا تو ہمکو شکایت کا موقع نہ باقی رہتا کیا عادتوں کا اثر مرزا مرحوم کے کلام میں
نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ مگر دیکھے کون۔ سادہ و موثر ایک مرثیہ کا مطلع بھی لکھدیا ہے جب مرتبہ خلعہ شعر میں
سے برابر آئے۔ مگر چند بند اسکے بھی نہ لکھے۔ اگر اُن کے پاس یہ مرثیہ نہیں تھا تو مرزا اوج مرحوم سے منگوا لیتے
جو انکے گھر کے قدر شناس۔ دوست تھے۔ اور تو اور کوئی تضمین سلام بھی دبیر کی نہ لکھی حالانکہ دفتر ماتم کی
جلدوں میں سے پوری ایک جلد تضمینوں کی ہے۔ سلطان عالیہ کے سلاموں کو جو مرزا صاحب نے تضمین

مرزا دبیر کی طرف سے کن لوگوں نے روگردانی کی ۱۲

مولانا امداد امام صاحب کی روش مرزا دبیر کے ساتھ ۱۲

فرمایا ہے اس میں غلو و تشبیہ و استعارہ کہیں کہیں برائے نام سلیقہ سے ہے۔ نہایت سادہ و موثر نظمیں ہیں دبیر کی رباعیاں بھی گھٹیا۔ اور کم درج ہیں اگر دفتر ماتم میں ڈھونڈھنے سے تکلیف ہوتی تھی (حالانکہ رباعیات کی بھی ایک علیحدہ جلد ہے) تو حیات دبیر ہی سے چوٹی کی رباعیاں لکھ سکتے تھے۔ کلام دبیر کا نمونہ بہت مختصر ہے۔ اور گھٹیا کلام چھانٹ چھانٹ کے اگر نہیں لکھا گیا تو کم سے کم بے توجہی سے تو ضرور کام لیا ہے۔ مرزا کو خالی سلطان الذاکرین لکھدینے سے نواب صاحب حق دبیر سے نہیں ادا ہو سکتے۔ اگر کسی ایسے انیسیے کی خاطر سے کتاب لکھی یا چھپوائی ہے کہ جس کے دل میں مرزا صاحب کے محامد سخن دیکھنے (پڑھنے) سے جلن ہوتی ہے۔ تو نواب صاحب قابل معافی ہیں۔ کیونکہ بعضے انیسیے ضرور ایسے ہیں جنکو ذراسی طرح بھی مرزا صاحب کی بڑی معلوم ہوتی ہے مگر ایک عالم کی شان سے یہ بالکل بعید ہے کہ کسی دوست کی خاطر سے کسی کامل کے کلام سے بالکل آنکھ بند کرلے گو مولوی امیر احمد صاحب علوی بی اے مولف یادگار انیس بھی ایسے عاشق انیس ہیں کہ دبیریوں کی نظر بچا کر اشاروں میں انیس کو تفضیل دینا چاہتے ہیں۔ (جیسا کہ صفحہ ۵۸ پر خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی۔ جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ گیا ہے وہاں اشارہ کر گئے یا صاف لکھدیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے اس مرثیے کا ذکر کرتے ہوئے ؎ جبکہ تیروں سے بدن شاہ کا غربال ہوا۔ یہ بند میر صاحب کا لکھتے ہیں۔

حلق پر تیغ ہو اور سینے پہ ہووے جلاد — ہے یہ امید کہ اس دم بھی نہ چھوٹے تری یاد
نہ غم اہل حرم ہو نہ خیال اولاد — کان تک میرے سکینہ کی نہ پہونچے آواز
دھیان بیٹے کا نہ بیٹی کا نہ ہمشیر کا ہو
ذکر تسبیح کا تہلیل کا تکبیر کا ہو

مرزا دبیر نے یوں ادا کیا ہے۔

مولوی امیر احمد صاحب علوی مولف یادگار انیس نے اشاروں اشاروں میں میر صاحب کو مرزا صاحب پر تفضیل دی ہے [illegible] ۱۲

ع شمس العلما مولانا امداد امام صاحب بالقابہ نے بہارستان سخن میں مرزا دبیر مرحوم کے متعلق عبارت میں جو طرز اختیار فرمایا ہے اس میں توریہ کی شان پائی جاتی ہے۔ میرے پاس یہ کتاب تھی مگر میرے ایک دوست سید اکبر حسین تمنا سوہانی نے مجھ سے عاریتاً مانگی اور پھر واپس نہ کی۔ اگر اسوقت وہ کتاب میرے پاس موجود ہوتی تو میں اُس عبارت کا اقتباس اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کرتا اسوقت صرف ایک فقرہ یاد ہے۔ مولانا ے موصوف۔ مرزاے مرحوم کے متعلق لکھتے لکھتے فرماتے ہیں کہ شاعری سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب .... تھے"۔ "شاعری سے علیحدہ ہو کر" میں جو معنوی ابہام ہے وہ نکتہ سنجوں سے پوشیدہ نہیں کاش مولانا ئے موصوف مرزا مرحوم کا ذکر ہی اس کتاب میں نہ فرماتے۔ ہیچمداں خبیر ۱۲

توشہنشاہ شہنشاہ ہونکا ہے بارِ خدا | ہیں برابر تری درگاہ میں سب شاہ و گدا
خاطر عاشق جانباز ہے البتہ جدا | اے خوشا حال کہ مجھ سے ہو نہ اعشق ادا

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پہ ہو نام ترا دل میں تری یاد رہے

سبحان اللہ کہ کسقدر صاف بندش ہے۔ اور کیسا موثر طرز بیان۔ دونوں بزرگوں نے ایک ہی مضمون نظم کیا۔ مگر مرزا صاحب نے لب پہ ہو نام ترا اضافہ کرکے شعر میں جان ڈال دی اور میر انیس کا سارا بند ایک ٹیپ سے گرد کر دیا۔ یہ مرزا دبیر کی نازک خیالی سے ترقی پاکر سہل ممتنع ہو گیا۔ حاشیہ پر خود مولف لکھتے ہیں: نافہم کہتے ہیں کہ یہ حکایت یادگار سے نکال ڈال۔ اس قصہ سے میر صاحب کی تنقیص ہوتی ہے اور اگر اس کے درج کرنے پر اصرار ہے تو یہ شعر بھی لکھدے۔ ؎ گاہ باشد کہ کودک ناداں۔ زغلط بر ہدف زند تیرے۔ نقل کفر کفر نباشد مرزا صاحب کی شان میں راقم الحروف ایسی گستاخی ہرگز نہیں کرسکتا ہے۔ اور نہ اس حکایت کو حذف کرکے انصاف کے گلے پہ چھری چلا (پھیر) سکتا ہے"
اس اقتباس سے مطلب یہ ہے کہ شاید شمس العلما موصوف کو بھی کوئی ایسے ہی ذی فہم ملگئے ہوں اور اُنکی خاطر سے اُنہوں نے مرزا صاحب مرحوم کو پوری داد نہ دی ہو اور کلام پر نظر غور نہ کی ہو تو اب غور فرما کر کمی کو پورا فرما دیں۔ ورنہ ایسا ہی افسوس رہ جائے گا۔ جیسا کہ خان بہادر مولوی سید محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی کو نولے وطن میں مرزا صاحب کے کمالات کا اعتراف نہ کرنے سے مرتے مرتے رہا جسکا حال اُن خطوں سے معلوم ہو سکتا ہے جو مولف حیات دبیر کے پاس اُن مرحوم کے قلمی و دستخطی موجود ہیں اور جنکا تھوڑا اقتباس حیات دبیر میں کیا گیا ہے۔ مولف کے بزرگوں کے ملنے والے اور مداح کمال۔ یہ جناب شمس العلما ہیں اسلئے عرض کرنا پڑا۔ ؎ گستاخ ہو کے عرض کیا ہے معاف ہو۔ خاتمہ پہ عرض کرتا ہوں کہ مقبرۂ انیس۔ یادگار انیس نہ بنا آخرالامر جناب علوی نے اپنی کتاب کا نام یادگار انیس رکھ لیا۔ یا خدا کیا ہم مقبرۂ انیس و دبیر پختہ و شاندار نہ دیکھیں گے۔ اور یہ کام آیندہ نسلیں انجام دیں گی۔ ۷۱ برس کی عمر میں ثابت کی یہ آرزو سننی کے قابل معلوم ہوگی۔ مگر میں لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کی تلاوت کرکے کہتا ہوں کہ دونوں مقبرے میری زندگی میں بنیں گے۔ دبیر کے فدائی اگر النادر کالمعدوم کے مصداق ہیں تو انیس کے شیدا کیا زبانی جمع خرچ کرکے رہجائیں گے۔ اور دکھانے ہی کی یہ سب محبت و قدرشناسی ہے جو ہمکو تسکین دیتے ہیں کہ دبیر کے پسند کرنے والے نہیں رہے۔ وہ فسانۂ عجائب کیطرح

فیانہ ہوگئے۔ ہم ان کو یہ جواب نہ دے سکیں کہ تم بھی میر صاحب کے عاشق یا قدر شناس نہیں ہو۔ اگر واقعی قدر داں ہوتے۔ تو ۲۰ ہزار روپیہ لگا کر مقبرہ انیس بنوا دیتے تم میر انیس مرحوم کا مقبرہ پختہ اور عالیشان بنوا دو کارساز حقیقی دبیر مرحوم کے مقبرہ بنے کا بھی سامان کر دیگا۵۔ کارساز ما بفکر کار ما۔ ورنہ انیسیئے ہونے کا نام نہ لو۔ ہم تو نادرہیں خدانخواستہ تم معدوم نہ ہو جاؤ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

راقم

وہی پرانا خادم ثابت عفی عنہ

۱۱/۳ ۱۷

۵ دبیر انیس ایسی ہستیاں اگر یورپ میں ہوتیں تو ان کے مقبرے سونے کی اینٹوں سے بنوائے جاتے بقول مدیر سرفراز کہ دونوں کے کلام پر پھبتیاں اڑانے والے دیکھیں کہ ان بزرگوں کی خوابگاہوں کی چھتیں تک شکستہ ہیں افسوس صد ہزار افسوس۔ حقیر خبیر ۱۲

مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی دو جلدیں "ہفت آیات" اور "ہشت بہشت" مرتب ہیں انشا اللہ جلد تر لذت افزائے اہل ذوق ہوں گی"

منیجر ممتاز بک ایجنسی

سبع مثانی کی جلدیں کتبخانہ تجارتی فخر المطابع لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا دبیر علیہ الرحمہ

رقم زدہ جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی ظلہم اسپیشل مجسٹریٹ و رئیس مہابن ضلع متھرا۔

تلمیذ مرزا اوج صاحب غفرہ اللہ مصنف المیزان و حسنات محرم وغیرہ

اگر نہ رتبۂ نظم است از چہ رو صائب	مقام بر سر چشم است بیت ابرو را

شاعری انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے، جس کا عکس اشعار کے آئینوں میں جلوہ گر ہوتا ہے اور یہی جذبات، شاعری کی روح رواں ہیں۔ جذبات و احساسات کا اظہار انسان ہر زبان میں اور نثر و نظم دونوں طرح کیا کرتا ہے۔ مثلاً درد و سوز کے واقعات نثر میں بھی ادا کیے جاتے ہیں اور وہ گونہ موثر بھی ہوتے ہیں، لیکن اظہار جذبات میں دلکشی اور دلنشینی جس طرح ایک فصیح و بلیغ، اور جذبات کی صحیح تصویر کھینچنے والا شاعر کر سکتا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے نثر نگار سے ناممکن ہے خواہ وہ کتنا ہی جادو نگار کیوں نہ ہو۔ یہ نظم ہی کا ساحرانہ اثر ہے کہ میدان کارزار میں رجز کے ایک شعر سے بلا کا تلاطم برپا ہو جاتا ہے اور جذبات تہوری اور رگ حمیت میں غضب کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اسپیکر اپنی نثر عبارت میں کبھی کبھی مختلف اشعار سے اپنے کلام کو موثر اور دلنشیں بنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور وہ اشعار ان کے تمام کلام میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں، اور دلوں میں مسرت و جوش کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں۔ نثر کی اعلیٰ تصانیف تواریخ و سوانح عمریوں میں بھی جا بجا پر کیفیت اشعار نظر آتے ہیں جو تمام نثر کو پر لطف بنا دیتے ہیں۔

جس طرح انسان خوش اسلوب خوش آیند مناظر دیکھ کر فرحان و شادان ہوتا ہے اور اس کے مرجھائے ہوئے دل و دماغ میں ایک قسم کی تازگی آ جاتی ہے، اسی طرح خوش ترکیب، خوش معانی اور پر تاثیر اشعار سے سچی خوشی، سچا جوش، روحانی مسرت اور جذبات میں ایک موثر تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک درد رسیدہ اپنے محبوب کے مصائب و آلام فراق کو نظم کی بدولت ایسے درد انگیز اشعار میں بیان کر سکتا ہے جس سے سننے والوں کے جگر بھی پاش پاش ہو جاتے ہیں اور صاحب درد کے رنج و غم کا مرقع اُن کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

فارسی اور اردو گو شعرا نے اپنی عمریں قصائد گوئی۔ مثنوی گوئی میں ختم کر دیں اور حق یہ ہے کہ ان میں سے بعض شعرا اپنی صنف خاص میں ممتاز عالم ہو گئے ہیں اور ان کی نظمیں زبان کی شستگی خیالات کی جدت۔ الفاظ کی دلکشی۔ طبیعت کی روانی۔ نکتہ سنجی۔ اور بلند پروازی کے لحاظ سے

شاعری

تاثیر

بے مثل و لاجواب ہین، اور اُن کی خصوصیات مین آجتک کوئی اُن کا سہیم و شریک پیدا نہین ہوا گو زمانۂ دراز گذر گیا اور بہت سے نازک خیال شعرا پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہتے ہین قصائد گو شعرا نے بیش بہا صلون اور جاگیر وا نعامات کی خاطر اپنے ممدوحون کی صفت و ثنا مین قلم توڑ دیے

قصائد ہین، اگو دُنیاے فانی کی خاطر معمولی اُمرا کو جمشید شوکت سکندر حشمت ۔ رستم عصر ۔ حاتم دوران ۔ نوشیروان زمانہ بنا دیا ہے اور کذب و دروغ گوئی و خوشامد سے ایسے مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کیے ہین جنہین حقیقت و اصلیت کا شائبہ بھی نہین پایا جاتا ۔ غزل گوئی کے مخرب اخلاق لٹریچر نے عشق و محبت

غزل کی تصویرین کھینچ کر نوجوانون کے دلون مین شہوانی جذبات اور صنم پرستی کے خیالات قائم کر دیے ہین اور اُن سے اخلاقی فضا مکدر ہو گئی ۔ گندہ اور کھُلے ہوے فحش الفاظ جن کا عام صحبتون مین زبان سے نکالنا اور کانون سے سُننا خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے ۔ غزل گوئی کے پیرایہ مین وہ بلا تکلّف اور بغیر کسی شرم و حیا کے بیان کیے جا سکتے ہین ۔ یہانتک کہ بزرگون کا اپنے بچون اور خوردون کا اپنے بزرگون کے سامنے بھی ان حیا سوز حرکات کو مذموم نہین سمجھا جاتا عہ ۔

مرثیہ گو شعرا ایسے شعرا کے بعد وہ جادو نگار ارباب نظم پیدا ہوئے جنکے دلون مین مرثیہ گوئی کا شوق پیدا ہوا کیونکہ یہ صنف ایسی جامع اور وسیع تھی جس کے ذریعہ سے اُن کو جملہ اصناف سخن مین طبع آزمائی کا موقع مل سکتا تھا، اور طباع شعرا کے اشہب خیال کو بہت بڑی جولانگاہ میسر آ سکتی تھی اور اُن کے

وسعت و اثر انگیزی کلام سے انسان ہر قسم کے مضامین کا لطف اُٹھا سکتا تھا ۔ مثلاً حمد و نعت مناقب بزرگان دین اخلاقی مضامین ۔ رزم ۔ بزم ۔ سراپا ۔ ساقی نامہ ۔ مناظر قدرت ۔ صنائع بدائع تشبیہات و استعارات وغیرہ وغیرہ چنانچہ مرثیہ گو شعرا تمام اصناف شاعری اور جذبات روحانیہ و خیالات عالیہ کو مرثیہ ۔ سلام و رباعی مین ایسی فصاحت و بلاغت شستگی زبان کی پاکیزگی حسن محاورہ ۔ خوبی بندش الفاظ کی دلکشی ۔ اور شاعرانہ لطافت کے ساتھ ختم کر گئے ہین کہ دُنیا کے شعرا مین ان کو ایک

عہ یہ خیال عام غزل گو شعرا کی نسبت ہے جن کی ملک مین اکثریت نظر آتی ہے لیکن متقدمین و متاخرین غزل گو شعرا مین بعض ثقہ متین اور سنجیدہ طبیعت شاعر بھی پائے جاتے ہین جنکے کلام مین اکثر ایسے نفیس اور بے بہا اشعار نظر آتے ہین جن مین حسن اخلاق بے بہا تہذیب دُنیا اصلاح تمدن اور تعلیم اخلاق کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور بعض بعض صوفی مزاج اہل دل و اہل درد فارسی و اُردو شعرا کی غزلین تو عمدہ عمدہ مضامین، پاکیزہ جذبات روحانی اور اعلےٰ خیالات سے سرتاپا مملو ہین ایسے غزل گو ہمارے لیے سرمایہ ناز ہین ۱۲

امتیاز شعرا مرثیہ گو

عظیم الشان امتیاز حاصل ہو گیا۔ اُن کی رباعیان اور سلاموں کے اکثر اشعار علم اخلاق و تمدن کے لطیف نکات سے معمور نظر آتے ہین۔ میرا خیال ہے کہ شعرا کے تمام کلام مین کوئی ایسی نظم نہین جس مین مرثیون کے برابر اخلاقی مضامین کا ذخیرہ موجود ہو۔

واقعہ کربلا

واقعاتِ عالم مین معرکۂ کربلا ایک ایسا جانسوز اور جانکاہ واقعہ تھا جسکے مقابل مین دنیا کے کسی واقعۂ رنج و غم کی مثال پیش نہین کی جاسکتی۔ ضرورت تھی کہ ایسے دردناک تاریخی واقعہ کے واسطے نظم سے کام لیا جائے کیونکہ نظم ہی ایک ایسی پُر اثر چیز تھی جو درد انگیز واقعات کا سچا منظر آنکھون کے سامنے پیش کر دے، تاکہ درد انگیز جذبات پہلے شاعر کے دل مین پیدا ہون اور اُسکے قلب کو متاثر کرین اور پھر اُسی دلی جذبہ سے بے اختیار ایسے رقت خیز اور پُر درد الفاظ نکلیں جو سامعین کے دلوں کو بھی متاثر کرین اور ہر شعر مین دلی جذبات کا پرتو نظر آئے، اور مرثیہ کا اصلی مقصد یعنی گریہ و بکا جو باعث ثواب آخرت ہے بخوبی حاصل ہو۔

مرزا صاحب درد انگیز خیالات

مرزا صاحب کو اس فن خاص مین یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام مرثیہ گویون سے زیادہ اُنکے مراثی درد و غم کا مرقع ہوتے ہین جو مرثیہ کی علت غائی اور اسکا موضوع حقیقی ہے اسکے علاوہ اُنھون نے دوسرے مضامین مین بھی اپنی پُر زور اور مضامین آفرین طبیعت سے وہ جدتین پیدا کی ہین جنکو سُن کر اصحاب ذوق پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

مرزا صاحب کے کلام مین سادگی و صفائی

یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے کلام مین سادگی، صفائی اور شُستگی نہین ہے لیکن اس کی وجہ مولانا شرر صاحب بہت صحیح لکھتے ہین کہ "مرزا صاحب کو عربی کے ادب سے خاص دلچسپی تھی اور فارسی کی اعلی تصنیفات ہمیشہ زیر نگاہ رہتی تھین، اسلیے عربی اور فارسی کی ترکیبون اور شکوہ کلام نے اُن کی شاعری مین ایک خاص طور کی آمد اور آورد کو جگہ دی تھی اور وہ اُردو کے لفظون مین عربی اور فارسی کے بڑے بڑے مطالب لانا چاہتے تھے۔ مرزا صاحب کے کلام سے بے انتہا اعلی مطالب کا اقتباس کیا جا سکتا ہے"

سادگی کے معنی

سادگی کے معنی اور معیار کو مرزا سلطان احمد صاحب کتاب فن شاعری مین لکھتے ہین کہ "وہ شاعر جو ہمیشہ اعلی مضامین اعلے پیرایہ مین بیان کرتے ہین اُن کی سادگی ہمیشہ اعلے پیمانہ پر ہوتی ہے اگرچہ یہ لوگ مضامین کو نہایت سادگی ہی سے بیان کرتے ہین مگر پھر بھی عامیانہ مذاق اور سمجھ سے بالاتر ہوتے ہین، اور محدود الخیال لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہین کہ اُن مین سادگی نہین ہے"

مرزا صاحب کے طرز ...

مرزا صاحب کے زمانہ مین جنھون نے میر صاحب سے پہلے شاعری کے کوچہ مین قدم رکھا تھا

ذی علم لوگون کے کانون مین فارسی شعرا کی نازک خیالیون کے مضامین گونج رہے تھے وہ اپنے مذاق کے مطابق سادہ کلام سے لطف اندوز نہ ہوتے تھے اس لیے اُن کو زمانہ کا رنگ دیکھ کر اُسی طرز کو زیادہ اختیار کرنا پڑا۔

مرزا صاحب و میر صاحب کے یکسان باکمال ہونے کی دلیل

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب و میر صاحب مرحومین کے زمانہ مین دقیق مضامین کے شائقین اور سلاست پسند طبائع کے لوگ مساوی تعداد مین موجود تھے اور دونون صاحبون کے قدرشناس لوگون کی جماعت یکسان تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونون باکمال بزرگون کو یکسان شہرت و ناموری حاصل نہ ہوتی، ایک صاحب کے کمالات کی فوقیت و برتری دوسرے صاحب کی فضیلت و ناموری کو مغلوب کر دیتی، ان مین سے ضرور ایک حریف کا نام گمنامی کے پردہ مین چھپ کر رہ جاتا مگر اب تک انیسؔ و دبیرؔ کا نام ساتھ ساتھ زبانون پر جاری نہ رہتا اور آج تک نقادانِ سخن اس سرگردانی مین مبتلا نہ رہتے کہ ان مین سے ترجیح کا مسند نشین کس کو کیا جائے۔

دوسری دلیل

لکھنؤ مین دونون صاحبون کے پڑھنے کی ایک خاص مجلس بالکل ایک ہی وقت شروع ہوتی تھی جسمین شائقین سخن ایک وقت مین صرف ایک ہی صاحب کے کلام کو سن سکتے تھے لوگ کہتے ہین کہ دونون مجلسون مین یکسان مجمع کثیر ہوتا تھا اور نقادان کلام دونون مجلسون سے یکسان محظوظ و مسرور ہوتے تھے اور کسی کو افسوس نہ ہوتا تھا کہ ایک ہی وقت مین ہونے سے ہم دوسری مجلس مین شریک نہ ہو سکے

مرزا صاحب نے اپنا طرز کیون نہین چھوڑا

اگر مرزا صاحب یہ محسوس کرتے کہ آج لکھنؤ مین میر انیس رح کے طرز کے شیدا بکثرت ہین اور انھین کا رنگ زیادہ پسند کیا جاتا ہے تو اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے طرز سے ہٹ کر میر صاحب کا طرز اختیار کر لیتے کیونکہ وہ اُسی لکھنؤ کے رہنے والے تھے، جہان آنکھین کھولین وہین زبان کھولی لکھنؤ کی اُسی ٹکسالی زبان اور محاورات کے جاننے والے سمجھنے والے اور بولنے والے تھے۔ اگر اُنھون نے ایک مشکل اور دق طرز مین کمال حاصل کر کے ایجاد مضامین کے دریا بہا دیے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک نسبتہً سہل طرز مین اپنی شہرت کا ڈنکا نہ بجا دیتے۔ اگر شاعر کو خدا نے موزون طبیعت دی ہے اور کمالِ فن حاصل ہے تو صرف رُخ اور پہلو بدلنے کی ضرورت ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ موجودہ زمانہ کا عام مذاق اور ملک کے عام رجحان طبائع کو دیکھ کر استادی معظمی مرزا اوج صاحب مرحوم اور مکرمی مرزا محمد طاہر صاحب بہت کچھ مرزا صاحب مرحوم کے رنگ سے الگ ہو گئے اور دونون صاحبون کے کلام مین انیسیت کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

مرزا صاحب کا سادہ اور صاف کلام

باوجود اس کے مرزا صاحب نے جہان سادگی و صفائی پر توجہ کی ہے وہان اس طرز مین بھی اُنھون نے اپنے کمال کا بخوبی اظہار کر دیا ہے جسکی بیشمار مثالین ہین جو ہم نے اپنی کتاب المیزان مین درج کی ہین اور

یہ اُن کی قادر الکلامی کی دلیل ہے کہ وہ کسی طرز میں لکھنے سے عاجز و مجبور نہ تھے۔

خصو... کلام ...

مرزا صاحب کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُن کے ہاں دونون طرز کا کلام موجود ہے باریک اور دقیق مضامین سے اہل علم اور صاحبانِ فضل و کمال اور دقیق النظر لوگ متمتع ہوتے ہین اور سادہ و صاف کلام سادگی و صفائی پسند سامعین کو محظوظ کرتا ہے۔ رقت خیز اور درد انگیز مضامین جو مرثیہ کی علت غائی ہے اُن کو سُن کر اہل مجالس بیتاب ہو جاتے ہین اور کثرت گریہ و بکا سے مجالس مین قیامت برپا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ سوز خوانی مین تمام شہرون اور قصبات مین مرزا صاحب ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ خصوصاً زندانِ شام اور سہلہ کے حالات مین تو اُنھون نے اس کثرت سے اور ایسے درد و سوز کے پیرایہ مین مرثیے لکھے ہین جن کا شمار نہین۔

دوسری خصوصیت

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے خاندان مین صرف اُن کی ذات واحد نے شعر گوئی کے کوچہ مین قدم رکھا، اُن کے خاندان یا قریبی آبا و اجداد مین کوئی شاعر نہ تھا کہ گھر مین شعر و سخن کا چرچا نظر آتا اور بزرگون کے کلام اور اُن کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا، باایہمہ اُنھون نے صرف اپنی جودتِ طبع کے زور سے وہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ میر صاحب مرحوم کی طرح جو خاندانی شاعر تھے، آج وہ بھی مرثیہ گوئی کے رُکن رکین مانے جاتے ہین۔

مرزا صاحب ... مضامین ذخیرہ ... کر ...

مرزا صاحب کی شاعری سے ملک کو یہ فائدہ پہونچا کہ اُنکے کلام سے مضامین کا ذخیرہ شعرا کو مُہیا ہو گیا جس مین تغیر و تبدل اور اختصار و اضافہ کر کے شعرا سیکڑون مرثیے نظم کر سکتے ہین۔

مرزا ... کے کلام کم توجہی کے اسباب

مرزا صاحب کے کلام سے روز بروز کم توجہی کے اسباب غالباً یہ ہین کہ اُنکے زمانہ کے بعد ذوی علم اور اہل فضل لوگون کی جماعت اور اس طرز خاص کے قدردان لوگ رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور پھر ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ایسے ادق مضامین کا سمجھنا اُنکی سمجھ اور قابلیت سے باہر ہوتا گیا۔ چونکہ مرزا صاحب کا زیادہ کلام ایسا ہی ہے جو شاعرانہ نکات و غوامض سے بھرا ہوا ہے وہی زیادہ تر اُن کے کانون مین پڑتا رہا اسلیے وہ باقی سادہ اور صاف کلام سے جو نسبتہً اُن کے ہان کم ہے دست بردار اور بدظن ہو گئے اور غلطی سے یہ اعتقاد دلون مین قائم ہو گیا کہ اُن کے ہان سادہ اور سلیس کلام نہیں ہے حالانکہ یہ خیال واقعیت سے بہت بعید ہے۔

دوسرا سبب

مرزا صاحب کے کلام سے دن بدن کم توجہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گویون سے زیادہ اُن کا کلام نہایت غلط چھپا ہے اور اکثر مرثیون مین دوسرے معمولی شعرا کا کلام مخلوط ہو گیا ہے جس نے تمام مرثیہ کو معیوب اور قابل اعتراض بنا دیا ہے۔ اُن کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ ...

اس خرابی کو رفع کرتے اور مرثیون کو اصل سے مقابلہ کرکے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کراتے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی کیونکہ اصل مرثیے اُن کے قابو مین تھے اور وہ خود یا اُن کے معتقدون اور شاگردون کا گروہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کرا دینے کی استطاعت رکھتا تھا - لیکن افسوس ہے کہ اُنھون نے کبھی اپنے اس فرض کو محسوس نہین کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف - اپنی ترقی و شہرت - اور اپنے لیے داد و تحسین حاصل کرنے پر محدود رکھی اور اپنے بزرگ خاندان کو جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقعت کی بنیاد قائم کی تھی بالکل فراموش کر گئے - میر انیس صاحب مرحوم کا کلام بھی تھوڑا بہت اس خرابی سے خالی نہیں ہے لیکن چند ہمدردان و شائقین کلام ممدوح نے اس کی تصحیح پر توجہ کرکے اسکا صحیح اڈیشن طبع کرایا ہے - یہ حضرات ملک کے بیحد شکریہ کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ فعل نہایت داد و تحسین کے قابل ہے - ضرورت تھی کہ میر انیس کی طرح اُن کے ہم عصر مرزا صاحب مرحوم کا کلام بھی صحت کے ساتھ اصل مرثیون سے مقابلہ کرنے کے بعد طبع کرایا جائے اور جو کلام دوسرے لوگون کا اُس مین مخلوط ہو گیا ہے اُس کو نکال کر اصل مرثیے شائقین کلام کے سامنے پیش کیے جائین تاکہ اہل مذاق کو مرزا صاحب کے نفیس و نادر کلام سے محظوظ ہونے کا موقع ملے اور اُن کے کمالات کا اعتقاد دلون مین قائم ہو -

آفرین ہے جناب سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیر لکھنوی رقاہ اللہ الی اوج الکمال شاگرد مرزا اوج صاحب مرحوم کے پاکیزہ خیال اور کد و کاوش پر کہ اُنھون نے اس طرف توجہ فرمائی اور جو فرض خاندان مرزا صاحب مرحوم کا خصوصاً اور مرحوم و مغفور کے تمام شاگردون اور معتقدون کا عموماً تھا اُس کو ادا کر رہے ہین - خدا ان کو جزائے خیر دے -

مرحبا کارے عجب کردی خبیر	در میان خلق باشی سرفراز	فقط

احقر سید لطیف الحسن فوق رضوی مہابنی عفا اللہ عنہ
سردار منزل - مہابن ضلع متھرا

مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۰ء

قطعات تاریخ ترتیب و طباعت سبع مثانی از شعرائے نامی بحساب ابجد

قطعہ تاریخ طبع مثانی از نتیجہ فکر والد محترم جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز

ارشد تلامذہ جناب مشتاق مرحوم و حضرت اوج مغفور

اللہ اللہ ترا فیض دبیرؔ کامل — تیرے اخلاف کی ہر فرد ہوئی اہل کمال
تیرے شاگرد بھی استاد زمانہ ٹھہرے — کوئی ہمپایہ عرفی کوئی ہم شان جلال
دستیاب ان کو ہوئے چودہ مراثی ایسے — ہیں جو دنیائے بلاغت میں عدیم المثال
آب گوہر سے لکھا جائے یہ مجموعۂ نظم — معدن فضل کا الماس ہے چودہ مثقال
بوترابی نے لکھی یوں صفت آل عبا — نام کو دامن دل میں نہ رہی گرد ملال
کیا عجب ساقی کوثر سے یہ کہتے ہوں دبیر — جام جم سے کہیں بہتر ہیں مرے جام سفال
مستقل ہے یہی دنیا میں کمال انسان — از سر نو ہو جسے عود بہنگام زوال
کیا کہوں اسکے سوا یعنی مدد صاحب عصرؑ — کہ رہا ایک ہی سا ماضی و مستقبل و حال
کیوں دم نظم نہ میں عرش کے تارے توڑوں — اوج و مشتاق سے حاصل ہو جو معراج کمال
نازِ ہے مبدء فیاض کی فیاضی پر — مجکو سب کچھ وہ عطا کرتا ہے بے قصد سوال
خودستائی کی یہ اچھی نہیں عادت اعجازؔ — وہ لکھو مصرع تاریخ جو ہو سحر حلال

کیوں نہ ہو اہل سخن کے لیے دستور عمل
ہے یہ چاردہ معصومؑ یہ قانون خیال

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید ممتاز حسین نصیر عرف سید صاحب (پسر اکبر خبیر)

شکر صد شکر مرتب ہوئی اک ایسی کتاب — جس کا ہر مرثیہ دنیا میں ہے بے مثل و نظیر
نام بھی سبع مثانی رکھا اسے صل علی — شان میں چاردہ معصوم کی جو ہے تحریر

سن ترتیب یہ مکتب میں لکھا میں نے نصیر
چودہ نایاب ہیں مکتوب دبستان دبیر
۱۳۴۸ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب سبع مثانی مصنفہ برادر عزیز سید واجد حسین مطہرؔ سلمہ

حلاوت بخش ہے سبع مثانی اے تعالی اللہ   ہوا قند مکرر ذائقہ شیرین زبانوں کا
سن ترتیب لکھوائے مطہرؔ اسوقت تم ایسا   فزون ہو حُسن ظن دُنیا میں جس سے بدگمانوں کا

خدا کی شان ہے اس دور میں با اہل نظر کہدین
زمین شاعری پر دور ہر چودہ آسمانوں کا   (الف ممدودہ کے (۲) دو عدد لیے گئے ہیں)

۱۳۴۸ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید اعجاز حسین نصیرؔ عرف محمد محسن سلمہ (پسر اصغر خبیرؔ)

بلند آوازۂ نقارۂ شہرت ہے دُنیا میں   تعالی اللہ لے شان دبیرؔ واصف حیدرؑ
خدا بخشے خدا بخشے دبیرؔ و اوجؔ کامل کو   کیا ہے مر کے بھی احیائے ذکر آل پیغمبر

نصیرؔ اب میں سن پاکیزہ ترتیب لکھتا ہوں
منزّہ ہے یہ مدح چاردہ معصوم کا دفتر

۱۳۴۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجۂ فکر بلند جناب سید اکبر مہدی صاحب قبلہ
متخلص بہ تسلیمؔ رئیس جرول شاگرد رشید حضرت اوجؔ مرحوم

سبع مثانی است خدمتش بخدا   اے زہے سعی و انتظام خبیرؔ
نظم استاد را حیات دہی   زندہ باش اے جوان خوش تدبیر
بد نہان جوہر جمال سخن   چون در ابر سیاہ ماہ منیر
شدہ مطبوع عالم۔ طبع کلام   چون بہ زیور عروس حسن پذیر

فکر تاریخ کرد طبع سلیم
گفت خامہ "سبع نظم دبیر"

۱۳۴۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجۂ فکر عالی جناب سید فراست حسین صاحب قبلہ
متخلص بہ فراستؔ رئیس زیدپور

استاد تسلیم سخن بود بلبل دوران   حبذا اوج خدا داد زہے شان دبیرؔ

نامور شد بہ ثنا خوانیِ اولادِ رسولؐ   لبِ انصاف بیان ساخت ثنا خوانِ دبیرؔ
قدرتِ خالقِ یکتا چو دہد گویائی   فن بگو یار کہ منم بندۂ احسانِ دبیرؔ
شد ز نافہمیِ دنیا بہ کلامش تحریف   رفت در دستِ ستم گنجِ فراوانِ دبیرؔ
سوے این چند مراثی نظرِ قدر کنید   گرچہ مقدار قلیل است ز سامانِ دبیرؔ

سالِ طبع ست فراست چمن آرا سے برقم
چارہ دہ روح فزا گل ز گلستانِ دبیرؔ

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی مصنفہ حقیر سید سرفراز حسین خبیرؔ رضوی

کیا وفادار وفاکیش ہیں ملکیہ دبیرؔ   اپنے شیدائے وفا ہیں کہ وفا جن پہ نثار
ہے سارا کوشش احیاے صفاتِ اموات   حاملِ زیست سمجھتے ہیں یہی خوش اطوار
ان کی کوشش سے وہ ہاتھ آئی خیابِ بستہ   رنگ سے جس کے نہ واقف تھا کبھی دستِ نگار
شکر صد شکر ملے چودہ مراثی ایسے   جن کے ہر لفظ سے ہے نظم کے گلشن کی بہار
نام بھی سبع مثانی ہے بلاغت آگیں   سات سے سات ملیں جب تو ہی چودہ کا شمار
قابلِ حمد ہے یہ اسمِ گرامی ایسا   ترک اگر ہو تو مصلّی کی عبادت بیکار
ابتدا فاتحہ سے کیوں نہ کریں اہلِ خرد   ہے عبادت بخدا مجلسِ شاہِ ابرار
عملی دے گئے تعلیم بھی اس کی مرحوم   اے دبیرؔ سخن آرا تری عادت کے نثار
دین و دنیا کے محاسن تری اک ذات میں تھے   اس کے اثبات میں موجود دلائل ہیں ہزار
اب سنِ طبع کی کچھ فکر مناسب ہے خبیرؔ   ان محاسن سے نہیں ایک کو تاب انکار

مجھکو دنیا میں ملی گلشنِ جنت کی سند
چودہ پھولوں کا یہ گلدستہ کیا ہے تیار

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی آنریری مجسٹریٹ و رئیس مہابن ضلع متھرا ارشد تلامذہ حضرت اوج مرحوم

ذاکر و مداح سبط مصطفیٰ مرزا دبیر — جامع علم و فضائل شاعر شیریں زباں
شکر ہے مجموعہ اُنکے مرثیوں کا چھپ گیا — جس کے اک اک شعر کے مداح ہیں نکتہ داں
ارے رے الفاظ دلکش اے خوشا نظم بلیغ — حبذا لطف کلام و مرحبا حسن بیاں
داد کے قابل ہے یہ فیض خبیر ذی شرف — دے جزائے خیر اُن کو خالق کون و مکاں
سلک در نظم پاکیزہ - ہے سال طبع فوق — یا صلہ ہر بیت پاکیزہ کا ہے بیت جناں
۱۳۴۹ھ — ۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید مسعود الحسن صاحب قیس رضوی خلف عالیجناب

چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رئیس مہابن ضلع متھرا

شاعر خوش بیاں جناب دبیر — کرد احوال شاہ بطحا نظم
قیس از بہر سال طبع او — گفت پاکیزہ طرفہ زیبا نظم
۱۳۴۹ھ

دیگر از جناب ممدوح

چھپی ہے اندنوں نظم دبیر شاعر خوشگو — فصاحت اور بلاغت میں کوئی جنکا نہ تھا ثانی
دعا اے قیس ہے اپنی یہ مرغوب جہاں ہووے — ہے سال طبع اسکا نسخۂ زیبا ہے لاثانی
۱۳۴۹ھ — ۱۳۴۹ھ

یہ قطعات بہت دیر میں موصول ہوئے اسلئے ترتیب سے درج نہ ہوسکے - خبیر ۱۲

صرف چند صریح غلطیوں کی تصحیح کیواسطے غلطنامہ درج کیا جاتا ہے

اسکا تعلق محض حصہ نظم سے ہے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
١	۴	۵	قبضہ میں وہ ملک آئے۔ محکوم خزاں ہو	قبضہ میں وہ ملک آئے جو محکوم خزاں ہو
۷	۲۵	١	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرا بیٹا	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرا بیٹا
١٠	۳۸	۳	پیاسے . . . . قطر	پیاسے . . . . قطرا
١۴	۵۲	۶	ہاں . . . . . . کوئی جانے نہ پائے	ہاں . . . . . . کہیں جانے نہ پائے اس مصرع کا نسخہ بھی چھپنے سے رہ گیا وہ یہ ہے مسلم سے خبردار کہیں جانے نہ پائے
۵۶	۸٠	١	انھوں . . . . گھڑی	آنکھوں . . . . گھڑی
۷٠	١۳۳	۳	یہ پانچ مہریں نور دلاے ایں جلوہ کر	یہ پانچ مہریں نور دلاتے ہیں جلوہ گر
۷۶	١۵۷	۳	ناوک سے . . . . . . زاں	ناوک نے . . . . . . زباں
״	١۵۸	۳	باد . . . . بھی	آباد . . . . تھی
۸۶	۷	۵	تیار مرے دوستہ . . . . . کرو	تیار مرے دوست . . . . . کرو
۹٠	۲۳	۳	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشاں	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر تو ہے نشاں
۹١	۲۷	۳	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہو	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہو
۹۳	۳۲	۶	اور آنکھ اشا ہے . . . . . کیا	اور آنکھ کے اشا ہے . . . . . کیا
۹۷	۵١	۴	کوفہ . . . . . . ملک و شام بھی	کوفہ . . . . . . ملک شام بھی
۹۹	۵۸	۴	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی کو بیجئے	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی تو دیجئے
١٠۸	۹۳	١	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر سگال	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بد سگال
١١۳	١١۳	۲	ہے دوران گلو کے بیاں سے گلے کی بو	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو
״	١١۴	۵	عباس کی طرح پہ کرم انپہ کیجئے	عباس کی طرح سے کرم ان پہ کیجئے
״	١١۶	١	زینب کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں	زینت کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں

ص
چمن میں ہوا تخت نشیں شاہ بہاری
پوشاک گل صبح تن رنگیں پہ سنواری
فرمان کیا ابر سے جاسوس پہ جاری
لا بڑھ کے خبر چاہ نہیں کس کو ہماری
قبضہ میں وہ ملک آئے کہ محکوم خزاں ہو
سکہ اسی شاہی کا زمانے میں رواں ہو

ص
سلطان بہاری نے تجمل جو دکھایا
ابر آ کے نقارہ سلامی کا بجایا
ہر برگ سے گل دست ادب باندھ کے آیا
رومال شگوفہ نے غلامانہ ہلایا
پیتا نے بوسہ جو دیا گل کی جبیں پر
تسبیح گری زاہد شبنم کی زمیں پر

ص
وہ موسم گل رنگ پہ کوفے کے چمن میں
شبنم تھی کہ تھے موتیوں کے ڈھیر عدن میں
دندان نظر آنے لگے غنچہ کے دہن میں
بلبل کی طرح جان پڑی گل کے بدن میں
پر بلبل بستان نجف مرثیہ خواں تھا
زہرا کا چمن فصل بہاری میں خزاں تھا


کوفہ میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو
شرمانے لگا رنگ زمیں چرخ کہن کو
رگ رگ سے ملی نبض رواں گل کے بدن کو
لالے نے کیا لعل کے سبک لعل یمن کو
ہر سرو بنا شکل زباں شوق سخن میں
قوالے ڈرافشاں ہوئے تعریف چمن میں

۵۵

پھر پیک قلم فرو گذاشت اوٹھا لی
لالے نے شگوفے کی دوات اُس سے نکالی
تا ہم گل و سبزہ سے رہی فرد نہ خالی
بیمار تھی نرگس پہ لکھی اُس کی بحالی
احکام کے پابند ملازم جزو کل تھے
شمشاد و چنار و سمن نو اسوز و نہیں گل تھے

۵۶

سبز و در ختوں کا وہ شاخوں کی بنائیں
پیہم وہ کبھو دم جھڑی تھیں پتوں کی زبانیں
تر دونے جو غنچوں کی نکالے نکیں جانیں
موجیں تھیں کہیں تیر کہیں کھنچی کمانیں
سنبل نے بنایا کوزہ باغ کی پانی
لالے کے رسالے سے نسیم اُن کی پانی

۵۷

ناگاہ ہوا ابر سی اٹھا جنگ کو باراں
کڑکیت بنا رعد صدا دی ہر میداں
بجلی تھی سناں ابر پہ قطرے تھے پیکاں
غصے سے ہوا سرخ رخ غنچۂ گلستاں
برسات کے ہر تیر اُس نے جو آتا اُن چمن پر
باراں طلاطم یہ تھا کہ سب سر تن پر

۵۸

یہ زخم صف سبزہ نے جو تانے سر گردوں
باراں کا جگر آب ہوا جیسے کہ جیحوں
لالے کے چمن کا پڑا ابر پہ شبخوں
ہر چار طرف گنبد خضرا ہوا گلگوں
باراں و چمن میں ہی ساماں یہ فنا کے
خورشید پڑا فیصلہ کو بیچ میں آ کے

٩

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٠

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١١

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٢

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳

ہے جو یہ گل حسن نہ گلزار جہاں ہے
سر سبز چمن فاطمہ زہرا کا عدواں ہے
کرتے ہیں بیاں اور یہ بیٹھے ہیں جو ان جان ہے
وہ ان کی بلبل بیاں آپ کی فغاں ہے
کچھ پیچھے ہیں سے ہیں تیرے الم کا ماتم
اے بلبل کا شیوہ ہے شبیر کا ماتم

۱۴

گو تیرے بیاباں کی فضا ہے یہ بہاری
یاں فاطمہ کا صبر آگاہ ہے کیا ہے آہ و زاری
سے کیا کیا بستی ہیں گرداں کی سرابار
وہ ان حسین کا اب لالہ زاری ان کیا آہ و زاری
گو قفس میں جو اطفال ہیں ہیں تیری کی ہیں پیارے
بے ہیں بیاباں بی تیری کی ہیں ہے یار

۱۵

وہاں ہے کہیں بچھڑے ہوئے کہ اب آ رہے ہیں کیا ہے
یاں فاطمہ کا صبر آگیا ہے اوس کیا ہے
گو ہیں بستہ میں آئے ہیں بس آئے ہیں نصرت
بہاں ہیں جہاں بیٹھے کے ہیں جائے ہیں جاکر
وہ ان بچے وہ اطفال ان کے سر اطفال لئے ہیں
وہ کیسے کے بچہ فاطمہ کے لال لئے ہیں

۱۶

یہ کیوں کہ ان اطفال کی اطراف سے غل ضارا
یہ کیسی ہی بھرے ہے کبھی گریہ سے ہارا
صغرا سے وہ ابرار کا ماوا ہے تو دلدار
یہ ہے کہ کبھی وہ آرام کہ وہ رخصت کا اشارا
یاں بچہ کیا کبھی آ کے بھی لئے ہیں
اصغر بھی لئے آئے ہیں زینب بھی لئے ہیں

۱۷

لکھے ہیں یہ خط کوفیوں نے اے شہ ابرار
سرسبز ہیں گلزار ثمر لائے ہیں اشجار
بے آپ پڑا ہے گل ایمان کا گلزار
جلد آؤ شتاب آؤ کہ مشتاق ہیں دیندار
مضطر کو گر آپ ہی عنایت نہ کرو گے؟
کیا امت عاصی کی ہدایت نہ کرو گے؟

۱۸

گذری ہے نگاہ شہ والا سے یہ تحریر
قاصد ملک الموت ہے خط ہے خط تقدیر
صغرا سے جدا ہو چکے اب جاتے ہیں شبیر
دیتی ہے بھتیجے سے ندا فاطمہ دلگیر
دلبندوں کے رونے کو بھلا آپ چلو گی
اے لال مرے میں ترے ہمراہ چلوں گی

۱۹

غش آگیا ہے قبر میں نانا کو تمہارے
بالیں پہ محمد کے پکارو نہیں پیارے
رخصت کا پڑھو فاتحہ مدفن پہ ہمارے
پھر تم نہیں آنے کے جو اب یہاں سے سدھارے
روؤ گی نہ زہرا کہ رضا حق کی یہی ہے
اس ماں نے بھی مہر ترے قتل پہ کی ہے

۲۰

آ قبر پہ نبی کے جو گئے سیّد والا
کیا سنتے ہیں اس قبر میں یہ کہتی ہیں زہرا
لو ہوش میں آؤ کہ حسینؑ آیا ہے بابا
ہے شیر الٰہی کی بھی فریاد یہ پیدا
مولا مرے کس سے تو منہ ڈھانپ کے کوفے
شبیر مرا آج نکلتا ہے وطن سے

۲۱

رو رو کے یہ کہتا تھا زہرا کا مسافر
نانا ترے روضہ کا مجاور بھی ہے خادم
سر دینے کو جاتا ہوں گنہگاروں کی خاطر
تربت سے ندا آئی خدا حافظ و ناصر
رو کوں تو شفاعت کی سند پا نہیں سکتا
واں جاتے ہو پیاسے کہ میں ٹھہرا نہیں سکتا

۲۲

شبیر نے عمامہ کو پھر قبر پہ رکھا
ہاتھوں کو اٹھا کر یہ کہا یا رب الٰہ
اس خاک میں جو نور ہے اس نور کا صدقا
دل اپنا رہے گرد کدورت سے مبرا
امت کی بدی مجھ کو کوئی نظر آئے
آنکھوں سے سوا تیرے نہ کوئی نظر آئے

۲۳

درکار نہیں مجھ کو یہاں کا سر و ساماں
بسالم ترے دربار میں آؤں یہ ہے ارماں
دنیا سے کفن کا بھی نہ لوں سر پہ میں احساں
عریاں ہی اٹھوں آیا تھا دنیا میں بھی عریاں
رحمت تری لاشے پہ مرے سایہ فگن ہو
عریاں بدنی ہی یہ بندہ کا کفن ہو

۲۴

تن خاک میں مل جائے تو ہمراہ حسن ساں پائے
موران نبی کے کلمہ گویوں کو دکھائے
تربت سے مری دل میں کسی کے نہ غبار آئے
تسبیح بنے اور تری تسبیح پڑھی جائے
تاثیر ترے عشق کی یہ بعد فنا ہو
شبیر جو ہو خاک بھی تو خاک شفا ہو

٢٥

مقتول ہو اٹھارہ برس کا مرا بیٹا
پر میں نہ کروں قتل جوان لال کسی کا
رخسار سکینہ کا دکھے اے مری مولا
بن باپ کی بچی کو نہ ماروں میں طمانچہ
گو شمر کا دُرّہ مرے دلدار پہ اُٹھے
پر ہاتھ نہ میرا کسی ناچار پہ اُٹھے

٢٦

پر میں نہیں کہتا نہ ہو اصغر پہ ہدف تیر
پر قتل نہ ہو ہاتھ سے میرے کوئی بے شیر
پہنے مرا سجاد حزیں طوق گلوگیر
لیکن نہ ستائے کسی بیمار کو شبیر
مر جائے مرے ہونٹھ کٹیں چوب جفا سے
لیکن نہ زباں بند ہو اُمت کی دُعا سے

٢٧

کی بین کہ زہرا و پیا مولا کی دُعا نے
آمین کہی قبر میں محبوب خدا نے
مقبول دعاؤں کو کیا رب علا نے
پھر واں سے گئے تربت زہرا کے سرہانے
تعویذ گلے سے جو ہوئی ہاتھ اٹھا کے
رو رو کے گرے قبر کے تعویذ پہ جا کے

٢٨

جب سینہ اُٹھائے تھے لحد سے نہ ہوا لا
مرقد سے نہ آئی تھی پھر مجھ سے لپٹ جا
رو رو کے بقیع میں تڑپتی رہی زہرا
کعبہ کو مدینہ سے چلا قبلۂ دیں
پیغام قضا پہونچے تو دل جد پہ آئے
سب منزلوں میں قاصد کو نظر آئے

۲۹

سوم تھی رجب کی جو مدینہ ہوا ویراں
داخل ہوئے کعبہ میں تو تھی چارم شعباں
پنجاہ خطوط آئے یہ ہم کوفیوں کے وہاں
فرمانے لگے بیبیوں سے شہِ ذیشاں
اللہ بہت فرقۂ دیندار ہے مشتاق
ہاتف نے کہا شمر کی تلوار ہے مشتاق

۳۰

ہر قاصدِ کوفہ نے یہ کی عرض کہ یا شاہ
آنکھیں ہیں بچھائے ہوئے دیندار سرِ راہ
حضرت نے کہا کوفہ وفا تو نہیں کچھ آہ
کانوں پہ رکھے ہاتھ وہ بولے کہ نہ واللہ
حضرت نے کہا مکر و دغا ہے کہ وفا ہے
کوفہ ہی میں بن باپ کا پیغمبر ہوا ہے

۳۱

پھر زیب دہِ رکن و مقام آ کے ہوئے شاہ
کچھ مشورہ خالق سے کیا کھینچ کے اک آہ
لکھا وہی نامہ میں جو تھی خواہشِ اللہ
مسلم کو نیابت کا دیا مرتبہ و جاہ
رتبہ میں رسولوں کے برابر ہوئے مسلم
پیغامبرِ سبطِ پیمبر ہوئے مسلم

۳۲

خط دے کے یہ مسلم سے کہا شہ نے کہ جاؤ
یثرب تو چھٹا تم سے بھی ہاتھ اُٹھاؤ
اُمت کہیں گمراہ نہ ہو کام بناؤ
تلقین کرو حال بد و نیک بتاؤ
ہے رحم ہی لازم جو ہو بیداد و ستم بھی
تم سوئے بہشت آگے چلو آتے ہیں ہم بھی

۳۳

کعبے سے چلا ایلچیِ نائبِ حیدر
ہمراہ ہوئے اُن کے دو فرزندِ خوش اختر
سعدین سے ثابت تھا قِران مہ انور
مسلم نے بہ اُجرت لئے ساتھ اپنے دو رہبر
رخ حق تھا فراموش نہ تھے شاہ فراموش
پر گردشِ تقدیر نے کی راہ فراموش

۳۴

وارد ہوئے اُس بادیہ میں ششدر و حیران
جو گرم تھا صحرائے قیامت سے دو چندان
تھا نام معشق کا بیابان عربستان
اسپند جو ذرے تھے تو مجمر تھا بیابان
حیران عقب راہنما جاتے تھے مسلم
لیکن رہِ مقصد نہ کہیں پاتے تھے مسلم

۳۵

پانی بہت اُن رہبروں نے دشت میں ڈھونڈھا
جز موجِ سراب اور کوئی موج نہ پیدا
تھی ریگ رواں بہتا تھا یا آگ کا دریا
چلتے تھے قدم تپ رہا تھا جادۂ صحرا
جز آبلہ اک قطرہ نہ پانی کا کہیں تھا
تھا آب بھی تو آبلہ میں پردہ نشیں تھا

۳۶

لکھا ہے کہ راہِ عدم آ گئے رہبر
بے آب قضا آ گئی جنگل میں تڑپ کر
بچوں کو لئے آگے بڑھے مسلم مضطر
اک چشمہ ملا راہ میں پر لب نہ کئے تر
بچوں سے کہا پیاس ہی میں لطف بڑے ہیں
دو مردے مسلمانوں کے بے غسل پڑے ہیں

۳۳۷

کیا ظلم ہے اُن مُردوں کو جو دھا کے اُٹھایا
یاں لا کے دیا غسل کفن دے کے پنہایا
قبلہ رُخ اُنہیں خاک کے بستر پہ لٹایا
جنگل میں نشاں گورِ غریباں کا بنایا
بخشا تھا یہ رُتبہ اُنکو جنابِ احدی نے
جب اپنی اجل آئی خبر لی نہ کسی نے

۳۳۸

پھر کھینچ کے سرشاہ کو غصّے میں یہ لکھا
اے شمع حرم اور نجف قبلہ بطحا
پیاسے ہوئے ہم پر نہ لایا پانی کا قطرہ
آغاز یہ ہے دیکھئے انجام سفر کا
بندے کو مُعاف آپ کریں یا نہ بلالیں
حضرت بھی قدم کعبے سے باہر نہ نکالیں

۳۳۹

دیکھا جو یہ لکھا تو نہ سنبھلا دلِ پُر غم
رو کر کہا اب کونسی تدبیر کریں ہم
عباس نے کی عرض نثارِ شہِ عالم
موجود یہ خادم ہے روانہ ہو اسی دم
کہہ دیجئے پہونچانے پیام آتا ہے میرا
نائب نہیں آتا ہے غلام آتا ہے میرا

۳۴۰

شہ بولے ابھی سے نہ کرو توڑ دیہ کہکر
دسویں کو مُحرم کی جدائی ہے مقرّر
مسلم کو لکھا صبر کریں جانِ برادر
یاں آنے سے تبدیل نہیں ہوگا مقدّر
جاں ایک ہے موت ایک خدا ایک ہے بھائی
امت کیلئے تو یہ سفر نیک ہے بھائی

۲۴۱

فرمان دہ کونین کا پہونچا جو یہ فرمان
مسلم طرف کوفہ چلے خرم و شاداں
وارد جو ہوا کوفہ میں وہ صاحب ایمان
مہمانی مسلم کا ہوا شہر میں ساماں
افسوس غریبی پہ حسین ابن علی کی
آخر دن بھی ضیافت نہ ہوئی سبط نبی کی

۲۴۲

کوفہ میں وکیل شہ جن و بشر آیا
اک شور اٹھا مسلم عالی گہر آیا
کعبہ کی طرف سے خضر نامور آیا
بخشش کی ملی راہ کہ یہ راہبر آیا
اب چشمۂ حیواں پہ پہونچ جائیں گے پیاسے
گھر بیٹھے ملا خضر ہمیں فضل خدا سے

۲۴۳

ہم جلسہ میں مشتاق یہ سب کہتے تھے رو رو
کب آئیں گے یاں قبلہ و کعبہ کی جبیں رو
اللہ کرے عید محرم کی یہیں ہو
فرماتے تھے مسلم تم اوہیں آیا ہی سمجھو
ہم سب میں محبت جو سوا رکھتے ہیں مولا
بچوں کو بھی ہمراہ لئے آتے ہیں مولا

۲۴۴

اب سنئے کہ یاں واقعۂ مسلم ذیجاہ
پچیس ہزار آ کے ہوئے بیعت میں کر ناگاہ
ناراض ہوا اوس شقی بد ابن زیاد آہ
منبر پہ پڑھا بزم میں یہ خطبۂ جانکاہ
یاں سب سے ہوئی ان شرفا مری بیعت کو شرف
حاکم ہوں میں یاں شام کے حاکم کی طرف سے

۴۲۵

مسلم کو جو مہمان رکھے وہ ہے گنہگار
زندہ ابھی چن دونگا میں اُسکو تہِ دیوار
سُنوں گا اگر بیعتِ شبیر کا اقرار
میں ہاتھ سے اپنے اُسے کھینچونگا سر دار
مسلم کو وہ ایذا میں دوں عالم کی مدد سے
رونے کی صدا آئے محمد کی لحد سے

۴۲۶

مسلم نے بھی یہ سُن لیا بعضوں کی زبانی
جز خانۂ ہانی نہ پناہ آپ نے جانی
ہانی کو یہ ایمان کا لالچ تھا نہ ثانی
دربار میں حاکم کے طلب ہو گئے ہانی
بے رحموں نے زخم اُس تن لاغر پہ لگائے
دُرّے کئی سو پشت مطہر پہ لگائے

۴۲۷

جب پڑتا تھا دُرّہ تو وہ یہ کرتا تھا تقریر
یا احمد و زہرا و علی شبر و شبیر
شاہد تمھیں رہنا کہ مری کچھ نہیں تقصیر
الفت میں تمھاری یہ مجھے ملتی ہے تعزیر
آئی تھی بلا اسکو بھی ہانی ترا غم ہے
ہم پنجتن پاک پہ یہ ظلم و ستم ہے

۴۲۸

وہ کہتا تھا مسلم کو ابھی تجھ سے میں لونگا
گر عذر کیا قتل اسیوقت کروں گا
یہ کہتا تھا سر دونگا پہ مسلم کو نہ دوں گا
اس امر پہ راضی نہ ہوا ہوں میں نہ ہونگا
بے ظلم ہے مسافر پہ ترس کھانا ہے لازم
مرجانہ کے بیٹے مجھے مرجانا ہے لازم

۴۹
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۰
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۳

اک دوست جو بانی تھا ہوا قید وہ غمخوار
پھر گھر میں نہ رہنے کا ہوا کوئی روادار
فاقوں سے یہ لغزش تھی قدم کو دم رفتار
پیچھے سے یہ کہتے تھے کہ یا حیدر کرار
ہر کوچہ میں غل تھا کوئی گھر آنے نہ پائے
ہاں دیکھو مسلم کو کوئی جانے نہ پائے

۵۴

وارد ہوا ناگاہ وہ در طوعہ پہ ششدر
تسبیح بکف ذکرِ خدا میں تھی وہ در پر
حضرت نے کہا خشک زباں اپنی دکھا کر
نذرِ پسرِ فاطمہ اک پانی کا ساغر
احسان کر اللہ و پیمبر کا تصدق
پانی دے مجھے ساقی کوثر کا تصدق

۵۵

طوعہ گئی اور جام لبالب دیا لا کر
حضرت نے پیا بیٹھ کے دروازے کے اوپر
پھر کوزے کو وہ رکھ کے جو یہاں آئی مکرر
دیکھا کہ یہیں بیٹھے ہیں زانو پہ دھرے سر
دل میں کہا اس شہر میں یہ گھر نہیں رکھتا
ہے عالمِ غربت کوئی یاور نہیں رکھتا

۵۶

آخر کہا طوعہ نے کہ اے بیکس و تنہا
بس پی چکا پانی مرے دروازے سے اٹھ جا
تو دیکھتا ہے شہر میں کیا فتنہ ہے برپا
جا گھر میں ترو و ترے ناموس کہ ہو گا
اس وقت میں ہر اک سے کنارہ ہی بھلا ہے
تو نے بھی سنا ہو گا جو بھائی پہ بلا ہے پڑا

۵۷

اُٹھ جانے کو طوعہ نے کہا جبکہ کئی بار
کعبہ کی طرف مڑ کے یہ کرنے لگا گفتار
یا سیّدِ بطحیٰ ہم بھی ہیں کیا بیکس و ناچار
دروازے پہ رہنے کا نہیں کوئی روادار
اس رات کی رات اور تباہی ہم اُٹھا لیں
نانا سے کہو کل ہمیں جنت میں بلا لیں

۵۸

پھر دیکھ کے طوعہ کی طرف بولے یہ رو کر
گھر تو ترا گھر کا ہے کہ یوں بیٹھتے در پر
یاں اپنے سوا فکر کسے ہووے گی خواہر
زینب ہے نہ بانو ہے نہ زوجہ ہے نہ دختر
پیغمبرؑ جدا ہم سے ہیں عباسؑ جدا ہیں
تنہا تری بستی میں گرفتارِ بلا ہیں

۵۹

حیرت ہوئی طوعہ کو یہ بولی وہ حق آگاہ
شبیرؑ ترے کون ہیں اے بندۂ اللہ
رو کر کہا سردار ہیں آقا ہیں شہنشاہ
وہ بولی تو کیا آیا تھا مسلم ہی کے ہمراہ
شرما کے کہا وہ وطن آوارہ ہمیں ہیں
مسلم جسے کہتے ہیں وہ بیچارہ ہمیں ہیں

۶۰

ہاتھوں کو بڑھا کر یہ پکاری وہ خوش ایماں
تو نائبِ شبیرؑ ہے لے میں ترے قرباں
لے موت کے مہماں تو مرے گھر میں ہو مہماں
آوازِ بتول آئی خدا پر ہے یہ احساں
مسلم کو تو حجرہ دیا اُس اہلِ وفا نے
بخشا اُسے فردوس کا گھر اُس کو خدا نے

۱۱م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٦٥

وہ پیچھا ہوا کیوں اب زیادہ سکا گھن کیا
یہ کوئی نہیں او وہی عالم سہی اچھا
پیمبر نہیں جنت نہیں پھر بغض یہ کیسا
بیعت بھی تو بیچارہ کسی سے نہیں لیتا
کیوں لڑتے ہو سب آ کے یہیں یہ کس کا ارادہ
بیچارہ مرے جسے ہیں فاقے سے پڑا ہے

٦٦

پھر تھام لیا محکم نظام کا داماں
کہتی تھی نہ بچائیں اسے عقد تو سے قرباں
عالم کو یہیں دکھ کی لگی جواب اسے ہم کہاں
وہ زندگی نہیں زہر کی جو چھوڑ نہ دیں ہاں
مہمان مرے گھر سے نکل کر جو مرے گا
زہرا سے تجھے حشر میں شرمندہ کرے گا

٦٧

اسلم نے کہا ضامن جنت ہوں میں تیرا
ذلت کی ہے یہ زندگی تو رضا دے پسر زہرا
پھر ہم بیاں میں بچوں کے یہ رو کے کہا گویا
پھر دل بھی یہ پایا کہ خدا کو تمہیں سونپا
ہم مر کے یہاں بے کفن و گور رہیں گے
سر کٹ کے بدن پیارے کے دریا پر رہیں گے

٦٨

ظالم ابھی آئیں فلک پہ یہ مسرت
پھر ذرہ بھی مسلم نے کیا زین کا دامن
اب تیغ امام سے ہوتا ہے یہ روشن
وارثی تائید کو قدسی ہیں معین
واجب تجھے شبیر کے نائب کا ادب ہے
مسلم کا سر اب جو نہ کٹے تو عجب ہے

۵۶۹

بیٹھے ہوئے ہیں سب یہ محبّانِ شہِ ابرار
برخاستہ دل طولِ سخن سے نہیں زنہار
سب اہلِ جگر موجود ہیں سب رونے کو تیار
مسلم کے تو بیٹھے ہوئے ہیں پہلے عزادار
الفت جو بہت ہے اُنہیں زہرا کے خلف سے
تھامی شہِ مرداں نے رکاب ان کی نجف سے

۵۷۰

ہاں اشہبِ بیاں عرشِ برینِ فصاحت
ہاں جوہرِ بیاں درِ معنیٔ بلاغت
بس قدر شناسی ہے مری نظم کی قیمت
کی بخشنے کا قصرِ دُرِ یکدانۂ جنت
وہ صاف بیاں ہو کہ گہر تول کے گر جائے
مسلم کی سواری کا سماں آنکھ میں پھر جائے

۵۷۱

تاریک ہے عالم صبحِ شہادت ہے نمودار
رہوار پہ اسوار ہے وہ بیکس و بے یار
ہر چار طرف سے ہیں احاطے کئے کفّار
گرداب میں ہے دُرِّ گراں مایۂ اسرار
ظلمات میں یہ خضرِ بیاباں بلا ہے
یا دائرہ میں نقطۂ انوارِ خدا ہے

۵۷۲

کہتے ہیں جسے روح وہ کیا ہے بدن ان کا
شرمندہ ہے جو حسن وہ ہے پیرہن ان کا
رضواں کا شرف یہ ہے کہ ہے صحنِ چمن ان کا
عیسیٰ ہے دہن ان کا ہے خضر سخن ان کا
جنّت کے جو درجے ہیں وہ پاؤں کے تلے ہیں
دنیا صفتِ نقشِ قدم چھوڑ چلے ہیں

سکہ ۳

چہرہ چمنستانِ تجلّیِ خدا ہے
طلعت وہ لوحِ دلِ ہر اہلِ صفا ہے
یہ غیب کا آئینہ اسرار نما ہے
آئینہ اسکندر رومی یہاں کیا ہے
یہ رخ جو ہو پیدا تو کہیں آئینے کے اندر
پھر آئینہ و زنگ میں ہو سدِّ سکندر

سکہ ۴

روشن ہے رخِ پاک سے اللہ کی قدرت
یہ پاک ان مصحف ہے سنوا کی حقیقت
سورہ کہیں خط کا تو کہیں خال کی آیت
ہے رخ کی کتابی سے عیاں شانِ رسالت
امت پہ فرستادہ ہے یہ سبطِ نبی کا
بیشک ہے رسول اہلِ کتاب ابنِ علیؑ کا

سکہ ۵

آئینہ ہوا اس رخ کے حضور آکے حیراں
پھر دیکھے گل رخ کے وہ ہو سر بگریباں
گہہ سایۂ کاکل سے ہو سنبل پریشاں
گہہ عکسِ لبِ لعل سے ہو کانِ بدخشاں
ناوک ہیں مژہ زخم پہ زخم اسکو دیا ہے
جوہر نے دلِ آئینہ کو بخیہ کیا ہے

سکہ ۶

اللہ ری تمنائے ضیائے رخِ انور
ہے قرص جلائے وطن آئینے کے اوپر
عکسِ رخِ جاں بخش سے آتا ہے یہ باور
آئینے میں ہے نبض رواں ہر رگِ جوہر
یہ کیا ہے جو آئینہ کو رخ انکا جلا دے
چاہے تو یہ آئینہ سکندر کو جلا دے

۷۷

خورشید فلک پیش جبیں ذرہ سے کمتر
ہر ذرہ کو عکس اس کا کرے مہر کا ہمسر
عارض کے قریں ماہ دو ہفتہ ہے اک اختر
اختر کو جو نور اس کا ملے ہو مہ انور
دنداں سے تجلی ہو گہر قطرۂ تر ہو
شبنم کو جو تشبیہ دوں دنداں سے گہر ہو

۷۸

اب چین جبیں کی میں بیاں کیا کروں تحریر
نظارے سے بسمل ہوا دل دشمن بے پیر
یہ چین شکن کی کرتی ہے کار دم شمشیر
یہ فوج عدو کے لئے ہے موج گلوگیر
سمجھی ہے خرد نقش ظفر چین جبیں کو
اک چین سے یہ فتح کریں کشور چیں کو

۷۹

پیشانی پہ نور کی کیا شان کہیں ہم
صانع نے کیا بخت بلند اس کا مجسم
یہ ماہ دو ہفتہ ہے کہ ہے نیر اعظم
سجدہ کا نشان حسن میں اختر سے نہیں کم
اختر کہو اس کو کہو جرم قمر کا
خورشید سے پیدا ہے پیچیدہ یہ سحر کا

۸۰

ہے چشم جو بیمار تو پلکوں سے ہے پیدا
یہ نبض پہ بیمار کے ہے دست مسیحا
پہرا ہے پڑا اس مردم بیمار کا بے کیا
دنیا میں نہیں دیکھے ہیں عیب کسی کا
گردش دو طرف چشم کی پلکوں سے عیاں ہے
ہاتھوں کے سہارے پہ یہ بیمار رواں ہے

۵۸۱

اس طرح سے پھول نہ شگفتہ ہوا میرا
بیمار کی تیمار میں صحت نہیں اصلا
ہے اُن کو سلیمانی اقلیم تجملا
آنکھیں وہ سلیمان تو رخ کشور زیبا
سامان ترقی کے دو ابروؤں نے دیے ہیں
دو شاہوں پہ دو بال ہما سایہ کیے ہیں

۵۸۲

یا ہیں دو ابرو ہے عیاں بینی اطہر
دو قبلوں میں پیدا ہے حدیث پیمبر
ہے دود کوئی شمع ہے جو بینی انور
اس شمع سے روشن ہے رخ حسن سراسر
بالائے لب و زیر جبیں اس کا گزر ہے
ہے چرخ چہارم پہ قدم عرش پہ سر ہے

سحر - ہے شمع کہ آہ جگر نائب حیدر ہے

۵۸۳

ابرو کے تلے کھنچی بینی کا نظارا
گویا ہے محراب اذاں کا ہے اشارا
نون ابروے زیبا ہے تو عین ہم کو گوارا
ان حرفوں سے بس رمز اذاں کھل گیا سارا
تو بعد نبی نام پیمبر کے وصی کا
دو نوں نبی کا ہے تو ہے عین علی کا

۵۸۴

یہ سب تو عبارت ہے معانی کہیں لکھا
صانع نے جو یہ حرف کتابی کیا تیار
انگشت رکھی پھر وہ پر نور پہ اک بار
دریافت کرے تا کہ صفائی کے وہ آثار
وہ مس میں ہے لذت کہ بتائی نہیں جاتی
صانع سے اب انگشت اٹھائی نہیں جاتی

۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۹

ہے گوہرِ دنداں کا تو خشکی میں شہرا
موتی ہیں یہ اُسکے کہ جو ہے نور کا دریا
ہے جوش پہ آبِ دُرِ دندانِ مُصفّا
پر عکس اُدھر سے ہے اِدھر صاف ہویدا
دُرجِ دہنِ تنگ تو غائب ہے نظر سے
پر گن لئے بتیس مگر سب نے اِدھر سے

۹۰

اب چاہِ زنخداں کا سنو تازہ بیان وہ
یوسف کی طرح خضر کو یاں گر گئی ہے چاہ
حاشا جو کہوں چشمۂ حیوان اسے واللہ
یہ چشمہ ہے وہ قطرہ ہے یہ بحر ہے وہ چاہ
ہے کوثر و تسنیم میں جوش اس کی ولا کا
ہر دم چمنِ خلد میں ہے شور ثنا کا

۹۱

سینے کو کہوں سطحِ آبِ دُرِ غلطاں
ہے نور سے لبریز یہ سرچشمۂ ایماں
رشتے ہیں قبا کے کہ عیاں موجِ عرفاں
ظاہر ہے کہ سب رازِ خفی اسمیں ہیں پنہاں
اسکو نہ کسی بندۂ آگاہ سے پوچھو
یہ غیب کے اسرار ہیں اللہ سے پوچھو

۹۲

نازک شکمِ صاف پہ یوں ناف تاباں
آئینہ پہ گویا کہ ہے ساکن دُرِ غلطاں
یا زیبِ کفِ دستِ ملک قطرۂ نیساں
یا غنچۂ جنت ہے طبق میں لئے رضواں
رنگ اسکا نرالا ہے کہ صنعت ہے خدا کی
بندہ ہی ہو کیا وصف یہ قدرت ہے خدا کی

۹۳

انگشتِ اشارت جو ہوئی تیغ کی پیکرا
زنہار کہ کاٹا نہ گیا مجھ سے معمّا
ہار رشتۂ گلدستۂ گلزارِ تمنّا
یا مصحفِ ایمان کا ہے شیرازۂ اجزا
تعریفِ کمر دیکھیے ہو ختم گماں پر
تحریر میں بال آتا ہے خامہ کی زباں پر

۹۴

قد کو نہ کہوں سروِ گلستاں کے برابر
یہ مصرعِ بے مثل ہے دیواں کے برابر
عمرِ خضر و اوجِ سلیماں کے برابر
یہ ایک الف ہے ہمیں قرآں کے برابر
ثابت قدمی سے یہ زمیں پر برکت ہے
قرآں میں جس جا ہے الف بے حرکت ہے

۹۵

دیکھو سرِ اعدا پہ فراخود کا عالم
یہ سایۂ افضالِ الٰہی ہے مجسّم
تن حسن کا شعلہ ہے زرہ اُس سے ہی باہم
ہے ڈھال کہ یہ دود زرہ اُٹھتا ہے کم کم
پہنے جو زرہ تو زمیں کب نام و نشاں کا
ہے کاغذِ ابری پہ رقم سورۂ دُخاں کا

۹۶

ہر سال کی کعبہ کا ہے یہ قول سپہ پر
یہ تو حجرالاسودِ کعبہ ہے معنبر
یہ پھول نہیں داغِ غمِ اعدا ہیں یکسر
داغِ نبی و فاطمہ و حیدر و شبّر
دل وصفِ سپر میں ہے مرا عرش کے اوپر
اللہ کا ہے ابرِ کرم دوش کے اوپر

۹۷

گر خطِ شعاعی کی طرح لاغر و نالاں ہو
یہ زرد سی تجلی کا نہ اک شعلہ بیاں ہو
جس انجمن رزم میں یہ شمعِ سناں ہو
پروانہ پر سوختہ ہر طائرِ جاں ہو
ذکرِ صفتِ تیر و کماں وردِ فلک ہے
ناوک ہے شہاب اور کماں اس کی فلک ہے

۹۸

محراب عبادت ہے کماں آپ کی گویا
کرتی ہے جہاں قوس قزح شوق کا سجدہ
بندہ ہے بنا چلّہ اسی سے تو ہمیشہ
خالی مگر اس سے جو ہوا گوشۂ دنیا
محراب حرم پشت بہ دیوار ہے غم سے
ابرو کی کمانیں ہیں پہ دوشِ الم سے

۹۹

تلوار وہ ہے اس سے جو تشبیہ کا دریا ہے
تن دم میں کرے کام اگر تن سے ہو جائے
طوفاں اٹھ جائے جو ساحل پہ جما ہے
دریا کے سوا خاک زمیں پھر نہ کوئی پائے
دم میں نہیں پہنچ سکے نہیں بحر نظر دیر
پھیلا ہے جو اک وار جبابوں کے کم و بیش

سنحہ گرداب کو شمشیرِ اجل طوقِ گلو ہو
پیدا ابھی نہ پھر فرنِ حباب لبِ جو ہو

۱۰۰

کیا وصف ہو وزن کا مرے شاہ نہیں مضموں
اک شان ہے ہالہ ہے یہ عقاب ہے یہ کالا گوں
ہے سایہ قلم و تیغ ہے مثالِ دلِ مجنوں
نیلاں کی ضیا ابروئے لیلیٰ سے ہے افزوں
ہر حرف کی جو قسمت ہوئی منظور قضا کو
نہ جو وہ تو سرِ حرف سے اک جوہرِ دل ہو

١٠١

ہے نقشِ جہت اس توسنِ چالاک پہ ششدر
مشغول کہیں چرخ کو گر پڑنے کا ہے ڈر
مثلِ نفسِ سینہ یہ دنیا میں ہے مضطر
اک پاؤں جو باہر ہے تو اک پاؤں ہے اندر
وہ دوڑ ہو تو بھلا نقشِ سمِ نعل کہیں ہے
دنیا میں جگہ پاؤں کے رکھنے کی نہیں ہے

١٠٢

یہ جست اجل سست وہ پیرا دمِ جولاں ہے
گردوں صفتِ گرد اِسی پیچھے دواں ہے
محتاج بیاں کی نہیں جو بات عیاں ہے
دیکھو شرر و برق کی صورت یہ کہاں ہے
سرعت یہ ہے گر آئینہ خانہ میں رواں ہو
ہرگز نہ کسی آئینہ میں عکس عیاں ہو

١٠٣

غصے سے جو سرخ آنکھ ہوئی اس کی دمِ جولاں
آشوب سے ہو دور فلک دست و گریباں
گر تنگ صدا صور کی دوڑے سرِ میداں
اٹھتے ہی قدم فتنۂ محشر ہو گریزاں
کاوے سے تحیر ہو نہ کیوں چرخ بریں کو
یہ نعل فلک چرخ میں لاتا ہے زمیں کو

١٠٤

کیوں ہو نہ تصویر جو اول نظر آئی
پڑھتا ہے رجز نظم میں اب حق کا فدائی
یارو سنو پیمبر کے نواسے کا ہوں بھائی
گر یا چھپایاں ہوئی بچوں سے جدائی
اب یہ تو کہو مجھ کو تو بے جان کرو گے
شبیر کو بھی کیا یونہی مہمان کرو گے

١٠٥

وہ پوچھے کہاں اُن کی ضیافت کا ہو ساماں
جبتک کہ کئی لاکھ نہ ہوں خنجر براں
مسلم نے کہا دل میں کہ ہے ظلم کا طوفاں
شبیر تری جاں کا ہے اللہ نگہباں
حملہ کیا بیدینوں نے اُس فخر ملک پر
جنبش میں زمیں آ گئی گرد فلک پر

١٠٦

جب گرد جو معلوم ہوا اک ابر گرداں
ابرو دم شمشیر سے مسلم نے کہا ہاں
اس طرح وہ برسا کہ اُٹھا خون کا طوفاں
مطلع بھی ہوا صاف ہوئی گرد بھی پنہاں
پھولی تھی شفق چار طرف خون عدو سے
داماں ہوا سرخ تھا تیغ کے لہو سے

١٠٧

اک حملے میں ادھر چل دیئے تو اک بار
دیوار پہ دیوار صفت چڑھ گئے کفار
ہمت جو ہوئی پست گئے بام پہ اشرار
آتش بھی کہیں جمع کہیں سنگ کے انبار
لرزاں صفت بید نمودار جواں تھے
دیوار و نہ انبوہ تھا جنبش میں مکاں تھے

١٠٨

جو سامنے آ گئے عدو طیش میں آ کے
مسلم پہ کبھی پھینکتے تھے سنگ اُٹھا کے
یاں وہ سپہ میں لڑتے تھے با شیر خدا کے
دیوار ہلا دیتے تھے گھوڑے کو بڑھا کے
جا پڑتا تھا جب ہاتھ کمر بند عدو پر
دستے سے اُسے پھینکتے تھے بام کے اوپر

۱۰۹

یاں سے تو سرِ بام بہت جاتا تھا تب
پر گرتے تھے تا سر آ کے وہاں سیکڑوں اعدا
کر دم تہ و بالا ہوا اک حشر بپا
دیوار نشینوں پہ جو فرماتے تھے حملہ
دیوار سرک جاتی تھی کفار سے پہلے
گرتی تھیں صفیں خاک پہ دیوار سے پہلے

۱۱۰

یلغار سے دم تیغ کی تھی چار طرف گشت
آبادی کو دم بھر میں کیا ویران صفت دشت
کیا بام سے رسوائی اعدا کا گزر دشت
دیوار گرے تیغ سے سر تن سے کئی پشت
ناری ابھی نہ تھا حرم جنگ سے تھے دور
تھے دور شرر سے تو شرر نار سے تھے دور

۱۱۱

اعجازِ علی اپنی شمشیر نے دکھایا
دامن کو کہیں شعلۂ آتش نے نہ پایا
کاکل کی طرح سے جو دھواں گرد سر آیا
ہر اک کی قامت نے اُسے سرو بنایا
سب تارِ شرر حافظِ ملبوسِ بقا تھے
آتا تھا شفق رنگ پہ خورشید لقا تھے

۱۱۲

پچھالے تنِ نازک پہ نظر آتے تھے صد جا
روشن فلکِ نور پہ تھا عقدِ ثریا
یا رختِ حباب آپ کے ہر عضو نے پہنا
تھے صاف مگر قلزمِ رحمت کے ہویدا
رشتے سے تھے نفس ہر رگِ تن پیشِ نظر تھی
اعضا کے لئے شکر کو تسبیح گہر تھی

۱۱۳

ان آئینوں میں گرم عنانی کا یہ تھا حال
دشمن کو رکابوں کی طرح کرتی تھی پامال
چار آئینوں میں سر سے سوا پڑتے تھے بھال
خورشید تھا ذرہ آپکا غصے سے تھا منھ لال
کیسے نہ کرن سامنے گئے جو پڑے تھے
ذرے تنِ خورشید کے بھی بال کھڑے تھے

۱۱۴

نیزہ کہیں مرکز پہ جو ہوا کاٹ جگر کا
پھر پیچ کمر سے بھی کھلا نیم کمر کا
اعدا کی کماں سے الف تیر بھی سرکا
سر پر نہ دم جنگ ہوا میں سپر کا
حیران تھی زرہ دبدبۂ تیغ سے رن میں
قبضہ نے رکھی تیغ سے انگشت دہن میں

۱۱۵

دریا پہ چڑھا تھا لہو ن کے خون کا اک بار
ریتی میں ہوئی تڑپا بجلی اُس میں کئی بار
ملاحِ اجل تیغ کی کشتی سے لیے تار
جنبش میں تھی اس پار یہ کشتی کبھی اُس پار
پل بن گئے اُس کے کہ غضب تیر گزر جائیں
اسواروں کے تن تیغ کی کشتی پہ اتر جائیں

۱۱۶

تھا یہ جو حرب کم کہ فرو ہوا دل تنگ
دن آ اُس نے ادھر اور ادھر روانی پہ جنگ
پھرتی وہی آتش وہی بیداد وہی جنگ
مسلم کا کفن خون سے مائل ہوا گلرنگ
جب زخم سناں کھاتے تھے جوش میں تھے مسلم
[illegible] کے سامنے [illegible] تھے مسلم

۱۱۷

ناگہ لب و دنداں پہ لگا سنگ جفاکار
منھ گھونٹ سے ہونٹوں کے لہو ڈالا کئی بار
پر دو بدو یہ تھا کہ نہ پاس آتے تھے کفار
آخر کو دغا کی یہ پکارے وہ ستمگار
پھر اس نے ذرا پوچھ تو بھائی کی خبر کو
وہ ناقہ سوار آتا ہے یثرب سے ادھر کو

۱۱۸

مدت سے سنا تھا جو یہ احوال ستم والا
یہ سنتے ہی بے ساختہ تلوار کو روکا
پر منھ کے پھراتے ہی اجل نے کیا مجرا
برچھی تو کلیجے میں تھی برچھی میں کلیجہ
منھ سوئے نجف کرکے کہا اپنے چچا سے
مظلوم بھتیجے کو تری یاد دعا سے

۱۱۹

یہ کہتے ہی غش ہو گئے گھوڑے سے گرے آہ
مظلوم کو ظالم در حاکم پہ اٹھا لائے
مسلم پہ وہاں پیاس کا عالم ہوا وائے
دروازے پہ پانی کے ظروف اُن کو نظر آئے
دربانوں کو دکھلا کے زباں بولا وہ پیاسا
مہماں ہوں اور پیاسا ہوں پانی دو ذرا سا

۱۲۰

کہتے ہیں کہ کہنے لگا اک ظالم گمراہ
کیا سرد و خنک پانی ہے خوش ذائقہ واہ
پر تو کبھی اس پانی کے قابل نہیں واللہ
ساغر لئے طوعہ وہاں وارد ہوئی ناگاہ
روتی تھی کہ تم بھوکے ہو کل رات سے آقا
لو پانی پیو خادمہ کے ہاتھ سے آقا

۱۲۱

پھر طوعہ نے ہونٹوں سے لگایا وہ پیالا
پینے جو لگے منہ سے لہو پانی میں ڈالا
دندان بھی گرے جام بنا خون کا تھالا
رو رو کے پکارے ملکِ عالمِ بالا
اب ساقیِ کوثر تمہیں سیراب کریں گے
پیاسے مرو پھر بھی پیاسے ہی مریں گے

۱۲۲

القصہ کہ حاکم نے حضور اپنے بلایا
اور وہ کلمۂ سخت ستمگر نے سُنایا
جس نے طلبِ احمدِ مرسل کو ہلایا
مسلم نے ملا ہاتھوں کو رونا بہت آیا
حاکم نے کہا تم میں بھی ہاتھ سے گا
اب خنجرِ بیداد مرا تجھ پہ چلے گا

۱۲۳

فرمایا کہ حاجت جو ہے سو ہے کچھ اپنی
رخصت دی عمر کو کہ وصی ہووے وہ میرا
منگوا دوات و قلم اس وقت تو منگوا
کچھ مجھکو مدینہ کے تئیں خط ہے لکھنا
تحریر فقط حال کی منظور ہے مجھکو
بھجوانے نہ بھجوانے کا مقدور ہے تجھکو

۱۲۴

حاکم کا جو فرمان عمر سعد نے پایا
تب پیک وہ قرطاس و دوات و قلم آیا
مسلم نے بسوزِ خوں کا کاغذ پہ لگایا
اور بہر رقم ہاتھ میں خامہ کو اٹھایا
لکھا شہِ والا کو کہ کیا حال رقم ہو
اغلب ہے کہ خط لکھنے میں سر تن سے قلم ہو

۱۲۰۹

ذبح کی نوبت جو آئی تو بنی قتل کمالاں
[illegible] ابرو بن پہ زباں
[illegible] کہ اس کا [illegible] سالاں
[illegible] دل و جاں
[illegible] کے
[illegible] بیاں

۱۲۱۰

[illegible] عالم اسلام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۱۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۱۲

[illegible] شب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۹

حلقہ سے عمر کو دیا اور بولے یہ آقا
تو قوم قریشی سے ہے ہم قوم ہے میرا
بھجوانا یہ مکتوب جہاں ہوں شہ والا
اور قرض ہے مرا تیغ و زرہ بیچ کے دینا
گو تیری خیانت کا مرے دل کو یقیں ہے
پر کیا کروں بیکس ہوں مرا کوئی نہیں ہے

۱۳۰

حمران کے فرزند سے حاکم ہوا گویا
اب دیر نہ کر بام پہ مسلم کو لے جا
لٹکا کے در کوفہ میں سر کاٹ کے اسکا
اور بام سے بالائے زمیں پھینک دے لاشا
ہاں باندھ کے پھر لاش کے پاؤں میں رسن کو
تشہیر کرو مسلم آوارہ وطن کو

۱۳۱

جلاد نے تب بازوئے مسلم کو لیا تھام
ساتھ اُس کے غریبی سے چلے مسلم ناکام
ہر زینے پہ معراج شہادت تھی ہر گام
اور بام پہ جا کر ہوئے خورشید لب بام
چپ بیٹھ گئے مسلم وہاں صمصام کے نیچے
تھی خلق تماشے کو کھڑی بام کے نیچے

۱۳۲

ڈر کر کوئی کہتا تھا پناہ اے مرے اللہ
مہماں سے کوئی بھی یہ کرتا ہے سلوک آہ
سمجھے ہیں جفا عید کی سید کا لہو واہ
حاجی کا گلا کاٹتے ہیں عمر کو بدخواہ
کہتا تھا لرز کر کوئی کیا قہر ہے یا حق
اک بندۂ بیکس پہ چھری چلتی ہے ناحق

۱۳۳

تب وہیں میان میں شبیرؑ کے مسلم یہ پکارے
کعبہ میں ہو یا راہ میں صدقے ہیں تمہارے
اب کٹتا ہے سر لوگ تماشائی ہیں سارے
دیکھو مرے آقا مرے حسرت کے نظارے
اعجاز سے پردے مری آنکھوں سے اٹھا دو
یا سبط نبیؐ آخری دیدار دکھا دو

۱۳۴

کہتے ہی یہ روح روانہ ہوئی سوئے شاہ
مسلم تو لب گور تھے شبیرؑ سر راہ
جبریل نے کوفے کی زمیں سے کہا ناگاہ
ہاں حکم خدا ہے تو بلند آئی ہو واللہ
مسلم شہ مظلوم کی تصویر کو دیکھے
شبیرؑ اسے دیکھے یہ شبیرؑ کو دیکھے

۱۳۵

کوفے کی زمیں نے سر رفعت کیا پیدا
پھر ساری زمینوں پہ ہوا زلزلہ برپا
چلنے سے رکا راہ میں اسپ شہ والا
اور تھم گئے سب اشتر ذریت زہراؑ
ہاتف نے ندا دی یہ پیمبرؐ کے خلف کو
یا سبط نبیؐ دیکھئے کوفے کی طرف کو

۱۳۶

کوفے کی طرف شاہ نے منہ اپنا پھرایا
سیدانیوں نے محملوں سے پردہ اٹھایا
اللہ نے مسلم کا جمال ان کو دکھایا
بیٹھا ہوا تلوار کے نیچے نظر آیا
پیہم تھی نظاروں میں صدا ہائے اخی کی
یاں فاطمہؑ روتی تھی وہاں روح علیؑ کی

۱۳۷

جب وہ ہما پیچ حرم شمر نے لگائے
بچنے کے لئے ہاتھ رقیہ نے بڑھائے
چلائی کہ وہاں وہ بابا نظر آئے
سب کہتے تھے بابا نے وہاں شہر بسائے
نے فرش پہ نے سایۂ دیوار کے نیچے
بابا تو مرے بیٹھے ہیں تلوار کے نیچے

۱۳۸

کیا روتے ہو لوگو مرے بابا کو پکارو
بیچاری رقیہ کو پدر پہ کوئی وارو
زینب پھوپھی اس شمر سے مجھے جلد اتارو
یا حضرت عباس حمایت کو سدھارو
بھیا علی اکبر یہ بہن تیری بلا لے
لونڈی ہوں بہن تیری مرے بابا کو بچالے

۱۳۹

پھر پیٹ کے سر تھا سا حضرت کو پکاری
فریاد چچا جان دہائی ہے تمہاری
ذات آپکی ہے عقدہ کشا سب کی ہی واری
اعدا کے تلے دیکھو صغیری یہ ہماری
دیتی ہوں سکینہ کی قسم جا کے بچا لو
بابا کو مرے تیغ کے نیچے سے نکالو

۱۴۰

شبیر پکارے ترا بابا ہے بہت دور
پر خالق مختار کو اب یوں ہوا منظور
قاتل سے وہاں کٹنے لگے مسلم رنجور
حسرت مری پوری ہوئی اے ظالم مقہور
اب کاٹ لے سر کو یہی مرنے کا مزا ہے
آقا مرا اس وقت مجھے دیکھ رہا ہے

۱۳۱م

[illegible]

۱۳۲م

[illegible]

۱۳۳م

[illegible]

۱۳۴م

[illegible]

مرثیہ

جب ماہ نے نوافلِ شب کو ادا کیا
سر قبلہ رو جھکا دیا ذکرِ خدا کیا
لشکر صفِ نجوم نے بھی اقتدا کیا
سجدے میں شکرِ خالقِ ارض و سما کیا
در کھل گئے عبادتِ ربِّ غفور کے
خورشید نے وضو کیا چشمے سے نور کے

۲ مطلع

گلگونۂ شفق جو ملا حورِ صبح نے
اسپندِ مشکِ شب کو کیا نورِ صبح نے
گرمی دکھائی روشنیٔ طورِ صبح نے
ٹھنڈے چراغ کر دئے کافورِ صبح نے
لیلائے شب کے حسن کی دولت چھپا گئی
افشاں جبیں سے انجمِ رخشاں کی چھٹ گئی

۳ مطلع

پیدا ہوا سپیدۂ طلعت نشانِ صبح
معبود کا وہ ذکر وہ لطفِ اذانِ صبح
باندھا عمامہ نور کا پہنی کتانِ صبح
چرخِ چہارمی پہ گیا خطبہ خوانِ صبح
منھ سب کے سوئے قبلۂ امید ہو گئے
سرگرم سجدہ عیسیٰ و خورشید ہو گئے

۴ مطلع

آیا عروج پر جو گیتی ستانِ مہر
لی روز نے پناہ بزیرِ نشانِ مہر
پرچم کشا ہوا علمِ زرفشانِ مہر
ظاہر ہوئی زمانے پہ تاب و توانِ مہر
ہر ذرہ کرن کا دیدۂ گردوں میں ڈال کے
مغرب میں پھینکی رات کی پتلی نکال کے

۵۵

جلا دیا جو رخ نے زبس آفاق فق کیا
بدلا جہاں کا رنگ جو خونِ شفق کیا
اس دور نے قمر کو الٹ کر ورق کیا
سورج کو جب عروج ملا گرم حق کیا
خورشید صبح کا گلِ دستار ہو گیا
پردہ افق کا غیرتِ گلزار ہو گیا

نسخہ عالم فروغ مہر سے گلزار ہو گیا

۵۶ مطلع

مغرب میں جب کہ غرق جہازِ قمر ہوا
سلطانِ شرق راکبِ کشتی زر ہوا
پانی کا قطرہ بہرِ شہ بحر و بر ہوا
برباد فرعون کا آباد گھر ہوا
دریا دلی نے بادشہِ نیک ذات کی
بخشی گناہ گاروں کو کشتی نجات کی

۵۷ مطلع

یونس دہانِ ماہیِ شب میں نہاں ہوا
کنعانِ بامداد سے یوسف عیاں ہوا
لیلائے شب کے حسن کا گلشن خزاں ہوا
عالم تپِ فراق سے گرمِ فغاں ہوا
مجنوں کے رنگِ رخ کی طرح زرد تھی
تھی صبح یا زمانے کی اک آہ سرد تھی

۵۸

بڑھ کر نقیبِ نور پکارا سحر سحر
تھی آسماں سے بارشِ رحمت شجر شجر
لوٹا سحر نے معدنِ شبنم گہر گہر
ذروں میں نور بھر دیا آخر قمر
پرچم جو اڑ گیا رخِ آفتاب کا
پردہ کھلا فانوسِ صبح نقاب کا

۴۹

کانوں میں جو گونجا ہوا تھا ملکِ جناں
سرسبز باغِ دہر ہوا پائمالِ خزاں
تھے وقتِ صبح تیرہ و تاریک بوستاں
سبزہ تھا یا زمیں کی آہوں کا تھا دھواں
شبنم تباہ ہو گئی غم میں جناب کے
خاک ہوا سے بھر گئے ساغر گلاب کے

۵۰

مغرب میں قتل تھا کہ گلشن انجم ہی پائمال
مشرق میں جلوۂ گلِ خورشید پُرملال
رنگ اپنا تھی جمائے ہوئے شانِ ذوالجلال
تختِ زمردی پہ وہ سبز شفق کی لال
پرتو فگن تھا چہرۂ سرخِ آفتاب کا
صحنِ افق بنا ہوا تختہ گلاب کا

بدلہ تختِ زمردی پہ شفق کا فرشِ لال

۵۱

تارے مقامِ سیر سے جاتے نظر پڑے
منہ پردۂ فلک میں چھپاتے نظر پڑے
طائر ہوا سے خاک پہ آتے نظر پڑے
ہشیار شب کی نیند کے ماتے نظر پڑے
نورِ سحر جو پھیل گیا آبشار میں
اُٹھے شیر کھل گئیں آنکھیں کچھار میں

۵۲

کہسار اوج پر تھے قدرت سے دنگ تھے
بیٹھے ہوئے بساطِ عبادت پہ سنگ تھے
وارفتہ یادِ حق میں غزال و پلنگ تھے
کیا کیا شعاعِ مہر میں صنعت کے رنگ تھے
کوئی حبابِ سرخ تو کوئی ہرا ہوا
پھولوں سے تھا فرات کا دامن بھرا ہوا

سلام

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سلام

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سلام

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سلام

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۷

متقاضی نمازیوں کے لئے خوفِ ذوالجلال
شکوہ حرام فاقہ میں شکرِ خدا حلال
کوثر صلے میں تا بہ ابد پیاس تا زوال
قبض الوصول حورِ جناں کا خطِ وصال
بچوں کا عرق بسملِ راہِ جہاد کیا
ایک ایک نوجواں کا لقب نامراد کیا

۱۸

وہ نور وہ سپیدہ وہ صبح اجل نما
وہ نعرۂ اذان و اقامت وہ مقتدا
بری میں اتقیا تھے ترائی میں اشقیا
فکرِ وضو میں قبلۂ دین ذی کبریا
پانی کے لانے سے جو تھا معذور آفتاب
حاضر تھا آفتابہ لئے دور آفتاب

۱۹

آئی صدا یہ حضرت سے لبیک یا امام
لے آؤں بھر کے مشکوں میں آبِ بقا تمام
کوثر پکارا زیرِ قدم میں کروں مقام
باران نے دی ندا کہ برسنے لگے غلام
شہ بولے اپنے خون سے وضو اب کریں گے ہم
پانی کا ذکر جانے دو پیاسے مریں گے ہم

۲۰

لکھا ہے باوضو تھے امامِ ملک خصال
جاگے تھے رات بھر پئے طاعاتِ ذوالجلال
پڑھ کر گئے فریضۂ صبحِ شبِ قتال
تجدید کا وضو کی بدستور تھا خیال
دھویا وضو سے ہاتھوں کو اور شکرِ رب کیا
پہنا کفن جہاد کا زیور طلب کیا

۹۲۱

باہم سلانے حرم و دیر بھی ہیں
پڑھتی سلام اللہ کے گرد اذان گرجا کی اذاں
سنتی ہے آہ و ادا سنتی ہیں کیا یہ دو دل ہیں
آواز آرہی ہے کہ ترانہ یار ہے
سبحان پری ان کا جہاں ان مسن بین نہ ہیں
یہ دین تن ہے کہ جمنے پر ان کی دنیا ہے

۹۲۲

کاشی میں ہم دیکھا ری وادی جیت کی اک پیلا
بجیا دریا میں مری ہاں ان کی ہے صدا
آتی سلانے اور ساحل میں آواز دل نشاں
کس طرح ان بنگلہ کہ دی با جا رہا ہے کیا
سیاہ دیکھی ہے کیتی ہیں یہ ہے کہ وہ نہ تبدیلی
دل آئی ہے ذوق والفقار جہاں با تو ہی

۹۲۳

پائی صبح دم علان میں ہے یہ نئی اک بہار
پھیلا ہوا نیا پن ہے ہر سو پھیلے گلزار
دل میں کیا ہے کہ پوچھے آرزو ہیں افکار
دو ان میں بھی امرا ہے آیا اور کار
جان ہوا اور نے نیا نئی پیاری
حضرت بولا ہوا ہیں کیا کہ اب نئی دیا نئی

۹۲۴

فریاد و التفات سے پائے سیا پاؤں
نیرا اور ان پر چڑھا ہے اور کس کی پیاری
پیارو دیکھا کہ تیغ سے ابھی تیغ کی تیری
دو دل آہ و زری سے با را دی
پہاں تمام ہے میں ہمارے ہمیں
اب نہیں اگر نئی کسی پر ہوا ہے

۴۲۵

زینت کا سینہ چھید کیا کیا جی سنا آ گیا
اکثر بلا کی ستم کو دل اور نقش آ گیا
سمے ہی پیچ و ستم سے لادی اڑا اور چھپا آ گیا
بہتی رہی تو ادھر سے یہی میں اور سما آ گیا
اب ہم بھی تو اور آئینہ کی دیکھنے کو دی
بیٹھے ہیں سر کا ان دنوں کا پتا ہی

۴۲۶

باقی رہا وہ آج بھی کی آرزو ہی آگ تو ہی
سر پر بلا کی ایسا رہا دل کر دیا ستم تو ہی
آنکھ کی دیکھیں آئی بھی تو ہی اس قدر نہ ہو ستم تو ہی
پیار کو سینے کے پیچ میں اپنا رنگ ہے بیاں تو
بولیں نہ بات سر سے جانان تیرا ساتھ ہو
والا ہم بھی ستم میں ہیں ان دنوں کی آرزو

۴۲۷

ستم سے کیا وفا کو بے گانہ ہم ہیں نہیں
بیٹھے کاں اس لئے اس نے ہم عالم میں نہیں
ڈر جی سے جو صفو دل کی بیاں سے پیتے نہیں نہیں
پیچ ان کا پیچ ان ادھر ہم آہ نہیں نہیں
ہم دیکھ لے سا ہے یہ سینہ تیری تن سے پیتا ہے
پیٹ سینے کا ہاں ادھر تم کو دیا ہے

۴۲۸

جا پہنچے سر کی منزل پر کیا شاہ نے یہ عطا
لیتے ہیں آپ جو اس ستم سے وہ ادا
اسے نہیں جی کی سب سے ہمہ مرا مصطفیٰ
یاں مرا اور صبا کے ساتھ ہیں اس میں ہوا اچھا
ہر ایک ہم نا دان سے تو جو ستم ساتھ دل کی
یہ سب عالم کا سبھی ہم سی کی آرزو ان کی

۵۲۹

تکلیف ہر اک اُمّ کی ہے اسمیں حسبِ حال
حیدرؑ کو حکم خانہ نشینی تھا تیس سال
بھائی کو بھی صلح تھا فرمانِ ذوالجلال
کارِ حسینؑ پائے گا خنجر سے انفصال
وہ بولا میرے واسطے کیا ہے امام ہے
فرمایا نانا زیاں نہیں اور قیدِ شام ہے

۵۳۰

یہ کہتے تھے کہ جانب پہلو پڑی نظر
دیکھا سکینہؑ روتی ہے سینے پہ رکھ کے سر
اور ہاتھوں پر لپٹا ہے دامن کو کھینچ کر
فرمایا چھوڑ دو کہ مسافر ہے یہ پدر
بی بی کے دادا جان کے گھر ہم بھی جاتے ہیں
جاتے ہیں اور تمہیں بھی وہیں ہم بلاتے ہیں

۵۳۱

یہ سنتے ہی سکینہؑ ہوئی ششدر و حزیں
حضرت سے روٹھ کر یہ پکاری وہ مہ جبیں
تسکین کیا ہو ساتھ تو لے چلتے بابا نہیں
فردوس میں بلائیں گے بیٹی کو شاہِ دیں
بابا حسینؑ تم ہمیں بہلا کے جاتے ہو
مضطر کبھی تو آج تلک یاں نہ آتے ہیں

۵۳۲

وعدہ قسم کے ساتھ اگر ہو تو مانیں ہم
اُمت ہے تم کو پیاری اُسی کی تمہیں قسم
کیوں کلمہ گو یہود و نیکو یہ کلمہ کیا ہے کم
اُمت ہی نے حسینؑ کے سر کو کیا قلم
مہماں بلا کے پانی سے ترسایا پیاسے کو
مارا کنارِ نہر نبیؐ کے نواسے کو

۵۳۳

القصہ اُس کو دیکے تسلی ہزار ہا
رخصت ہوا سکینہ سے فرزندِ مرتضیٰ
ماتم سرا تھا پھر تو خطابِ حرم سرا
مدت کا گھر بسا ہوا اک دم میں لُٹ گیا
اکبر بڑھے جناب کا رہوار لانے کو
فضّہ تھی بارگاہ کا پردہ اُٹھانے کو

۵۳۴

تشریف جانبِ درِ دولت حسینؑ لائے
فضّہ نے بارگاہ کے پردے اُدھر اُٹھائے
خدام پنج نوبتِ حشمت بجاتے آئے
باہر تو واہ واہ تھی اور گھر میں ہائے ہائے
یوں مہ بے فروغ تھا آگے جناب کے
جیسے چراغ دن کو حضورِ آفتاب کے

۵۳۵

بھولا طلوعِ صبح کے جلوے کو زرنگار
خود صبح دیکھنے لگی شبیرؑ کی بہار
رکھا جبیں پہ پنجۂ خورشید زرنگار
فضّہ کی طرح صبح نے مجرے کئے ہزار
خطِ شعاعِ صبح کے دستِ نیاز تھے
شہ کی بلائیں لینے کو ہر دم دراز تھے

۵۳۶

مجرائی بارگاہ میں آئے اِدھر اُدھر
نذرانہ ایک ہاتھ میں تیغ ایک میں سپر
یہ ماہ و ہلال تھے اور ہر طرف قمر
کہنے لگی زمیں فلک سے پکار کر
لا گوہرِ انجم تصدق کو دُرج سے
حیدرؑ کا آفتاب نکلتا ہے برج سے

۲۳۳

نہیں برأت کہ بیاں آداب و آداب
بجز الحمد یا ہم ترجمۂ عالی کی الالقاب
کہ یہ نہ جو ان کا قافیہ صدق نے ان کا الصیاب
ازین پیش یہ نیل کی ہمراہ سینہ ب
دل جہت میں پیشین کا اِس کا آنکھ گھائل
تیز نکلا ہوا ہم نظارہ ہاتھ آکر کھا

۲۳۴

ابھی اُن کی بات دیکھا ب دیوان کہ تم آیا باد
بین اُن ایمان و دیا دیوان با مرا
بستہ کر سیر اور دی نالہ نیز کا ہم تین باد
دیکھیں یہ ہاں بہ ہمارا شیخ کا دیگر آیا باد
نہ کر ہوں کے ارا بیخ ہاں کی آستین کی
یار دوہا بات کی پیاری ہوا دی آستین کی

۲۳۵

وہ گئے اردو دیں ہم طرح اُن کی تاب
بیاں بیاں یہ دو پیاسیں میں بیان آواز
اب یار دو ۔ ہو بیان سے ہم ان میں ان
اُسے بیان سے غم جن سے ہم پیار ہو
عیاں ہیں ہیں سے سے ہر جگہ ہمیں لے
یہ گھر ملتیں پیاس یار نے گئے

۲۳۶ مطلع

عدم سے ہم لوئے ہیں پیار سے ہم جاب
عیاں ہیں الا لئے کہ اب بیاں کی ایک بیاب
یا دیں ہی سجدا حمد آپ کا پیار سے لا ایک بیان
پہلے ہیاں سے آکے ہم گی یاد اُن کی ایک
جیسے دل نیند و نیاز ہم کیا ہم اپنا
عیاں ہیں تم کی اپنی دو ناخن کی نیست

۴۱

رن کو رواں سواری سلطانِ دیں ہوئی
لبیک کہہ کے پشت پہ فتح مبیں ہوئی
دوڑے جو بادپا تو ہوا شرمگیں ہوئی
پیچیدہ بورئے کی طرح سے زمیں ہوئی
تقسیم سرمہ گردِ سواری نے کر دیا
بینشِ فلک کا کحل جواہر سے بھر دیا

۴۲

کیا شان کی شکوہ سواری کہوں میں واہ
نقارہ آسمان جلاجل تھے مہر و ماہ
ساتوں نجوم حاشیہ بوس بساطِ راہ
تھے شش جہت بزیرِ علم طالبِ پناہ
اقبال جسکا عرش ہے وہ اک غلام تھا
فتح و ظفر نقیبوں کی جوڑی کا نام تھا

۴۳

جلوہ فلک فلک تھا تجلی زمیں زمیں
مجرا قدم قدم تھا تو سجدہ جبیں جبیں
جنات دور دور ملائک قریں قریں
خورشید ذرہ ذرہ تھا سایہ کہیں کہیں
باطل کو حق نے بسمل تیغ غضب کیا
ایماں نے بڑھ کے کفر سے جزیہ طلب کیا

۴۴

سب اہلِ دیں تھے شاہ پہ ہالہ کئے ہوئے
مرنے پہ دل دئے ہوئے باگیں لئے ہوئے
جام ولائے ساقیٔ کوثر پیئے ہوئے
لب ہائے شکوہ روزِ ازل سے سئے ہوئے
۷۲ کے معرکہ میں برابر کھڑے ہوئے
نو لاکھ کے حضور بہتّر کھڑے ہوئے

۴۵

اللہ رے حسن یوسفِ بازارِ حیدری
اللہ مشتری تھا تو جبریل جوہری
پھرتے تھے گرد سر کے چہ زہرہ چہ مشتری
گرتے تھے پاؤں پر چہ سلیماں چہ لشکری
قیمت کے درج حسن و وفا نے سوا کئے
بیعانہ میں خدا نے دو عالم عطا کئے

۴۶

یوں شہ نے کی درست صفِ میمنہ نخست
جس طرح دوشِ راست پہ ہیکل ہو زیبِ چست
باندھا جو میسرہ تو ہوا کوہ ادرست
پھر قلبِ فوج یادِ خدا سے کیا درست
کیا کہئے کیا یہ لشکرِ قدرت شکوہ تھا
گلشن تھا آسمان تھا دریا تھا کوہ تھا

۴۷

آقا تھے روح چار عناصر یہ جاں نثار
ایک ایک ہشت کشورِ جنت کا تاجدار
یوں شہ سے وصل اُنکی صفوں کا تھا آشکار
جس طرح ایک لفظ حسین اور حرف چار
جیسے خلاصہ چار ملک ذوالجلال کے
ویسے یہ چار غول شہِ خوش خصال کے

۴۸

وہ تن پہ زیب اسلحہ وہ صف کشی کی شان
وہ حیدری جوان وہ پیغمبری نشان
وہ سامنے فرات وہ سوکھی ہوئی زبان
وہ حق کے میہمان قضا اُنکی میہمان
شہ کے محب حبیبِ رسولِ زمن کے تھے
بلبل تھے اس چمن کے تو پھول اُس چمن کے تھے

۴۴۹

ہر زرہ وہ تیغوں سے کہ جوہر او تار ہیں
شیر خدا سے وادہ دم گیر و دار ہیں
ہر رکاب دیدۂ اسفندیار ہیں
اسکے غلام رستم و دستاں کے یار ہیں
غالب بلند و پست پہ تھے وہ جہاں ہیں
گردوں کمند میں تھا زمیں کی کمان میں

۴۵۰

کلمہ حسینؑ کی وہ محبت کا پڑھتے تھے
کیا ذہن تھا لکھا ہوا قسمت کا پڑھتے تھے
پیکاں خطبہ اُنکی فضیلت کا پڑھتے تھے
جبرئیلؑ صیغہ اُنکی اخوت کا پڑھتے تھے
وہ خاص جاں نثار شہِ خاص و عام تھے
جنّ و خواص خاص تھے ثقلین غلام تھے

علامہ روح الامین صیغۂ حرمت کا ترجمہ ہے

۴۵۱

فاتح نماز و روزہ و حج و زکات سے
عصیاں سے یوں علیحدہ دن جیسے رات سے
مرنے سے شاد جیسے کہ دولہا برات سے
دنیا سے یوں کنارے تھے جیسے فرات سے
کوثر سے یوں قریب تھے جیسے حسینؑ سے
دل آفتاب نور تھا مشرقین سے

۴۵۲

اک ایک خضر لشکر و الیاس قافلہ
شیران تیغ دست و دلیران دلدلہ
ملتا تھا شیر حق سے شجاعت کا سلسلہ
ہاشم سے بے غذا تھے یہ لب پر نہ تھا گلہ
فولاد پوش فوج خدا کیا دلیر تھے
جب زخم کھائے جینے سے کتنا سیر تھے

۵۵۳
ناگاہ مثلِ موج بڑھی فوجِ بدشعار
کالے نشان کھولے بڑھے سب سیاہ کار
اک سمت کو سناں پہ سناں تیغ بے شمار
اور اک طرف پھریرے پہ پھریرا بشکل لالہ زار
قرنا بجی پیادوں میں ڈنکا رسالہ میں
نوبت کا شور تھا صفِ فوجِ قتال میں

۵۵۴
آہنگِ جنگ پر ہوئے آہنگ جا بجا
بغدادیوں نے نغمۂ قانون کے ادا
کی رومیوں نے بانگ سے دنیا ہلا
ناساز طبعِ شامی وہ ہر ساز کی صدا
صحرا کا سینہ شور دہل سے دہل گیا
(نسخہ) میداں صدائے گرم چلا جل سنبھل گیا

نسخہ عنقا

۵۵۵
پس نظر آیا ہو جو چشمِ عمر سے دور
ایماں کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا شعور
جوڑا اشقی نے تیر سوئے شاہِ بے قصور
زوجِ بتولؑ رونے لگی باپ کے حضور
بولی نہ رحم آیا میرے نورِ عین پر
لو بابا تیر پڑنے لگے اب حسینؑ پر

۵۵۶
ہادی چلا ہدایتِ اُمّت کے واسطے
بیٹے اُٹھے خطبۂ حجّت کے واسطے
غازی چلے سپہ کی حفاظت کے واسطے
شہ بولے ہے خدا تو حمایت کے واسطے
ٹھہرو کہ آبرو میں نہ میری خلل پڑے
ایسا نہ ہو کہ خیمہ سے زینبؑ نکل پڑے

۵۵۷

یوں ظالموں سے فرق پہ ہٹ کر شہ ہدا
جس طرح دور کافروں سے رحمت خدا
بولے عمر سے حق جلالت کیا ادا
سید پہ ظلم کرنے میں کی تو نے ابتدا
ہشیار سخت حکم روز جزا کا ہے
یاں سامنا حسین کا واں خدا کا ہے

۵۵۸

وارث ہے اپنا سبط اولو العزم کا حسین
حجت ادا وہ جنگ میں کرتے تھے شہ دیں
ہے نور عین پیغمبر خدا پہ بھی فرض عین
اظہار امر دیں بہ اعدا و مشرکین
لازم ہے پند و وعظ گروہ بدذات کا
پیغام آخری ہے ہماری حیات کا

۵۵۹

چن لے سپاہ میں فصحائے عرب کو اب
ان قاریان کہنہ کو بھی کر تو منتخب
تفسیر داں حدیث شناس آئیں سب کے سب
ہاں جن کی [illegible] ہے لہجہ عرب
میں کاشف علوم ہوں خالق علیم ہے
داؤد کی زبان ہے بیان کلیم ہے

۵۶۰

ہر فرد کو عمر سے تھی قیل و قال حفظ
چہرہ رسالہ داں سے ہوا ایک ایک لفظ
نکلے لبوں سے وہ نار سے سبحان کی لحظ
بیچارے جو قاری قرآں تھے حفظ
بر میں حاملوں کو مسائل کے یاد تھے
تسکین امام کے لئے حاضر ہوئے

۶۱

ان دو گروہوں سے تو کہا اس نے پیام
سب اہل شام و کوفہ بڑھے سننے کو کلام
کی عرض یہ عمر نے کہ بسم اللہ اے امام
جنبش میں آئے لعل لب شاہ تشنہ کام
قدرت کے گل کھلے چمن کائنات میں
غنچے یہ پھول جھڑنے لگے بات بات میں

۶۲

پہلے خطاب قاریوں سے شہ نے یہ کیا
قرآں کے حفظ کرنے میں تھا جو وقت وا
پر حفظ آبروئے پیمبر نہیں ذرا
معنی کو چھوڑ کر ہوئے حرف آشنا تو کیا
مصحف سے کیا ولا شہ بدر و حنین کی
توقیر کیا ہے رتبہ شناسی حسین کی

۶۳

یٰسین میں ہے خطبۂ تعریف مصطفےٰ
ہے ہل اتیٰ میں منقبت شاہ لافتا
والفجر میں حسین کا ہے ذکر جا بجا
نازل ہے آیہ آیہ مری شان میں جدا
والشفع مرتبے میں علی و بتول ہیں
والوتر میرے نانا محمد رسول ہیں

۶۴

والفجر صبح آج کی ہے اے گروہ شام
جس صبح کی حسین نہیں دیکھنے کا شام
روشن ہے ترجمہ و لیال کا بھی تمام
وہ ہیں یہی شبیں کہ رہا جن میں تشنہ کام
ہاں نفس مطمئنہ حسین شہید ہے
منظور راضیہ ہے گو کہ بلائے شدید ہے

۵۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۴۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۶۹

میں شہسوار دوش صبا ہیں و نیز ہوں
مسند نشین تخت سحاب اثیر ہوں
مسکین ہوں قائم کہ نہیں ہوں فقیر ہوں
سچ پوچھو تو پر تو ہوں شاہ و امیر ہوں
کیوں نہ ہو کوئی بھی یہ جہاں سمجھتا ہے
دیکھو تم آج تیرا قائم گذرتا ہے

۷۷۰

نہ جا اگر کہوں تو نہ مانو گا نہیں
یہاں پیو دنوں کا بھی پیا سا رہا نہیں
ہو آدمی کو جس میں خوف خدا نہیں
مجھ کو ذرا سا خوف ہے کہتے ہیں تم کو حیا نہیں
آپ ظالم ہیں سب سے نیز غنی کہتے ہیں
یادوں آج تیرے قائم سے مرتے ہیں

۷۷۱

ہاتھ جاتی ہے بہت سے خطا بھی بار آؤ
نہ کر دو ضد لے مجھ سے بات اٹھاؤ
بالفرض مجھ سے بغض ہے پھول پہ رحم کھاؤ
بچی خدا سے کیوں دوا مجھ پہ آؤ
جھوٹے ہیں جو ہیں کہ معصوم عشق ہو آہ
قائم ہی قائم آہ عاشق ہی عاشق ہو آہ

۷۷۲

ہوتی ہے جس کا پیر وہ باغ عطا ہوئی ہیں
کہتی ہے جس کا نظرہ وہ بحر سخا ہوئی ہیں
کہتی ہے جس کا ہم وہ پیر نما ہوئی ہیں
بانی ہے جس کا کعبہ وہ بیت خدا ہوئی ہیں
جس کا لقب دوا ہے ہیں وہ دوا ہی ہیں
جس کا اثر شفا ہے ہیں وہ شفا کی ہیں

۷۳

بابا امام رسول کا قائم مقام ہے
نانا امام رسول علیہ السلام ہے
کلمہ میں اور اذاں میں مرے جد کا نام ہے
نام نبی کے بعد علی لا کلام ہے
ماں وہ کہ جس پہ زہد و ورع کا ہے خاتمہ
ہے بعد ہر نماز کے تسبیح فاطمہ

۷۴

وہ وہ تمام شرف جتاتے ہو تم کہ ہم
ایماں کا آفتاب چھپاتے ہو تم کہ ہم
کعبہ کو روز جبہ گراتے ہو تم کہ ہم
زہرا کو صبح عید رلاتے ہو تم کہ ہم
عاجز نہ جانیو ہیں قوی بازو دلیر ہوں
جو کبریا کا شیر ہے میں اس کا شیر ہوں

۷۵

گر حکم دے زمین کو ابن ابو تراب
تاروں کی طرح ٹوٹ نکل جائے آفتاب
چاہوں تو تیر سے نیزے پہ آجائے آفتاب
ہوں سب کے سب بہ آتش خورشید سے کباب
چشم کرم حسین جو امت سے پھیر لے
یہ نہر علقمہ ابھی سب کو گھیر لے

۷۶

ہر لفظ کے امام نے معنی دکھا دیے
دریا سے علم خشک زباں سے بہا دیے
نام اپنے نعروں سے فصحا کے مٹا دیے
سر قاریوں کے شرم و حیا سے جھکا دیے
پھر یک زباں یہ کہنے لگے سب پکار کر
حاکم کو نذر دیں گے یہی سر اتار کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۸۱

آواز دی غلام کو آ جھک کو تھام لے
مشکل کا وقت ہے تہ مرداں کا نام لے
دریا پہ چل سمند کی میرے لگام لے
اللہ ان لعینوں سے جلد انتقام لے
دروا جدا مسیحؑ سے یہ دردمند ہے
کیا جانے باپ تو یہ کھلا ہے کہ بند ہے

۵۸۲

فی الفور لے کے نام شہنشاہ ذوالفقار
رہوار پر غلام نے حُرؑ کو کیا سوار
دریا پہ غش تو یہ کو آیا وہ نامدار
آئی یہ گوش دل میں صدا ہو کے ہوشیار
دریا میں غسل کیجو پانی نہ پیجیو
اور پیجیو تو خواہش کوثر نہ کیجیو

۵۸۳

حرؑ نے کہا خدا کی طرف سے ہے یہ ندا
پھر باد پا کے منھ سے لگام اس نے کی جدا
پانی لگا پلانے تو گھوڑے نے دی صدا
آقا نہیں نہیں نہ پیا وا محمداؐ
پیاسا جناب صاحب دلدل کا لال ہے
پانی بھلا حرام ہے اب یا حلال ہے

۵۸۴

شاباش کہہ کے گھوڑے کو اترا وہ نامدار
کھولے سلاح اتاری قبا تن سے ایکبار
دریائے معرفت ہوا دریا سے ہمکنار
غوطہ لگا کے ہو گیا بحر گنہ سے پار
نکلا تو غرق دوستیٔ پنجتنؑ میں تھا
حرفِ گنہ نہ پھر کسی جز و بدن میں تھا

۷۵م

[illegible] زیب تن
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۶م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۷م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۸م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع جب مشرکوں سے حر مسلماں جدا ہوا

۵۸۹

غل تھا کہ مشرکوں سے مسلماں جدا ہوا
ظلمت سے نور کفر سے ایماں جدا ہوا
نصرانیوں سے عیسیٰ دوراں جدا ہوا
بادل سے آفتاب درخشاں جدا ہوا
گرتا ہوا علیؑ کی مدد سے سنبھل گیا
عقرب سے چاند چاہ سے یوسفؑ نکل گیا

نسخہ: جنت کو کس طریقے سے حُر پر محال گیا

۵۹۰

دریا کی طرح موج پہ تھی فوجِ اہلِ نار
اُس میں مگر نہنگ تھی ہر تیغِ آبدار
حُرؑ حبِ اہلبیت کی کشتی پہ تھا سوار
جن کا کہ ناخدا تھا حیدر وہ بزرگوار
کوسوں کنارے ظلم کے گرداب رہ گئے
غل تھا وہ رُودِ نیل سے موسیٰؑ گزر گئے

نسخہ - [illegible]

۵۹۱

تیغوں کے شعلے لپکے بڑھے گرد پر بہم
کی حُرؑ کے گرد آتشِ نمرود شعلہ در
پہنچا نہ ہاتھ شعلے کا تا گردن و کمر
ہنگام جست مرکبِ حُرؑ بن گیا شرر
مژدہ دیا سروش نے یہ جبرئیلؑ کو
پھر آگ سے علیؑ نے نکالا خلیلؑ کو

۵۹۲

ڈھالوں کا ابر بڑھتے ہی راہوار کے گھٹا
پانی ہو جیسے جلوۂ خورشید سے گھٹا
پھر وہ کمان گرد کا اس چاند سے پھٹا
پڑی نگہ جو حُرؑ کی تو کوسوں فلک ہٹا
دو لاکھ بجلیاں تھیں اور اک یہ ہلال تھا
دل باوفا کا فضلِ خدا سے نہال تھا

۳۲۳

پوچھا کہ بزدلی فرضِ جب وہ ہو وفا
پوچھا یہ کہ حسینؑ کے آگے کس میں جا بجا
بتلائے اب امامؑ کے اصحاب باوفا
ان کے سوا نہیں ہیں جنہیں [illegible] نصیب
آیا ہے جو وہ قرآن کا ادا [illegible] الٰہی کے
لایا ہے کہ بلا [illegible] وہ ہستی الٰہی کے

۳۲۴

زینب نے کہا کہ ان میں یہ جو مری جان آگئی
پیاسا پیاسا بیٹے کا [illegible] آئے کوثر جان
دیکھا کیا [illegible] اکبر [illegible] آنکھ کیا بیاں
جان جن سے حسینؑ [illegible] آنکھ کیا یہاں
کس روز [illegible] جنت [illegible]
یہ [illegible] شہنشاہ [illegible]

۳۲۵

یا حر نے کہا [illegible] نے اور آہ
پوچھا کہ گھر [illegible] آہ
اب تو [illegible] آ گیا
اب کیا [illegible] بیاں
ریت [illegible]
لگا [illegible]

۳۲۶

دی تھی جو بچپن میں الفتِ شبیرؑ آ گیا
آخر وہ ادا کی کہ گردن سے کیا جو ہے کیا
تقصیر وار ہوں میں دنیا حسینؑ کا
حاضر ہیں یکبیک [illegible]
بچے ہیں وہ غلام امامؑ کے ہم ہیں
زوار آتا ہے جو [illegible] جنت ہیں

۹۹۷

تو ہو منفعل ہوں مجھ کو گنہ کا نہ طعنہ دو
ٹھوکر سے گر دو تو عذر نہیں اس غلام کو
جتنا گناہگار ہوں پر اُن سے پوچھ لو
مالک تو نیک و بد کے ہیں سلطان نیک خو
آقا کے پاؤں پڑ کے خطا بخشوانے دو
میں اپنا خون کرتا ہوں اچھا نہ جانے دو

۹۹۸

کھلتا ہے کہ سلام ہی سے پرورش کا حال
منھ پھیر لیں حضور تو خوں ہے مرا حلال
پھر پاس سے پکارا کہ اے فاطمہ کے لال
زخمی ہیں کھڑا ہوں کیا ہیں شکستہ بال
بولے حسینؑ نازو کیا تم کو دھیان ہے
یہ میری جان ہے یہ مرا ایمان ہے

۹۹۹

اپنے قصور پر اُسے خود اعتراف ہے
الزام دینا میری حیا کے خلاف ہے
یہ تو ہے نیک و بد سے بھی دل اپنا صاف ہے
کیسا گناہ کیسی خطا سب معاف ہے
جانے دو یارو درگذشتہ کو جانے دو
حُر عاشقِ حسینؑ ہے آنے دو آنے دو

۱۰۰۰

یہ سنکے شہؑ کے گرد پھرے شہؑ کے خیر خواہ
لائے ہزار عز و شرف سے حضورِ شاہ
گھوڑے سے پاؤں شہؑ پہ گرا وہ با اشک و آہ
بولا کلامِ لطف نے کلمہ پڑھایا واہ
حُر کو ہوا دلی سے سر افراز کیجئے
مسلم کیا تو تب مسلمؑ بھی دیکھئے

١٠١

پہنچے جو یاں میں غم و وہ چیدہ کی پوچھا
اب شغل ہاں بند سے کے آگے یہ مرتا تھا
کہنے لگے لپٹ کے گلے سے شہِ ہدیٰ
ہاں ہاں ہے مرے رفیق تو کیا آیا کیا چلا
مہماں ابھی تو تیری مدارات چاہئے
کی عرض اُس نے قتل کی سوغات چاہئے

١٠٢

قسمت پکاری ہو گئی یہ آئی تا کہاں
لوگو! مری غریب ادی کا مہماں کہاں
دروازے پر بلائی ہے عجز و غم ہماں
عابد کو تپ ہے وہ نہیں آسکتے یہاں
اکبر کے پیار سے نہیں کم اُس کا پیار ہے
زینب بلائیں لینے کی امیدوار ہے

١٠٣

آقا کے ساتھ حُر سوئے عصمت سرا چلا
شہزادی کے سلام کو جھکتا چلا گیا
زینب بلائیں لیتی تھی اور دیتی تھی دعا
آیا جو در پہ کہنے لگی بنتِ مرتضیٰ
انجام نیک ہوتا ہے ہر نیک ذات کا
پوچھا کہ کیا سبب ہوا تیری نجات کا

١٠٤

سر سے عمامہ پھینک کے حُر نے کہا کہ آہ
کوفے سے جب چلا میں سوئے شاہِ دیں پناہ
دیکھا یہ خواب میں شبِ اول خدا گواہ
گھوڑے کا میرے نعل گرا درمیانِ راہ
بازار میں گیا ہوں پئے نعل سمند کو
اور ڈھونڈھتا ہوں چار طرف نعل بند کو

۱۰۵

یہ خواب میں تھا کوفہ کی بازار کو رواں
ناگاہ اک ضعیفہ نے آ کر کیا بیاں
مجھ کو بلا رہی ہیں حسینؑ و حسنؑ کی ماں
میں بولا تجھ کو سہو ہے زہراؑ یہاں کہاں
وہ بولی ہاتھ رکھ کے دل پاش پاش پر
سر پیٹتی ہے فاطمہؑ مسلمؑ کی لاش پر

۱۰۶

دیکھی کہ دور سے یہیں ہے بتولؑ پاک
ماتھے پہ پٹی کا لہو گیسوؤں پہ خاک
پہلو شکستہ اور گریباں کفن کا چاک
وا مسلما زباں پہ ہے اور آہ دردناک
یہ تو بھلا بھتیجا ہے جس پہ روتی ہیں
شبیرؑ جو مرتے ہیں تو عزادار ہوتی ہیں

۱۰۷

رویا میں اس بیان پہ رویا میں خوب سا
ہمراہ اُسکے ہو گیا گرتا ہوا اُٹھا
وہ اک قدم چلا تھا کہ بس دیکھتا ہوں کیا
اک سبز پردہ لاشۂ مسلمؑ پہ ہے کھنچا
پردہ کے پیچھے روتی ہیں اماں جناب کی
اور اُنکے ساتھ روح رسالت مآب کی

۱۰۸

مجھ سے کہیں جھکا کے پکاری وہ نیک خو
کیوں بھائی کچھ بتولؑ پہ احسان کرو گے تو
میں نے کہا بچشم تو پوچھی کی یہ گفتگو
سُن کہتی ہوں میں تیرے پیمبرؐ کے روبرو
پالا ہے لاکھ پیار سے پیارے حسینؑ کو
تو ذبح کیجیو نہ ہمارے حسینؑ کو

۱۰۹

تو بھی اُسی عالم میں یہ خواب دیکھ کر
زینبؑ نے دی ندا سوئے کوفہ بچشم تر
اماں بتولؑ روتی ہیں مسلمؑ کو اس قدر
کیا حال ہوگا قتل جو ہوگا یہاں پسر
تنہا نہ واں ہو آل کو لشکر کو رو دیئے
یاں آکے میرے ساتھ برادر کو رو دیئے

۱۱۰

ناگہ پڑی وداع پہ آہوں کی صبح و شام
اکبرؑ کبھی گلے سے لگے اور کبھی امامؑ
ڈیوڑھی پہ آکے رونے لگیں بیبیاں تمام
بیمارِ کربلا نے یہ حسرت کیا کلام
تو نے کیا سلوک شہ بحر و بر کے ساتھ
عابدؑ پڑھے گا تیری زیارت پدر کے ساتھ

۱۱۱

بڑھ کر سوار ہونے لگا جب شہ نامور
زینبؑ کے دونوں لال آئے ادھر اُدھر
پھیلا کے گرتے اور حیا سے جھکا کے سر
بولے کہ ہم نے روکا تھا تجھ کو معاف کر
تو نے کیا ہے خوش پسر بوترابؑ کو
جعفرؑ کے پوتے تھامیں گے تیری رکاب کو

۱۱۲

زینبؑ پکاری یہ تو کی میرے دل کی بات
حیدرؑ کا بھی چلن تھا یہی تھا یہی صفات
دونوں کے گرد پھرنے لگا جب شہ نیک ذات
زینبؑ سے کی یہ عرض کہ اے فخرِ کائنات
واجب ادب ہے مجھ کو کہ عالی وقار ہو
مضطر تھا اب حضور کہ خادم سوار ہو

۱۱۳

بنتی پڑی ہیں زبان پہ آرام سے نشاں
دنیا بنا ہے آگے پہ زینت کا ساماں
اور آئے تمہیں آرزو نہ پہنچے یہ بیکیاں
کیا شوق سے سوا ہے تمنا نگاہ ساں
ہم سے بھی کم ہاں زبان زیادہ بیان ہے
زینت فلاں جان ریاں بیان ہے

۱۱۴

روشن فراز سے زبان پہ بھروسہ وہ شمع
نصف النہار میں کیا جو شب سے قرار
روشن نگاہ سے جوہر کا لاں سے آشکار
یہ بینش سے وفا کی ہے گل زار بہار
ہم ہیں کہ ہوا تمنا سے رات آگئی
بے نیاز ہوا ہے یاد آگئی

۱۱۵

اب بے حجابیاں اشارہ نا بندھ رکھا
بیکسی ہے اور ایسی خیریت کیونکر رکھا
قرآن اس اشارہ سے اس لطف کو
ایک کسی کی آرزو کا اس ریا آیا ہوا
ہنستے نہیں ہیں سے یہ نظارہ کا ہوا ہوا
یقیں ادا ہم پہ ستم کا بھی جہاں دامن ادا

۱۱۶ مطلع

بن کاروان ہے باغ فزاں حسینؑ کا
ہم جیتا پیا ہے جو مہماں حسینؑ کا
ظلمت ہے کس لیے کہ ہے دالان حسینؑ کا
پیغام ہے وہ حسینؑ کا سلطان حسینؑ کا
سایہ ہے یہ اداراں یہاں عدو کا ہے
نصرت خدا ہے زینت ہے سایہ خدا کا ہے

عالم

کیوں یار [illegible] نامہ آزادی کا شعر
مطلب [illegible] جنت نظیر [illegible]
انصاف [illegible]
آزاد کردہ [illegible]
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible] سلطان [illegible]

دالم

سلطان کا [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible] پیا [illegible]
سلطان سے [illegible]
سلطان سے [illegible] جوبن [illegible]
[illegible]

والم

سلطان [illegible] بادشاہ ہے
اور [illegible] غلام [illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible] حسین [illegible] ہے
[illegible] ہے

بالم

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے

۱۳۱

بالذات اس عقدۂ راز سے سبب ہوا
وہ حسن ازل سے حسن کا مجموعۂ تجلی
ہو دید میں بیان تو یہ ہے کہ اور ان جیسی پیدا
کہ جس میں جس سے ہے کہ اس حسن سے پیدا ہوا
وہ جلوہ ہے ایک آپ ہی جلوہ ہے ایک آپ حجاب ہیں
کہ آپ ہی آپ ہیں اپنا آپ آئینہ تاب ہیں

۱۳۲

کیا وصف حال رخ کا جو پیشِ نظر ہے
اس سے برابر ان کی اور کوئی نہیں
دل میں تری رخ سے آگ لگی ہے
اس نے بھی ترے رخ کی ہے لگی کہ وہ بھی نہیں
وصف بے نیاز وہاں کی عبارت ان کا آئینہ ہے
تیرے بیان میں ہر ایک سے عیاں ہے

۱۳۳

نہ آج ہی مطالعہ بیان فانی سے ہے
اور حقیقت ہے وہ حسن حیرت عیاں الامر ہے
تمام عالم ہے سب بے خبر و بیخبر ان سے
ہے یہ الامر عیاں کہ اور ہم اپنا آپ ہیں
ہم اپنے کی سزا نہ ہمارا ہی سے آشنا ہیں
اس کی ہر سو خرابی دیکھیں ہے سب ان میں

۱۳۴

ہاں دیکھ لو کہ گرمی کسی حسن کی ہے یہیں
پایا ہو وہ جو کچھ کہ گماں سے اور ابھی نہیں
ہے یہ دیکھنا آپ کو پسند یہ جانا ہے
آئینہ دار ہیں ہم تجلی ہے جو حسین ہے
حیران ہے حسن خیال سے سارا زمانہ ہے
بے حسن ہے جہاں حسن اور نیا بنانا ہے

۱۲۵

عارض سے بدر ہوئے معارض یہ کیا مجال
ابرو سے پھر کے شہر بدر ہو ابھی ہلال
کاکل سے گر کرے سر مو پیچ کا خیال
فوراً گنہگار ہو سنبل کا بال بال
خورشید کو تپ آئے اگر سامنا کرے
جاتا رہے بخار جو یہ رخ دوا کرے

۱۲۶

پتلی کے گرد ہیں یہ ابرو جدا جدا
یا شمع آفتاب کے پروانے دو ہما
پر شمع آفتاب کجا اور ہما کجا
شہباز عشق صید معانی کو لے اُڑا
پتلی کی ابروؤں کے تلے یہ دلیل ہے
اک شاخ سدرہ زیر پر جبرئیل ہے

۱۲۷

محراب کعبہ لب ہیں دہن حجرۂ حرم
اُس حجرے میں ہیں کام و زباں معتکف بہم
دونوں خدا کے کام میں مشغول دم بدم
دانتوں سے رمز سے ہوئے آگاہ خوب ہم
کرتے ہیں سجدہ کام و زباں کردگار کو
رکھتے ہیں گرد موتی کے دانے شمار کو

۱۲۸

دانتوں کو موتی کہتے ہیں اہلِ سخن تمام
جوہر شناس کے لئے ہے بحث کا مقام
سمجھیں تو ان سے اک در دنداں کا ہو نہ کام
یاقوت لب کو کہتے ہیں اس میں بھی ہے کلام
دونوں لبوں کا قند مکرر بیان ہے
یہ جان ہیں سخن کی سخن ان کی جان ہے

١٢٩

پیش پا ہیں گردنِ حرؑ صبح جیسے شام
شمعِ حرم جھکائے ہے یاں گردنِ سلام
صبح گہ پہ نور کے درجے ہیں سب تمام
رومالِ فاطمہؑ کا ہے باقی فقط مقام
بس نور کو تو نور کا پیوند چاہیے
رومالِ فاطمہؑ کا گلوبند چاہیے

١٣٠

ہاتھوں کو شاخِ سرو بتاتے ہیں خاص و عام
بہتر ہے اس مثال کو لیکن کیا سلام
ناخن ہیں سرو کی نہیں پھل بھی بر تمام
یہ ہاتھ وہ ہیں جن میں کہ ہے دین تمام
قامت سے ہم رخ کی تجلی دوچند ہے
خورشید حشر اک قد آدم بلند ہے

١٣١

ہر پنجے سے عیاں ید قدرت کی ہے صفا
طغرا نویس کن فیکوں نے بصد ضیا
بے سعی پانچ پانچ الف لکھے ہیں جلا
انگشت خوشنما ہیں تو ناخن ہیں خوشنما
کیا انگلیوں پہ ناخن پر آب و تاب ہیں
وہ دس ہلال ہیں تو یہ دس آفتاب ہیں

١٣٢

دل صاف سینہ صاف بدن صاف واہ واہ
تن پر زرہ بتاتے ہیں گویا حباب نگاہ
پر عقل کہہ رہی ہے کہ بیکو ہے اشتباہ
حرؑ کی صفائے قلب ہے اس بات پر گواہ
دل حرؑ کا مضطرب غمِ شاہِ زمن میں ہے
یہ دل کا پیچ و تاب نمایاں بدن میں ہے

م ۱۳۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

م ۱۳۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

م ۱۳۲۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

م ۱۳۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۷

تیزی ادا وہ رخش پری وہ جست خیزاں
کوڑے کا وہ بیان اُسے جو رگِ کماں
چلّے پہ چھوڑ دیتا ہے یہ تیرِ آسماں
یعنی کہ تازیانے کی صورت ہے کہکشاں
دم بھر بھی آشنا یہ نہیں غرب و شرق کا
دل سوز ہے ہوا کا ہوا خواہ برق کا

۱۳۸

پرکار ہے یہ کاوے میں جولاں تباہ ہے
ہوا کو براق کی پرواز یاد ہے
ہنگام پویہ کشتیٔ باد مراد ہے
چکرائی جس سے فوج یہ وہ گردباد ہے
گرمی ہوا آگ ہے تو تیزی میں خاک ہے
عیبوں سے مثل آب رواں صاف و پاک ہے

۱۳۹

ہنگام اگر چلے کبھی یہ غیرت پری
غیرت سے کھائے توسنِ دارا سکندری
ہر ہر سے ہے بڑھی ہوئی چال کبک دری
رفتار کون کہتا ہے یہ سب سے فزوں تری
آئینہ اس کے رخ پہ جو وا اپنا در کرے
یہ اس میں اپنے سایہ سے پہلے گذر کرے

۱۴۰

اس رخش پر سوار جو آیا یہ صف شکن
یوں دفعتاً کھڑے ہوئے اعدا کے مو بتن
جو صورت زرہ ہوئے سوراخ پیرہن
بسمل کی نبض بن گئے سر تا قدم بدن
میداں سے پاؤں اُٹھنے لگے خود گر گئے
مارا طمانچہ خوف نے منہ سب کے پھر گئے

١٢١

کھولا کسی نے جیب سے ہو کر جو تنگ تنگ
گوشہ میں کوئی رکھ کے کمان خدنگ و تنگ
بے وقعہ پوش اوڑ گیا اور پیدل ننگ ننگ
پیہ کیا سے مزنوں ہوئے پائے پلنگ لنگ
وہ گروہ ظالموں سے آپ دنگل میں تھا
اُس وقت بھاگنے کے سوا کچھ نہ دہیں تھا

١٢٢

ہر صف میں غل تھا کون ہے یا ربّ یہ باوقار
یوسفؑ کا ہم وطن کہ سلیماںؑ کا ہمدیار
بوذرؑ کا ہم نسب ہے کہ سلماںؑ کا رشتہ دار
ایراں کا پہلوان کہ عرب کا ہے شہسوار
حُر کو کبھی نہ دیکھا تھا اس زیب و زین سے
انساں فرشتہ بن گیا مل کر حسینؑ سے

١٢٣

گردوں ہلا کے شور سے ہر اوّل سنی ندا
یارو بس ایک کلمۂ حق تم سے یہ سُنا
میں وہ ہی خاک پاؤں یہی ذرہ ہو گیا
خوشبو ہے جسم میں حسینؑ کی جلوہ حسینؑ کا
غالب نہ کیوں ہو نورِ جبیں آفتاب پر
سجدہ ابھی کیا ہے درِ بوتراب کا

١٢٤

سمجھا عمر کہ رزم ہوا ایک دل سپاہ
بولا پئے تسلیِ لشکر وہ رو سیاہ
کچھ کم نہیں کسی سے تمہارا ابھی بادشاہ
ہاں سر فروشو جلد کہ ہے جو حبیب پاہ
حُر کو حسینؑ تم کو مبارک یزید ہو
اب دن نہ ڈھلنے پائے کہ شبیرؑ شہید ہو

۱۲۵

(نسخہ) فولادپوش بصرہ و روم و عراق و شام
نکلے پروں سے تانے ہوئے نیزہ و حسام
گرز و کماں کمند و تبرزیں لئے تمام
پڑھنے لگے نقیب نسب نامے نام نام
لشکر تھا یا کہ آگ کا دریا تھا جوش میں
نقارے شور میں تھے کہ بادل خروش میں

۱۲۶

غواص تیغ حر کا بڑا ہے شناوری
عریاں ہوا قبا سے نیام اک طرف دھری
پر تھی اسی کے قبضہ میں سب خشکی و تری
ہیبت سے پانی ہو گئی سد سکندری
تیغ رواں کا فوج کے گرد آب ہو گیا
لشکر کا حلقہ حلقۂ گرداب ہو گیا

۱۲۷

اللہ رے شناوری شمشیر آبدار
دکھلا دے صفائی کہ سب ہاتھ ایکبار
دریائے خوں میں دھوم ہوئی اُچکی وار پار
جوہر کا ایک بال بھی ڈوبا نہ زینہار
خود وجد حر کے دل کو صفا دیکھ کر ہوا
ہاتھ اک طرف، نہ تیغ کا ناخن بھی تر ہوا

۱۲۸

غواص بھی یہ تیغ کہ دریا بھی یہ حسام
دریا بھی وہ کہ جس کا سمندر ہے ایک جام
مرغابیوں کی طرح سے اڑا اوج فوج شام
دریائے آب تیغ میں تھیں غوطہ زن تمام
یوں غرق آب تیغ میں کم ظرف ہو گئے
جد و پدر کا نام بھی بالکل ڈبو گئے

نسخہ الماس پوش ؎ اُس زمانے میں فولاد کے ہتھیاروں پر زہر کا پانی چڑھا ہوتا تھا عجب نہیں الماس پوش سے یہی مطلب ہو یا فولاد کا لباس جنگی اتنا چمکدار تھا جیسے ہیرا جس پر نظر نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ خبیر

[illegible]

۱۵۳

دلسوز اشقیا جو چلی تیغ برق دم
پھر اُسکے حال پہ نہ ہوئی چشم زخم نم
نکلا دہن کے زخموں سے یوں دود دم بدم
جاتے ہیں جیسے مُنہ سے دہواں نکلے بہ چلم
دم اُس دہوئیں کے ساتھ نکلکر ہوا ہوا
اور تیغ تیز جسم تک پہونچا اوڑا ہوا

۱۵۴

شق کر کے سینہ تیغ اُتری تو دل میں راہ
درپیش چاہ کن کے تھی جس طرح سے چاہ
وہ راہیں اس نے کھولیں روا کی تھی تو کہ
گمراہ اس تڑپ میں تھے تشنہ و تباہ
کی اُنکی جو راہ عدم اس حسام میں
ہر سمت تھا تڑاہ تڑاہ اہل شام میں

۱۵۵

شمشیر تو اسکے رعب سے بسمل تھے اشقیا
گر پیدلوں کے سمت سر افگن نے رخ کیا
گردن نے سر زمین پہ کاندھے سے رکھ دیا
بوسہ اگر سوار کی گردن کا لے لیا
تعظیم کو سر اُٹھا جھکا تن زین پر
تن گر پڑا زمین پہ سر بیٹھا زین پر

۱۵۶

سرداروں پر جو وار کیا کہہ کے یا حسینؑ
زائل کیا سروں سے غرور اور دلوں سے چین
کل تین حرف تیغ میں تھے تا و یا و غین
تعظیم انکی ہوگئی اعدا پہ فرض عین
سر تن سے تن قدم سے قدم خاک سے اٹھا
اک شور واہ واہ کا افلاک سے اُٹھا

[illegible heading]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible heading]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible heading]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible heading]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۶۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۶۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۶۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۶۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۶۵

خالی ہوا رسالہ سے جب عرصۂ قتال
آقا کے دیکھنے کو چلا حُر خوش خصال
شمشیر و نیزہ ہاتھوں کے اندر لہو کے لال
تن تیروں سے چھنا ہوا اور سینہ میں ڈھال
حضرت پکارے صاحب شمشیر آ گیا
روباہوں کو بھگا کے مرا شیر آ گیا

۱۶۶

حُر نے کہا جو پانی ذرا سا ہو مرحمت
بے چین اور یزید کا یہ تختِ سلطنت
بولے حسینؑ پھر ہمیں کیا اس سے منفعت
بہتر یہی ہے جو مرے مالک کی مصلحت
یہ کہہ کے حُر کی پیاس کو تشنہ نے بجھا دیا
اک سیب خلد ہاتھ میں تھا وہ سنگھا دیا

۱۶۷

زینب نے نذر دیکے کہا آکے حُر کو مرحبا
اور پوچھا شمر قتل ہوا یا کہ بچ گیا
مطلب سمجھ کے روئے حسینؑ اور یہ کہا
خواہر ابھی مریگا بھلا شمر بے حیا
سینہ پہ بیٹھ کر وہ مرا سر اُتاریگا
سر سے ترے بتولؑ کی چادر اُتاریگا

۱۶۸

حُر شہ کے پاؤں چوم کے رن کی طرف چلا
شقہ علم کا کھول کے عباسؑ نے کہا
دم لے علم کے سایہ میں پھر کیجیو وغا
حُر نے کہا نہیں مجھے اب ہونے دو فدا
آقا علم کے سایہ میں مجھ کو بٹھاتے ہیں
حیدرؑ بزیر سایۂ طوبیٰ بلاتے ہیں

۱۶۹

بولے حسین جا مرے مہمان الوداع
اے میرے بوذر اے مرے سلمان الوداع
اے میرے جان نثار مری جان الوداع
حامی خدا رسول نگہبان الوداع
بابا سے کہیو پیاسے کا مشکل کشا ہے اب
جو در لگے تو سے دو دو گھڑی غم کا آپ

۱۷۰

…مرگ رن میں گیا حر باوفا
جلادوں کو پکارا آ اب کرو جدا
دیں سر وقف راہ حسین آپ کو کیا
تن ہو کہ سر ہو دل ہو کہ سینہ ہو یا جگر
لے آئیں آپ کی صحبت رسول کی
لو ہم نے اب …

۱۷۱

…یہ کہا بھائی دلاوروں سے حر نامور
جو آیا چھپ کے پشت پہ سفیان بد گہر
برچھی غضب کی اوس نے لگائی دو شانہ پر
جسکی انی ابھر کے سینہ کے پار گر
وہ زخم دل پہ کھا کے گرا آہ زین پر
اور یا حسین کہہ کے گرا وہ زمین پر

۱۷۲

…پیادہ کہہ سکے یہ یتیم سے سلام
زینب تمہارے بھائی کا مہمان ہو تمام
پیدا نہ ہوگی سے بیٹے حر کا نام
آقا کے گرد پیش پہ جیسے حیدری غلام
یوں شاہ پیاسے تھے مہمان کے واسطے
یعقوب جیسے یوسف کنعاں کے واسطے

۱۷۳

مقتل میں آکے دیکھتا کیا ہے علیؑ کا لال
اک شیر جھومتا ہے وہ زانو لہو میں لال
ہاتھوں پہ ڈھال ڈھال پہ سر ضعف سے نڈھال
ہالے میں چاند خون کے ڈھاٹے میں ہے نہاں
دل کو وفور درد سے ہے قصد آہ کا
لیکن وہ نام لیتا ہے شیرِ اِلٰہ کا

۱۷۴

پہنچا کے ہاتھ شہ نے کہا جا کے متصل
اٹھ میری جان اٹھ مرے مہمان مجھ سے مل
وہ بولا آہ اٹھنے نہیں دیتا درد دل
اکبر کا واسطہ مجھے فرمائیے بحل
تڑپا پھر اس طرح پہ کہ ہر زخم پھٹ گیا
آنکھوں کی پتلی پھر گئی اور دم الٹ گیا

۱۷۵

عارض پہ حرؑ کے شاہ نے عارض کو رکھ دیا
آغوش میں ہوا دل مجروح کو لیا
حرؑ نے اشارہ خیمۂ سادات کا کیا
مہماں کو لے چلا پسرِ شیرِ کبریا
اصحاب گرد لاش کے تھے شور و شین میں
حر مسکرا رہا تھا کنارِ حسینؑ میں

۱۷۶

کہتے ہیں جب قریب رہی شہ کی بارگاہ
آغوشِ شہ میں رونے لگا جاں نثارِ شاہ
پوچھا رفیقوں نے تو یہ بولا وہ خیر خواہ
اک آرزو بڑی رہی جاتی ہے آہ آہ
گر ذبح پیاس سے مرا آقا ہے کیا کروں
آقا پہ میرے تیرا فاقہ ہے کیا کہوں

۱۷۷

اصحاب نے کہا کہ بجا لائیں کیا کہ ہم
پر تو بھی جانتا ہے کہ پانی نہیں بہم
کیا آرزو ہے کہہ تجھے پیغمبر کی قسم
وہ بولا کوئی دم کا ہے مہمان میرا دم
ہاتھوں پہ اپنے رکھ لو تنِ پاش پاش کو
خیمہ کے گرد لیکے پھرو میری لاش کو

۱۷۸

کہنے لگے حسینؑ کے اصحاب نامدار
ہم سب ترے نثار تو شہ پر ہوا نثار
خیمے کے گرد پھرنے کا تو ہے امیدوار
اور تیرے آس پاس فرشتے ہیں تیار
آئی ندا کہ تجھ پہ تو اترا تھا ستم
لاشے کے گرد پھرتی ہے سر ننگے فاطمہ

۱۷۹

سب رو کے بولے ہم تو ہیں حاضر ابھی مگر
کچھ شفقتِ حرم کی نہیں ہے تجھے خبر
لاشہ ترا جو گرد پھرے گا ادھر اُدھر
سیدانیاں خیام سے نکلیں گی ننگے سر
آئی ندا کہ تجھ پہ یہ کیونکر نہ کھل سکے
پھرتی ہیں حوریں لاش کے چوگرد مل کے

۱۸۰

پہنچے جو در پہ لاش لیے شاہِ دیں پناہ
زینبؑ نے ہائے حرؑ کہا بس کرتے ہی نگاہ
مہماں کو لیکے بیٹھ گئے رو کے قبلہ شاہ
پھیلا کے پاؤں رکھ دئے پہلو میں آہ آہ
حرؑ کے شرف حسینؑ کی الفت سے بڑھ گئے
زانو پہ سر دھرا تو ہوئے یٰسین پڑھ گئے

۱۸۱
[illegible]

۱۸۲
[illegible]

۱۸۳
[illegible]

۱۸۴
[illegible]

۱۸۵

یہ کہتے تھے کہ دیکھتے کیا ہیں شہ زمن
حُر کے گلے سے خون کا دریا ہے موجزن
مولا نے رو کے بنت علیؑ سے کیا سخن
کھولو تبرکات کا صندوق اے بہن
مہماں ہے میرا شیفتۂ آل فاطمہ
زخم گلو پہ باندھوں گا رومال فاطمہ

۱۸۶

رومال فاطمہؑ کا جو لائی وہ دل حزیں
شہ نے لپیٹا حلق پہ مہماں کے وہیں
حُر نے نگاہ یاس سے کی سوئے شاہ دیں
لطف و کرم پہ ہو گیا صدقے وہ خوش یقیں
روئے حرم جو پایا اُسے تشنہ کام جان کے
کھولے سر اپنے سوگ میں اس میہماں کے

۱۸۷

رونے کی جا ہے اور یہ ہے پیٹنے کی جا
مہماں کا یہ حق ہے یہ خاطر یہ مرتبا
پر آہ ذبح جب ہوا مہمان کربلا
واں آئی قید ہو کے بہن شہ کی بے ردا
منہ پیٹ کر گری وہ دل افگار لاش پر
رونے دیا نہ شمر نے اک بار لاش پر

۱۸۸

کل سے لاش حُر کو تو اس طرح کا نباہ
پامال شہ کی لاش ہوئی وامحمداہ
رومال فاطمہ تو بندھا حلق حُر پہ آہ
اور لے گئے حسینؑ کی پوشاک وہ سپاہ
سر حُر کا اور کنار شہ مشرقین کا
صد حیف ہو نوک سناں سر حسینؑ کا

قطعہ

بس اے دبیر ازل سے یہی ہے تری تحریری
کی ختم ذوالجلال نے تجھ پر سخنوری
اس نظم سے عیاں ہے یہ سعدی کی انوری
ہر مصرع بلند ہے شمشیر حیدری
دل دشمنان دین کا دو نیم جس سے ہے
گویا زبان تیغ علی کی دہن میں ہے

تمت

رباعی

رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں
منہ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہوں
چلنے نہ دیا بار گنہ نے پیدل
تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں

رباعی

یارب جبروت تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدہ میں سرافگندہ ہے
توحید کا کلمہ یہی پڑھتا ہے دبیر
جو تیرے سوا ہے وہ زایندہ ہے

رباعی

پروانے کو دھن شمع کو لو تیری ہو
عالم میں ہر اک کو تک و دو تیری ہے
مصباح و نجوم و آفتاب و مہتاب
جس نور کو دیکھتا ہوں ضو تیری ہے

بیٹھے ہیں کس عالم کو تمنائے آفتاب کی
پاؤں ہیں کس کے پھرے ہے ثابت ہی گیا کی
یعنی ان سے تنان ان راست آئے ہیں
قسمت عالم کہیں ہے جہاں الخ
پیدا ان کو ان تنان سے تنان طلب

ایضاً

قدح بہار رنگ ہے یا جاں ہے
ترسے ان کی تلخ ہیں ہے یا کہ
پائے ان کو ان تنان ہیں عالم ہے
یعنی تنان کو عالم سے بزم ہیں
ہیں تنان ان سے تنان کس جستجو ہے

ایضاً

طوفان تنان ہے تنشی قدرت سے قسمت تنان عالم
اور دو زبان ہیں کہاں سے دن سے ہی دم
کس طرح تنان کس رنگ تنان صبح عالم
پیدا ہو رہا ہے تنفی پائے تنش عالم
ہے ہے اس کسے ہے ہے تسبیح ہے عالم
جہان تنان ہے تنان ہے تنان عالم

ایضاً

ارمان ہے کہیں ہاں کا عالم ادہ طلال
ہائے ارمان سے ہی ہے تنان کا یہ ملال
بچھڑا ہے سے ہی کیسے ہے ہی ملال
دل ہے ہی ہیں کہ ہیں تنان کی تنان ہے
یہ دم ہے کہ ہیں نظر کی تنان ہے

۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹

کی عرض قدسیوں نے کہ قدرت نما ودود
ہم بھی ترسے نبی پہ سر اپنے جھکتے ہیں وہ دود
بہتر ہے جو مصلحت واجب الوجود
فوجِ محمدی کی ہمیشہ رہے نمود
ہے کی ندا کہ رتبہ طوبا بلند ہے
ہم کو اسی کی شاخ کا رایت پسند ہے

۱۰

قدسی یہ سن کے جانب طوبیٰ رواں ہوا
حکم خدا و شوق پیمبر کیا ادا
طوبا نے جھوم جھوم کے طوبیٰ لکم کہا
شاخیں جو تھیں لگی ہوئی اور جیسی وہ جا بجا
ہر شاخ چاہتی تھی کہ میں سرفراز ہوں
ہو کر علم نشان رسول حجاز ہوں

۱۱

طوبیٰ نے بھی زبان ادب سے کیا خطاب
جو حکم ذو المنن ہے بجا لاؤ تم شتاب
پیوند نخل دل سے ہیں ہوتا ہوں بیتاب
اک شاخ کی جدائی میں لگتے ہیں دو عذاب
حکم خدا جدا ہے نبی کی خوشی جدا
اچھی سی اچھی شاخ مری ہو ابھی جدا

نسخہ پھلا باغ باغ حکم خدا سے وہ باخدا

۱۲

کاٹی جو شاخ سبز فرشتوں نے ایکبار
ہو ان سبز پوش ہوئیں چار آشکار
اک اک علم سے چار علمداروں کے دوچار
قد بار غم سے خم صفتِ شاخ میوہ دار
وہ دو ہیں علم ہیں حمزہ و جعفر کے واسطے
اک نے کہا میں زید دلاور کے واسطے

ع ۱۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ع ۱۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ع ۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ع ۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۷

حمزہؓ کے سر پہ سایہ فگن یہ ہما رہا
پھر دست بوس بازوئے جعفرؑ اُڑا رہا
بعد اس کے دوشِ زینبؑ پہ جلوہ نما رہا
جعفرؑ کے شانے پر یہ نشانِ فتح نما رہا
کیا کیا جوان نبیؐ کے گھرانے سے اُٹھ گئے
اس کے اُٹھانے والے زمانے سے اُٹھ گئے

۱۸

اب دیکھئے کسے یہ حسینیؑ علم ملے
کس خضرِ تشنہ لب کو یہ ابرِ کرم ملے
پہلو میں جس کے شانۂ باغِ ارم ملے
کس کو قلمِ بخششِ امت قلم ملے
کہتا یہ حق سے ہے معرکۂ کارزار میں
اک پاؤں سے کھڑا ہے علم انتظار میں

۱۹

کیا شان ہے علم کی عجب عز و جاہ ہے
پنجہ چمک میں غیرتِ خورشید و ماہ ہے
جانے زمیں فلک پہ تو سیدھی یہ راہ ہے
یہ رایتِ شرعِ نبیؐ کا گواہ ہے
شمشاد اس نشان سے کیا سامنا کرے
سایہ ہو اسے سرو کو اپنی دوا کرے

۲۰

فوجِ خدا میں بھی ہیں طلبگار جا بجا
سرگوشیاں ہیں گوشوں میں ہر بار جا بجا
یوسف ہے ایک اور خریدار جا بجا
مشتاق ہیں عزیز اور انصار جا بجا
اک عہدۂ جلیل ہے مشرقین میں
دیکھیں کسے نصیب ہو عہدِ حسینؑ میں

۵۲۱

الفت کے جو تخت ہیں وہ علم یہاں پٹک گیا
واں وارث علم کا بھی شانا پھڑک گیا
یاں مثل آفتاب جو پنجہ چمک گیا
واں شعلۂ اشتیاق کا دل میں بھڑک گیا
پایا نگاہ اس نشان کی کب چھاؤں دم بدم
عالم کے پاس آئے جو ہر یاں دم بدم

۵۲۲

ہر چند سب پہ شاق ہے امید و انتظار
پر تابع رضائے حسینی ہیں جاں نثار
زینب کے یادگار علم کے ہیں ورثہ دار
لیکن ادب یہ کہتا ہے چھوٹوں سے بار بار
بھائی علم کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیو
حضرت کو اور علم کو برابر نہ دیکھیو

۵۲۳

اولاد پر سوال علم کا جو ہے گماں
دیکھو کھڑی ہوئی ہیں پس پردہ بیبیاں
بانو یہ کہتی ہے ہماری ماں ہے ذی نشاں
قابل ہے اور عزیز مرا اکبر جواں
عمر ان کی کم ہے اور وہ مانگتے نہیں
رہتے ہیں مجھ سے کچھ وہ تقاضا کئے نہیں

۵۲۴

حضرت کو علم دی ہے زینب کو رنج تھا
طالب کہیں علم کے نہ ہوں میرے دلربا
دادا ہے جعفر اور نانا تو نانا ہے مرتضیٰ
کیونکر حسین کی منصب سے ہے سوا
آقا کے جو شرف ہیں وہ معلوم ہیں تمہیں
مانگا علم تو دودھ نہ بخشوں گی میں تمہیں

۳۵

کس دن کے واسطے طلب رہی ظفر
واری بہت جو سُکھ ہوا ہے تو دو پہر
یہ دو پہر رولائیگی زینب کو عمر بھر
دنیا سے آج ختم حسینؑ کا ہے سفر
گھر سے نہیں حسینؑ کے صدقے ہوا ہی بین
بین سے زنان ہوئے گو بہر سے گئی پون

۳۶

ناگہہ وہاں حسینؑ کا جاسوس معتبر
آیا عمر کا نظم و نسق دیکھ کر ادہر
عباسؑ کی طرف کو مڑے شاہ بحر و بر
فرمایا سن لو اس سے کہ لایا ہے کیا خبر
پر ہوشیار خیمہ عفت قریب ہے
پردہ کے پیچھے زینب غربت نصیب ہے

۳۷

ڈرتا ہے کہ جاک بنت علیؑ کا جگر نہ ہو
غصہ میں آ کے زیر فلک تیغ سر نہ ہو
بھائی کی جبر کی بہن کو خبر نہ ہو
دشت نجف میں جبر خدا او حرکہ نہ ہو
مجھ سے بہن کی آس ابھی ٹوٹ جائیگی
مجھکو نہ رونے دیگی وہ بی کو رولائیگی

۳۸

عباسؑ لائے گوشہ میں اوسکو علاحدہ
فرمایا کہہ کیا ہے وہاں کیا مشاہدہ
کی عرض سب نیا ہے لڑائی کا قاعدہ
اونیس لاکھ جمع ہوئے ہیں بلا عدہ
سرور کو خوب ضیافت کھلائینگے
اونیس لاکھ کو شعون کا پانی پلائینگے

۲۳۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۴۱

ناطق ہوا یہ مصحفِ ناطق اِدھر اُدھر
شانِ نزولِ مصحفِ زہراؑ کی دوں خبر
روتی تھی جب نبیؐ کو نہایت وہ بے پدر
کہتا تھا جبرئیلؑ سے خلاقِ بحر و بر
جا دے یتیمِ خیرِ وریٰ کو تو ارود
حالت ہے عرش ہوش خدا کو تو ارود

۴۴۲

یہ علمِ ذوالجلال جو پاتے تھے جبرئیلؑ
ارض و سما کے بیچ میں آتے تھے جبرئیلؑ
افسانۂ عجیب سناتے تھے جبرئیلؑ
خیرالنساءؑ کو ہوش میں لاتے تھے جبرئیلؑ
جو ذکرِ جبرئیلؑ سخن وہ سند کرتے تھے
بابا وہ حرف حرف قلمبند کرتے تھے

۴۴۳

حولا ابھی یہ مصحفِ حسن اور دو لہرا
یعنی علم کے واسطے حکمِ خدا ہے کیا
نکلا ہے کس پہ قصۂ عاشورِ کربلا
لکھتے ہیں یہ زبانی جبرئیلؑ مرتضیٰ
فوجِ خدا کی زیب ہے سالاری حسینؑ
عباسؑ پر ہے ختم علمداری حسینؑ

۴۴۴

برہا ہیں لبِ علم شانِ فخرِ امم
عباسؑ کی طرف کو بڑھے خود کئی قدم
فرمایا تم کو تم ہی سو آپ آئے ہم
لو بھائی جد نے اسے تمہیں کو دیا علم
حمزہؑ کی ارث پائی ہمیں نذر دیجیے
ہاتھوں پہ رکھ کے سر وہ پکارے کہ لیجیے

۴۵

چھاتی سے منہ لگا کے دعا دی امامؑ نے
بخشا علم نشان رسولِ انامؑ نے
تسلیم کی حضور کو اس نیک نام نے
سایہ کیا نذر پنجتنی آسمان نے
سیدھی جو چوب بازوئے شاہِ امم نے کی
خیمہ میں یاں علم کی زیارت حرم نے کی

۴۶

پلہ نیزے کے عون و محمد لگا یتیم
اک گوشے میں کھڑے تھے سبھی گرد و جم
تھی فکر یہ کہ فدیہ اول ہوئے نہ ہم
ہوتے ہیں پہلے فوج کے سب صاحب علم
سبقت نصیب حضرت عباسؑ ہو گئی
تھی آس پہلے مرنے کی اب یاس ہو گئی

۴۷

چالیس نے عمر کے جو دیکھا یہ ماجرا
جا کر کہا عمر سے عزا او نیز کم سنا
بولا وہ کیا۔ کہا۔ کہ مبارک کرے خدا
وان فوج سپاہ حسینی میں پڑ گئی
منصب ہوا اپنے جد کا نہ پایا خفا ہوئے
جعفر کے پوتے فوج خدا سے جدا ہوئے

۴۸

کچھ کم نہیں نسب میں یہ سیف خدا سے ہیں
عباسؑ ہیں علیؑ کے خلف یہ ذکا سے ہیں
لبریز دل محبت و مہر و وفا سے ہیں
معصوم سب کے ساتھ یہ بچے بھی پیاسے ہیں
اب ہو گیا یقین ظفر یاب ہم ہوئے
تیغ خدا کے بیٹے سے دو نیم ہم ہوئے

۵۴۹

گردن اٹھا کے کہنے لگا شمرِ بے شعور
ہاں اب تو آپ گھر سے ہیں اللہ سے بھی دور
اُس نے کہا کہ اُٹھا لایا ہے جو حضور
بچا ہے جو زور کا اپنے بڑا غرور
ہاں اب یہ پیر کو زینب کے لال لا
وہ بھی ہے دل حسین کے دل سے نکال لا

۵۵۰

پہلا سپہ کا جلد ڈیوڑھی کی خدمت میں جائیو
رستے میں بات پہ نہ اجل سے ڈرائیو
عزت سے عاجزی سے خوشامد سے لائیو
عقدہ کے وقت ہم کو نہ اُن سے ملائیو
صحبت رہی ہے فاطمہ کے نورِ عین کی
دیکھی ہیں ہم نے کھول کے آنکھیں حسین کی

۵۵۱

ساقیان بھی ہو وفا کی اور سرِ جام بھی
آداب ہے حق کچھ اور یہ پیغام بھی
ہوتا ہے پیشوا ہی کو حاصل غلام بھی
کوفہ تمھاری ملک ہے اور ملک شام بھی
نقارے سن رہے ہیں سلامی کے واسطے
سردار منتظر ہیں غلامی کے واسطے

۵۵۲

روٹھے ہیں اک عمر سے پہ پیشوا امام سے
پوچھا پوچھا ہاں خدا علم و دین شام سے
سمجھا بجھا کے ان کو جدا کر امام سے
بچھڑا کا چراغ نور کرو حسن کلام سے
آئیں گے جانثار جو سجدوں سے چھوٹ کر
ہم سے ملیں گے اور بھی پہلو اُٹھ کے لوٹ کر

۱۵۳

آتا ہے رحم دونوں کے بچپن پہ دم بدم
گو خورد ہیں کریں گے پیمبری کا علم
کہنا کہ یہ خوشی بھی تمہاری کریں گے ہم
پر اک کہ جب حسینؑ کا سر ہووے گا قلم
حاضر ہیں ہم برات کے سہرہ پہ ہم کو
عباسؑ کا علم بھی نہیں دیں گے ظلم کو

۱۵۴

سینہ پہ ہاتھ رکھ کے پکارا وہ پُر ستم
یہ بھی ہے کوئی کام ابھی لاتے انکو ہم
اچھے سے اچھا اُس نے بچے جاہ و علم
پیکاں ہیں جن کے نصب جواہر سے یکقلم
دو کشتیاں ہیں ایک میں تو سیم و جام طلا
اور ایک میں ہیں چنے ہوئے میوے تمام طلا

۱۵۵

آگے گمان بد ہوا پیچھے وہ بدگماں
تدبیر سے اُٹھے تو تقدیر درمیاں
رعشے کی ہر قدم تھی بڑی جھٹک یہاں وہاں
آیا وہاں کہ جس سے تھے یہ دو نور جہاں
دونوں پہ آنکھ شمر کی جو یک بیک پڑی
نخوت پسینہ بن کے جبیں سے ٹپک پڑی

۱۵۶

خم ہو سکا نہ ہم قدم یہ کیا شمر نے کلام
اے وارثان حیدرؑ و جعفرؑ السلام
پر آن بان یاں سے گئے رستمان شام
واللہ آج تم پہ ہے جرأت کا اختتام
یہ بانکپن نظر میں چھپا جی میں گڑ گئے
سکہ دلوں میں آپکی عزت کا جڑ گئے

[illegible]

حیراں ہیں سب یہ کیا ماجرا ہو گیا
بُت کدہ جہاں مسلم مصطفیٰ کے بن گئے
منصب تھا ابر ہا کا اپنے جو لیا
بیٹھا رہے ان کے آگے اُٹھا کے اب کیا
یہ جہاں نے جب برابر یہ خودی کو دبا دیا
اپنے نفس کی دنیا میں اپنی ہی جا دیا

[illegible]

شبیر ابر علم کا جو دین کا ذر لئے
حامد و وہ عالم ہیں جو قبول ان کو گئے
سب کے سب اپنے ہی کام سے جو ہوا کر کیا گیا
یہ لوگ کی ہی یاں سب سے پیاری کو ہی گئے
باقی رہے جو دین ستیں سے لے کر سب اپنے چلے
سوار ہو کر دین کے سب گئے ہیں جا چکے

[illegible]

مثل خدا سے بانٹا نصیب یاں یہ
دہقان ان کی اب الاماں کے سے لو وہ گوجھو
رسی ان کی کہ کہ کے جو ذرہ ذرہ نہ ہو
جیتے ہی کیا ان کے جوش سے یاں
دنیا پہ جو کہ اب آ کر سب ان کا جہاں
بادشاہ ہم سب ان سے ہی دین کی اساں

[illegible]

ذوق دل دیکھ کے ان کو ہی دیا اور ہی بس اور گیا
جب کبھی دیکھا ہے سب کو جو دیکھ کے بس اور گیا
دیکھ دیکھ ان کو زبانوں سے ہی بس اور گیا
ہاں ان کی زبانوں سے بس یہ کہا بس اور گیا
دین یہ ہی کے دین سے دین کے ایمان الٰہی گئے
اور پیچھے وہ نبی جنت کی گیا

٦١

ہر قوم و ہر دیار کے ہاں بھی ہیں کج کلاہ
رن کی بساط تیغ کا دم دونوں سپاہ
در بحث نہیں مگر ہیں خدا گواہ
فرمایئے جو آپ قدم رنجہ واہ واہ
جب ہاں کہیں کہ جگر ہم بھی رکھتے ہیں
چھاؤں میں ادھر بھی لواے علی کے ہیں

٦٢

ہر آن تشنگاں کا جو سر کاٹ لائیں گے
دو مسندوں پہ ہم کو برابر بٹھائیں گے
سجاد ننگے پاؤں سوئے شام جائیں گے
زنداں میں بوریا بھی نہ سونے کو پائیں گے
بانو پہ بوریا بھی نہ اُس اسیر کی
لٹ جائے گی نہ جناب امام کی

٦٣

یہ سنکے آپ میں نہ محمد رہے نہ عون
دو عرش کا پیچ تہ و بالا ہوئے دو کون
غصے سے سرخ ہو گیا یاقوتِ لب کا لون
تیور ذرا کے چین جبیں پر بٹھائے کون
تن تن کے صاف سینوں کو ڈھالیں سنبھال لیں
آدھی میاں کمر سے نکال لیں

٦٤

اللہ رے پاس حرمتِ شہنشاہ انبیا
چھوٹے سے غصیں طیش میں یہ عون سے کہا
یہ چپکی ہے فوج کا اسکو زوال کیا
بولا وہ یاد کیجیے مسلم کا ماجرا
کیا اچھے حسین کا ہمدم وطن نہ تھا
تشہیر لاش بھی ہوئی تھی غسل و کفن نہ تھا

۲۶۵

چلایا اشتر تو بھی مسلم کا خون بہتا
حاکم ہے ہم بھی لاش بھی وفادار کہتا
کہتا ہوں پھر قصور معاف آگے جو رہتا
اب بھی سمجھ دیکھ اپنا برا بھلا
ماتھے پہ ہاتھ دھر کے بیٹھے وہ سر اٹھا پاپ کو
وہ وفا تو کہہ کے لاش پہ جان دی آپ کو

۲۶۶

غرض کیا علی کے نواسوں نے یک بیک
بس بس زیادہ منھ سے نہ اب وہ بات بک
چپ نابکار چپ سر کی ادب ہے ادب سر کی
ہم سے غریب دیکھ کے اب کانپ اٹھے فلک
بہکا انھیں خدا کو جو پہچانتے نہ ہوں
ظالم یہ ان سے کہہ جو تجھے جانتے نہ ہوں

۲۶۷

او صبح کاذب افقِ شام بد مقام
آل جناب صبح صادق سے یہ کلام
او غول وادیٔ ستم و گمرہانِ شام
دن کو چراغ لے کے چلا ہے ترا کام
ابلیس تو ازل ہی سے آدم فریب ہے
تو آدمی کی شکل میں عالم فریب ہے

۲۶۸

لایا ہے وہ قلم بھی تو لکھا ہے بڑا
سیدھی تو ہے یہ بات عقیدے میں بل پڑا
پیغمبری علم سے نہ ذہن غبی لڑا
سدرہ ہے اُس کے سامنے آکر پاؤں سے گڑا
رتبہ ترے نشانوں کا ایسا ہوا بھی ہے
جعفر نے اور حمزہ نے اس کو چھوا بھی ہے

قطعہ

[illegible]

ایضاً

[illegible]

ایضاً

[illegible]

قطعہ

[illegible]

۳م

ہم اور وہ ہیں ایک ایک بچے بے حیال گیا
جو گئی کوئی لائیں کہ لائیں وقتال الکیں
یہ دنیا ہے کیا ہی عجب تتے ہی تو کھی ملال آ گیا
سب ہم ار ار سب نادرات دیکھا ل گیا
ار ایک کرنے کی حیا سے الباں عرس کی ہے دنیا
ہم ہی کی سے آیا سب کی دن ہی عیاں عرس کی دنیا

۴م

اور ہم سب کہاں ہیں تو اور تو دیا
اور سب قطار ہیں یہ صفت ایک کی ہے
نئی ادا ہے نیند اور سب نقاب اٹھا گیا
جن کی تیکی کی گئی تھی کی ادا ہے آگیا
ہر دو کی ہوں اور اک سب سے کیا
تیری دل ہیں سب ہے جب نہ تری کی دل کا دیا

۵م

دل دار سے اس چمن کے ہیں کہ وہ دل اکیلا
دل یاں کے ایک اور دھیان ایک نہ اٹھا
تو نیاں ان کی سر اٹھا عجب کیا ہے
کس دل سے آ کر اک اور ہے اور کیا
نیا وہ کی کا سن اور کہ سے ہے
کس در سے اٹھے ہے اور اگر اس دن کا ہے

۶م

بادِ وزاں کی طلسم بنا اور آگ لگا دیا
ایک سپنے کی تپسیا بنا اور اُڑا دیا
ایک گُل نہال اور دھان سات اور آگ لگا
باغ کرے ان کا سال بن کل اور آگ لگا دیا
ایک دن رہ بس تن حساب کا ہے کہ اور دیا
بات کی کس کے ہیں سب ہیں اور ای کی دیا

۵۶۷

ہر فرد شوق نامہ ہستی ہے یک قلم
پیک اجل پکارتا ہے نامہ بر ہیں ہم
سرنامہ جبیں پہ نشان ٹیک ہیں رقم
پہونچے مقام گور سے یہ خط سوے عدم
گل ایک ہفتہ باغ میں گل میہمان ہے
سبزہ گل بہار کی رخصت کا پان ہے

۵۶۸

انبار سیم وزر کے جہاں اہل درم لگائیں
جھولے سے ہم نہ ہاتھ حیا کی قسم لگائیں
ہم آنکھوں میں شہ کا سرمہ خاک قدم لگائیں
پارس سے بھی پہاڑ کو ٹھوکر نہ ہم لگائیں
سب نے زباں سے آب وغذا کا مزا لیا
ہم نے فقط زباں سے نام خدا لیا

۵۶۹

ارشاد ذوالمنن سے اگر ہو امتحاں
پیدا ہوں سو ہزار زمیں لاکھ آسماں
اور ایسے لاکھ شہر بسیں اوسکے درمیاں
ہو شاہی جاوداں ہو حکومت بھی جاوداں
اسکی سلطنت سے نہ زیبا نام ہیں
ہم دونوں ایک دامن پیغمبر کے غلام ہیں

۵۷۰

دیکھا درو کے چشم ستم سے بصد شکن
گوشہ میں ہم سے بھی نہ سنے ہم سے تیغ زن
یاروں سے کیوں نہ تو ڑ سکے بھی ہم سے تیغ زن
سبقت کریں جو لشکری میں ہو کے لوٹ ہو رن
اوس پاس سے حسین علیہ السلام کے
ایسے نہ کسی کے قلعہ پہ کہیں روم و شام کے

۵۸۱

عباسؑ ابنِ شیرِ خدا مرحبا
ماموں ہمارے صلِ علیٰ مرحبا
رایت کشِ شہِ ذی حشم مرحبا
سایہ ہے جن کا بالِ ہما مرحبا
ہم دونوں تمام زمانے میں یکتا ہیں
عباسؑ اُن پہ چھٹے ہوئے بیکسوں میں یکتا ہیں

۵۸۲

ان کا علم ملا تو ہمیں کو ملا علم
خاطر ہماری ایسی ہے اُن سے ہمیں ہیں ہم
اُس نے کی بخشش میں علم خسروِ امم
پر ہم تو خوش ہیں ایسا کہ شرف دو ہوئے بہم
سردار ایک ماموں علمدار دوسرا
ہم سا بھی ہے جہاں میں تو لادو دوسرا

۵۸۳

عرشِ علا ہے فرشِ مصلّائے حسینؑ
آنکھیں ہیں عرشیوں کی سوئے پائے حسینؑ
افلاک ہیں محافظ و دفترِ حسینؑ
ہم کیا بڑے بڑے ہیں نمک پرورِ حسینؑ
حق نے ہماری نانی کو جب کدخدا کیا
آب و نمک جہیز میں بالکل عطا کیا

۵۸۴

قدرت یہ ہے کہ غیب کے اسرار دیکھ لیں
اپنے محل سے خلد کا گلزار دیکھ لیں
چیونٹی کی پا اندھیرے میں رفتار دیکھ لیں
آنکھوں میں نبضِ مردمِ بیمار دیکھ لیں
قدرت ہے سب طرح کے سفید و سیاہ کی
لیکن نہ ہے نہ ہوئے گی قدرت گناہ کی

۵۸۵

قاتل کو جام دیتے ہیں تعزیر کے عوض
رہتے ہیں یہ عزا کی عبادت میں بے غرض
جوہر ہے لعل فاطمہ زہرا کا سب عوض
یہ خاص سب عوام ہے وہاں ہیں گل غرض
سب ماجرے ہیں یہ جان نبی بیگمان ہے
سایہ نہ جان میں ہے نہ سایہ میں جان ہے

۵۸۶

ہم گھروں میں بہت تباہی ہے اچھا بھی ہے
نام کا ڈر ہے دل میں کہ خوف خدا بھی ہے
جب شہ سے ہم جدا ہوں تو آب عذا بھی ہے
ورنہ گلے پہ تیغ ہے سر پر بلا بھی ہے
ما غرشاکر وہ عطش لاعلاج ہے
پیاسا بہت ہمارا ولی نعمت آج ہے

۵۸۷

حافظ خدا ہے ماں کے پردے کی فکر کیا
شب کو اسی ہراس میں تھی آل مصطفےٰ
ماں نے ہاتھ جوڑ کے ماموں سے یہ کہا
امت پہ جان صدقے ہے کیا خبر ہے ادا
شیعوں کے رنج حشر میں جنت کا در کھلے
پردہ وہ اٹھا کہ لاش اٹھیں سب کا سر کھلے

۵۸۸

ناگاہ بارگاہ حسینیؑ ہلی تمام
دیکھا کہ خاص خیمہ میں برپا ہے حشر عام
فضہ پکاری عونؑ و محمدؑ کا لے کے نام
دوڑو خدا کو میری شہزادی ہوئی تمام
غیرت کی کوفت دل سے نہ اٹھی گذر گئیں
ایسے پسینے شرم سے آئے کہ مر گئیں

۹۸۹

تلوار سے نہ مارا تو یوں مار اسے خطا
اب ہاتھ جوڑ جوڑ کے یہ کہہ رہا ہے کیا
تم نے طلب کیا کہ خود آیا یہ بے حیا
مطلب غرض مراد سبب وجہ مدعا
کاٹو زباں کہ پھر نہ کبھی یہ کلام ہو
اک بیچ لگا دو کہ قصہ تمام ہو

۹۹۰

ہم نیک ہو تمھاری بلا جانے مکر و فند
پھر تم آپنے نام کا ہے ایک خود پسند
حضرت کے چاہ و پیار سے تم ہو جو بہرہ مند
منظور ہے کہ پست ہو وہ رتبہ بلند
سو یہ تجرد ربط یہاں تھا نہیں ہیں
ایسے نہ تم ہو اور نہ ایسے حسینؑ ہیں

۹۹۱

لائق تھا کبھی زباں پہ سخن لایا ہوئے گا
بائی نے باغ سبز بھی دکھلایا ہوئیگا
کچھ سمجھ کے دونوں کو بہکایا ہوئے گا
لیکن جواب سُن کے مزہ پایا ہوئے گا
اتنا نہ سمجھا رشتہ ہے شاہِ حسینؑ سے
زینبؑ کا دودھ پیتے بچھڑے نہ حسینؑ سے

۹۹۲

نزدیک تھا کہ دونوں کا دل آب آب ہو
بولے بس اب کوئی نہ سوال و جواب ہو
او شمر جا نشانۂ تیرِ عذاب ہو
دنیا خراب ہو تری عقبیٰ خراب ہو
کیا جانے کیا حضور نے جانا غضب ہوا
اماں نے سُن لیا تو آ آ تا غضب ہوا

تستمہاے

۹۹۳

تیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بدگماں
جس طرح چوٹ کھا کے گرے چوکڑی غزال
راہی حرم سرا کو اٹھے یہ بد خصال
کچھ غم غصہ کچھ حجاب کچھ افسوس کچھ ملال
چلنے میں شرم سو قدم آگے بڑھی ہوئی
منہ اترا اترا غصے سے تیوری چڑھی ہوئی

۹۹۴

کلثومؑ یاں کھڑی تھیں پس پردہ بیقرار
اُن سے کہا دلیروں سے یہ ہو کے بیقرار
یوں تو ہر ایک وقت میں بنتے تھے شہسوار
پھر اس گھڑی قصور نہیں اپنا زینہار
اماں کے دل میں پھانس جو چبھتی ہے نکالدو
دونوں کو اُن کے پاؤں پہ لیجا کے ڈالدو

۹۹۵

دوڑیں وفور طیش سے خود زینبؑ حزیں
فرمایا میں تو آنے کو تھی ننگے سر وہیں
کیا مشورہ تھا شمر سے وہ بولے کچھ نہیں
فرمایا خوب لوگوں میں چرچا یہی پھر نہیں
شمر لعیں نے صلح جو ٹھہرائی ہوئے گی
مرضی تمھاری تھوڑی بہت پائی ہوئے گی

۹۹۶

اموں سے اپنے پوچھ لیا تھا جواب دو
زینبؑ نے تم کو اذن دیا تھا جواب دو
اکبرؑ سے اسکا ذکر کیا تھا جواب دو
اس دن کو میرا دودھ پیا تھا جواب دو
اب سوچ ہے نجات جو دنیا سے پاؤنگی
جنت میں فاطمہؑ کو میں کیا منہ دکھاؤنگی

۹۹۷

کہا ہے تجھے تو اور یہ سوا ادب ہوا
شاید علمؑ نے ٹالا کام کو تعجب ہوا
عباسؑ کو ملا جو علم کیا غضب ہوا
گزرا جو ناگوار خلافِ ادب ہوا
آنے کوئی بلا نہ پدر کی کمائی پر
قرباں دونوں ہم رسے عباسؑ بھائی پر

ل محمد سے ہوئے تھے ہم رسے عباس بھائی پر

۹۹۸

قدرت خدا کی اپنے بزرگوں سے آن بان
تم کو بھی اب ہوئی یہ لیاقت خدا کی شان
منہ پر حضور کہتے ہو اور چھوٹے منہ زبان
اور پیٹھ پیچھے ہائے غضب ہمسری کا بیان
دونوں جہاں میں موردِ الزام کر دیا
تم نے ہمارے دودھ کو بدنام کر دیا

ل منہ پر کبھی حضور کبھی چھوٹا ہوں بھائی جان

۹۹۹

قبلہ کو ہاتھ اُٹھا کے پکارے وہ مہ لقا
اے ربِ کعبہ گر خادم ہیں بے خطا
سن لیجیے ہماری تو پھر ہو جسے خفا
جن کو حضور پائیں گے وہ ہوں گے بے وفا
چاروں طرف ہو مالکِ اشتر سے پھریں
ہم دونوں بھائی حضرتِ شبیرؑ سے پھریں

۱۰۰۰

قرآں پہ ہاتھ رکھنے کو موجود ہیں غلام
قرآں ہمارا کیا ہے سرِ اقدسِ امامؑ
اکبرؑ سے پوچھ لیجیے نالے فلک مقام
کھل جائے جھوٹ سچ کی حقیقت ابھی تمام
خدمت علمؑ کی بیعت فضہ نے جو پائی تھی
پہلے ہی آگ نذر کس نے دکھائی تھی

۱۰۱

شمر سے کہتا ہے کہ یہ ہوئے چھوٹے ماہ و نجان
غربت میں آئی کی جان کو اللہ کی امان
ہم خاک پا ہیں اُن سے بھلا ہمسری کہاں
اُن سے نہ ضد نہ ہمسری نہ حجت نہ آن بان
وہ باپ کی جگہ ہیں بجائے امام ہیں
وہ نائب حسینؑ ہم اُن کے غلام ہیں

۱۰۲

شمر زباں دراز پہ تھا اختیار کیا
کچھ یاد بھی نہیں کہ بکا نا بکار کیا
کاذب کے قول و فعل کا ہے اعتبار کیا
ہم تو وہی ہیں آپ کو پھر اعتذار کیا
ایسے دیے جواب کہ نقشہ بگڑ گیا
جیتا زمیں میں صورتِ قارون وہ گڑ گیا

۱۰۳

زینب پکاری میں تو ہوئی سب میں سرنگوں
بیٹے ہیں ہر ایک نخچ سے یہ رنج ہے فزوں
اک تیغ سے بہا ہے گا یہ پنجتن کا خوں
سر کھول دوں میں حق کو پکاروں دہائی دوں
لعنت ہو تجھ پہ حسینؑ علیہ الصلوات کی
کیوں تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی

۱۰۴

وہ بولے ہاں سکوت کی لائے نہ تاب ہم
کس منہ سے جاتے پیش رسالت مآب ہم
سہتے حقارتِ شہِ عالی جناب ہم
حضرت کا دودھ پیتے نہ دیتے جواب ہم
زینب پکاری پھر کوئی شاہد کوئی گواہ
ہو کر خجل وہ بولے کہ نانا علی گواہ

۱۰۵

...ادر پہ سب کے دونوں پہ ہونے لگی نثار
پھر کچھ زباں سے نہ کہا دل کو آیا پیار
اے واہ ان شجاعوں کی باتیں ہیں یادگار
بچپن ہے یہ جری کہ قرباں ہیں جگر فگار
کمسن ہیں اور سب سے ہے توقیر دیکھئے
اس عمر میں کلام کی تاثیر دیکھئے

۱۰۶ مطلع

...ن ہیں دو پر ایک صفدر کی کمر ہے
زینب کے دو شیروں کی یہ کمال نظر ہے
اک لال پدر ایک ہلال مہر ہے
ایک ایک جوشن شہ برنا و پیر ہے
جوشن ہیں وہ کہ بازوئے روشن کی زیب ہیں
روشن ہے بازوں سے کہ جوشن کی زیب ہیں

۱۰۷

...دم ہو دونوں کا ہے جوشن بہم
صدپارہ عضو عضو عدو ہوں بوقت دودم
بازو جو اُس دلیر کا ہے جوشن صنم
آنکھ سے لئے ہیں زرہ و زنبور زخم تیغ دودم
حفظ امام کے لئے تیروں سے بچن لگے
جوشن سے تھے پہ زرہ شہ والا کی بن گئے

۱۰۸

...ن خاص حضرت رب العلا ہیں
جانان جان قالب خیر الورا یہ ہیں
شیران شیر بادیۂ قل کفا یہ ہیں
مردان مرد معرکۂ لافتا یہ ہیں
نمرود کفر کے لئے قہر الٰہ ہیں
نوشیروان عدل کے پشت و پناہ ہیں

۱۰۹

ان کی ثنا کریں گے بھلا کیا ہم و شما
روح القدس کا نعرہ ہے روحی فداکما
پرتو فگن ہما پہ جو ہو بول یہ ہُما
زاغ ان کا ہو عجب یہ تیرگی سایۂ ہُما
نادِ علی نہ یاد ہو تو ان کا نام لو
پھر جنگ میں زبان سے تیغوں کا کام لو

۱۱۰ مطلع

ابھی جعفری کا گھر سے وداعِ بہار ہے
تیار اجل پہ اپنی ہر اک گلعذار ہے
زینب کو قطعِ نسل کا غم روبکار ہے
فوجِ حسینؑ مرنے کے لئے سوگوار ہے
سوکھے گلوں کو تیغ کی لذت کا شوق ہے
بچپن کی موت ہی کی شہادت کا شوق ہے

۱۱۱

ناگاہ محل میں غرق بخوں آئے شاہِ دیں
پہنچی بہن تو دوڑ کے ہمراہ ہو گئیں
آئے بساطِ نقش سادات کی زمیں
لاش اسی کی لائے گود میں الفت سے جو حزیں
زینب نے حرم کے سوگ میں فریاد و آہ کی
شرما کے نورِ چشموں پہ اپنے نگاہ کی

۱۱۲

[illegible] گرد سے آئیں حسینؑ کے قدموں پہ دوڑ کر
پوچھا بہن سے شاہ نے کیوں ہے یہ چشمِ تر
مطلب ہے کیا جو میری خوشامد ہے اس قدر
بولیں کسی کے دل کی تجھے بھائی کیا خبر
پوچھو انہیں سے پاؤں پہ آنکھیں جو ملتے ہیں
میری صلاح و مشورہ پر کیا یہ چلتے ہیں

۱۱۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۷

حضرت کے قدردوں کو شہادت کا شوق ہے
جنگل میں سیر گلشن جنت کا شوق ہے
جاگے ہیں شب کو خواب فراغت کا شوق ہے
زینب کو تیری لاش پہ رقت کا شوق ہے
تیری طرح سے خون میں رنگیں لباس ہیں
مہماں کی لاش بیچ میں ہے آس پاس ہیں

۱۱۸

رانڈیں تو بہر ماتم شہ دیں سے دہر میں
پھر بالیں سے کہنے لگی زینب حزیں
کیسی ہیں جو کہا تھا وہ سمجھا دیا نہیں
وہ دیکھا مرے خواب کی تعبیر کا بیاں
لے یوسف علی مری خاطر نشاں کرو
فرمایا شہ نے خواب پھر اپنا بیاں کرو

۱۱۹

بولیں یہ کہہ کے اُم عجب سے جب امام
کیا دیکھتی ہوں خواب میں اے تشنہ کام
اک دشت ہولناک میں لونڈی کا ہے مقام
ہیں ہاتھ میں دو خوشۂ انگور سبز فام
ناگاہ رنگ زرد ہوا ہوش اُڑ گئے
دو دانے یاد ہے سبز تھے پالال ہو گئے

۱۲۰

کہتے ہی ان کا رنگ ہوا اور کیا کہوں
روئے ہو کے خون بہہ گئے جس طرح کیا کہوں
دیکھے جو خواب میں تم نے وہ کیسے کہوں
میں لٹ گئی اُجڑ گئی فی الفور کیا کہوں
جو رنج مجھکو روز ازل سے نصیب ہیں
بھیا تمہاری جان سے دور اب قریب ہیں

۱۲۱

بیتاب تڑپ گئے دل کو پکڑ کے شاہ
چلائے آہ تیم جوانوں کی موت آہ
زینب پکاری ہیں تو ہوں راضی خدا گواہ
بولے حسین صبر کی توفیق دے الٰہ
اس خواب سے ہے غم کے سوا اور عیاں کیا
تعبیر تو عیاں ہے عیاں کا بیان کیا

۱۲۲

اکبر میرے میوہ سے اولاد ہے مراد
دو بن یہ کربلا ہے بنا جس کی خانہ زاد
ہم یاں شہید ہوں گے حدیث نبی ہے یاد
وہ دونوں واسطے ہیں ترے فرزند خوش نہاد
سرسبز و سرخرو یہ ترے نقش اقبال ہوئیں گے
اپنے لہو میں لال ترے لال ہوئیں گے

۱۲۳

کی عرض آشکار یہ تعبیر ہوگی کب
رو کر حسین بولے اسی روز یا کہ اب
تسلیمیں تھیں بجا کہیں سب نے بصد ادب
ماں نے کہا مراد دلی پائی شکر رب
تعبیر خواب شہ نے ہمیں دی رضا نہیں
آواز دی پکاری یہی ہے قضا نہیں

۱۲۴

بولے حرم یہ خیر کے معنی ہیں آفریں
بد نزد والجلال کا دستور یہ نہیں
پہنچیں گی بارگاہ خدا میں انہیں یہیں
آلودہ غبار ہیں گیسوئے عنبریں
قربانی خلیل سے واقف زمانہ ہے
یاں ابتدا فاتحہ ہے سر تمام شہانہ ہے

۱۲۵

ان تینوں کی راہ حسن ازل ... فدا
بخشے خدا نے دو شرف ان کو جدا جدا
یہ حسن رحمتیں ہیں اور ہے یہ حسن ادا
کیا کیا نہ وہم ہوئی تجھ ہوئے یہ کہ خدا
آخر کو نزاع وقت سے یہ اک سبب ہوئے
پیدا ہوا ... نے خلعت و نام ہوئے

۱۲۶

ہو نیک تو خوشحال ہر اک راضی ہیں دل بھی
پیارا آپ برا ... نہیں
... گردن کا اور خسارا نہیں
آئی ... بہشت کی ... قریب
یہ گردن ... دیکھ کے رونے کی فاطمہ
آج ... سبیل سے دھونے کی فاطمہ

۱۲۷

اک گوشے میں لے گئی وہ جا کے گھوڑوں کو سے
اور تیغ ... خلوت طلب کئے
لا لا کے کنیزوں نے کنیزوں نے رکھ دئے
دو دو جگہ کا پردہ کھنچا جگہ کے لئے
آئی ... ہے تیغ کا پیرہن ہاتھوں میں
بچپن کی ... بولی تمہاری ... کفن ہیں

۱۲۸

مرہم لگایا ... کی سیاہی سے
ظلمت کو روشناس کیا روشنائی سے
بیگانہ ... کدورت صفائی سے
کم ... کا قدر کی رسائی سے
... خط سے ترجمہ ... نظر پڑا
مردم کو عین صاد کا سوا نظر پڑا

ص ۵ مصرع دوم ... ہے ... پہلا مصرع ... لئے بمعنی ساتھ اور چوتھے مصرع میں ... کے معنی ...

۱۲۹

مرہم تھا وہ زخمِ تیغِ چشم کا سواد
بادام تھا وہ چشم کا یا عین پر تھا صاد
تیغِ نگہ کا رعب ہوا سر سے سب زیاد
جس طرح سے تیغِ دوپیکر کی خانہ زاد
مژدوں کی آنکھیں نہیں تنہا چھپی ہوئیں
تھیں دو علم وہاں وہ برابر اڑی ہوئیں

۱۳۰

پہنایا جامہ زیبوں کو اپنے لباسِ جنگ
پوشاک یوں بدن میں کھلی جیسے گل پہ رنگ
الفت سے خود لپٹ گئیں تیغ و قبا و تنگ
سج گئیں جو امام تو فرزند بیدرنگ
شرکت جو حسنِ باطن و ظاہر کی ہو گئی
دونوں سے لاکھ زیب جواہر کی ہو گئی

۱۳۱

مغفر کی قرنیں وہ بھویں کی کمانیاں
گردِ ہلال عقدِ ثریا تھا ضو فشاں
انگلی میں تھا یہ خاتمِ فیروزہ کا نشاں
فیروزہ آفتاب ہے زیرِ نگیں یہاں
انگلی کی ضو نہ ماہ میں نے مشتری میں ہے
روشن ہلال جلوۂ انگشتری میں ہے

۱۳۲

جوشن وہ بازوؤں پہ زرِ جعفری سے آشکار
سطحِ کماں پہ جوشنِ اثر جن سے بیشمار
زینب کے لال شاہِ نجف کے تھے رشتہ دار
دُرِ نجف کے ہار سے دونی ہوئی بہار
فتح کا زور پٹکے کے بندھنے سے کھل گیا
خورشید کی کمر سے مہِ نو لپٹ گیا

۹۳۳
[illegible]

۹۳۴
[illegible]

۹۳۵
[illegible]

۹۳۶
[illegible]

۱۲۸

[illegible]

۱۲۹

[illegible]

۱۳۰

[illegible]

۱۳۱

[illegible]

۱۲۱

تقدیر انکی موت مجھے ایسی راس لائے
آئی جو میرے بھائی پہ بڑھ کے ساتھ جائے
بچّی کے پیاروں پہ کوئی نہ آنچ آئے
اُجڑے ہوئے مدینہ کو پھر سے بسائے
بچّی سلامتی میں بلا سے تباہ ہو
اصغر کا مکتب اور علی اکبر کا بیاہ ہو

۱۲۲

ناگاہ بے فروغ ہوا مشرق خیام
زینب کے آفتاب پہ چھائی سوادِ شام
در پر ہوئی سواری آخر کی دھوم دھام
بھیجا قضا نے آ کے اصطبل کو پیام
جائیں جو اُڑ کے خلد کو دو وہ سمند لا
تابوت غازیان شہادت پسند لا

۱۲۳

اصطبل سے مرقع صرصر رواں ہوئے
یہ رخش دو اُٹھے کہ نگہ در رواں ہوئے
دونوں جہاں کے بوجھ تھا برابر رواں ہوئے
رفرف ہوئے عرش میں فرزداں ہوئے
رضواں کا یہ قول تھا دونوں کی چال پر
آب و ہوا بہشت کی ہے اعتدال پر

۱۲۴

گھوڑوں بہار پہ قدموں سے جہاں نما
ہر ہر قدم زمین کا نام آسماں نما
ہیکل کا عکس دھوپ میں ہے کہکشاں نما
کاسہ ہر ایک سم کا ہے جام جہاں نما
عالم بزیر پا ہے یہ عالم نرالا ہے
سرعت نے زمیں سم سے سر اپنا نکالا ہے

۱۲۵

شاہین فکر نظم کے یاں بال و پر گرے
گو چست باز طبع کے بازو سے شہپر گرے
صفحے قلم کے ہاتھ سے مثل سپر گرے
مضمون نظم پہ چڑھ کے بیت نظر گرے
حیرت دہ ہے کہ لائق شرح بیاں نہیں
تصویر کی طرح سے دہن میں زباں نہیں

۱۲۶

ہیں اور ثنا علیؑ کے دانوں کی کیا مجال
جن کے جلال و جاہ و کمال ذو الجلال ؞
ہیں تنگ وہ ظرف ہیں زوال اوج و کمال
لازم ہے باب علم سے اس باب میں سوال
مولا مدد کریں تو سخن اب تمام ہو
تائید جبرئیل علیہ السلام ہو ؞

۱۲۷

دیکھو کہ آمد آمد روح الامینؑ ہوئی
بخشش عطائے سخن آفریں ہوئی
اونچی زمیں فلک سے سخن کی زمیں ہوئی
روح پاک عونؑ و محمدؑ معیں ہوئی
عرش خدا سے رخصت پرواز آ گئی
پرواز جبرئیلؑ کی آواز آ گئی ؞

۱۲۸

باب کمال سے بھی جو گھس کر زباں ہو
شکر عطائے حق نہ سر مو بیاں ہو
صدقے علیؑ کے نام مبارک پہ جاں ہو
در سے پہ کون اس کے سوا مہرباں ہو
شہزادہ ہفت دفتر گردوں کا کھل گیا
بندش میں قلعۂ خیبر مضموں کا کھل گیا

۱۵۹

[illegible] نظیر ہے
دل ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۶۰

[illegible] سخن
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۶۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۶۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۱۹
[illegible] سوال
[illegible] جلال
[illegible] اقبال
[illegible] کمال
[illegible]
[illegible]

۱۲۲۰
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۲۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۲۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۶۵

بیت الشرف کے در پہ کیا تشنہ نے قیام
چمکا رخِ حسین کے پرتو سے قصر و بام
موسیٰ نے یوں دست و زباں سے کیا سلام
کلمہ پڑھا کلیم کی شوکت ہے لا کلام
پکڑا کسی نے بڑھ کے کفِ پا کو ہاتھ میں
اک ڈھونڈنے لگا یدِ بیضا کو ہاتھ میں

۱۶۶

بولا یہ مسکرا کے وہ حیدر کا یادگار
موسیٰ یہ میرا پیر بیٹھا ہے ذو الفقار
سرخی یہ آسماں کی ہے مرے کردگار
اک بیگنہ کے خون کا ہے رنگ آشکار
قسمت میں اُس شہید کے ظلمِ شریر ہیں
پوچھا تو ہنس کے کہا یہی وہ شہید ہیں

۱۶۷

دنیا تھی تجھ سے میری ولادت سے باغ باغ
گھر گھر خدا کے نور کا تھا قدرتی چراغ
اب سرخیِ فلک سے کھنچے ہیں دل میں داغ
یاں رنگ ہے یہی کبھی کلفت کبھی فراغ
موسیٰ اس بیان سے حیران ہو گئے
چالیس تن خوشی سے مسلمان ہو گئے

۱۶۸

پھر عرض کی یہ حضرتِ ابنِ بتول ہیں
ایسا بھی ہے عمل کوئی دینِ رسول میں
کھٹکا ہو جس عمل سے نہ حسنِ قبول میں
تعویذِ عافیت ہو بلا کے نزول میں
ہم چاہتے ہیں اُس سے دو عالم کے چین کو
رو کر کہا حسین نے رونا حسین کو

۱۶۹

کیوں یہ شرف کسی نے زمانے میں پائے ہیں
معجز سب بروز تولد دکھائے ہیں ۔۔
آنکھیں تھیں نہیں آئیں وا، اقرا سنائے ہیں
آہو حسینؑ کے واسطے جبرئیلؑ لائے ہیں
یوں تو آئی جہان میں کیا کیا نہ ہوئے گا
لیکن حبیب حق کا نواسا نہ ہوئے گا

۱۷۰

پیدا ہو کے وہ نبیؐ کا بھی نام لے
محبوب رب لم یزلی کا بھی نام لے
تا م نبیؐ کے بعد وصیؑ کا بھی نام لے
بیٹے ہمارے نانا علیؑ کا بھی نام لے
دادا کا نام لیکے محب رن پہ چڑھتے ہیں
مومن نماز جعفرؑ طیار پڑھتے ہیں

۱۷۱

کیا تھی بیا جعفرؑ و حیدر کے سامنے
قنبر کا سامنا نہ کیا زال و سام نے
پایا شرف علیؑ سے نبیؐ کے مقام نے
ایسے جری کو مان لیا خاص و عام نے
کس کس جگہ جنوں سے خدا کی رکھی
دس دن اور ایک رات کنوئیں میں علیؑ رکے

۱۷۲

ناموں ہمارے ہیں وہ سخی دو جہاں کے شاہ
پہونچا کہیں آج تو ظاہر ہوا یہ آہ ۔۔
پچھواڑے پشت میں نظر آئے خدا گواہ
پڑھ کر عشا مدینہ میں سلطان دیں پناہ
انبار غلہ پشت مبارک پہ دھرتے تھے
جا جا کے گھروں میں بیوہ و نکو تقسیم کرتے تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مطلع ۱۷۷

چمکا یہیں کو نیچے عون نامور پہ
ہوتے ہی وار تیغ غضنفر اثر پہ
بجلی سپاہ جسم پہ گرتی ہے پُر شرر
پٹیں گریں سپاہ کے بخت سیاہ پر
کیسی کڑک کڑک کے یہ دو بجلیاں گریں
پر بخت خفتہ یہ بھی نہ سمجھے کہاں گریں

مطلع ۱۷۸

آئے نہ وہ گروہ اُدھر سے جو پھر کے جنگ
نکلا قضا کی طرح یہ اُس صف سے ہو کے تنگ
شانے پہ گرز کا وار سر نیزہ داں سرنگ
بیٹھیں تیر حق کے حضور کے بیدرنگ
یاں آکے واسطے قضا کے خنجر اٹھا لیا
عرش علا سے آ کے زمیں کی بنا لیا

مطلع ۱۷۹

منھ دیکھ کر عساکرِ اُمت تمام کا
بولا یہ عون معرکہ ہے یہ دھوم دھام کا
کیا عرض اس نے شکر خدائے انام کا
وہ آپ کا شکار ہے اور یہ غلام کا
کھاتے ہی وہ تیغ بھی رن پہ پڑے ہیں
دو پیچ غم زرد کی گردن پہ آ پڑے ہیں

مطلع ۱۸۰

ناگاہ نیزہ بچوں سے کی اشتعال حرب
سرگرم جنگ یاں ہوئے تیغ زن شرق و غرب
دونوں کے تیز تر ستم کیا پچھاڑ کے عجب
اک نیزہ لے کے عون کے سر پہ لگائی ضرب
پہلو عون حق جو عون سے سر عون ہو گئی
پورا کیا یہ وار کہ عقل اُس کی کھو گئی

۱۸۱

[illegible]

۱۸۲

[illegible]

۱۸۳

[illegible]

۱۸۴

[illegible]

ع۱ سیہ رو در سلہ پہ بزن تجنیس ہے۔ رسلہ کا لفظ اُس وقت لکھی ہیں مستعمل تھا حضرت لیس مرحوم فرماتے ہیں ع [illegible]

۱۸۵

چھڑ اچھل اچھل کے فلک پر گئی زمیں
چلائے جھوم جھوم کے یہ عون خوش یقیں
نام خدا یہ سعی محمد عہد آفریں
پیر نگیاں یہ ضرب کی یہ حرب یہ کمیں
پھل ہاتھ نے نکالا نیزہ کا ہم نے نیمچہ کے پھول
پیچھا نہ کیا ہے پھول ہیں وہ نیلوفر کے پھول

۱۸۶

بولے وہ ہم دیکھ کے اس آفتاب کی
شفقت کرم غلام نوازی جناب کی
یہ دھوم نیزہ بازی میں تھی بوتراب کی
یہ تیر ہیں جن سے کہ تھی تیغ شہاب کی
ہمت کی داد دو اور سن دو جہاں سے لی
دنیا نہاں سے قسمت عقبیٰ اماں سے لی

۱۸۷

صل علیٰ یہ ربط یہ ضبط اس وغا میں تھے
یہ انکی مدح میں تو وہ انکی ثنا میں تھے
تیر اسکے ترکش پسر سعد اشقیا میں تھے
پیکان اوسکے عین دل پر دغا میں تھے
بنیاد تحت و فوق میں تیغوں کی آنچ تھی
کیسی زمیں فلک کی بھی مٹی خراب تھی

۱۸۸

ناگاہ اذن عون خدا عون کو ملا
ہاں شیر زہرا فتی شمشیر اسے چلا
بولی ظفر کہ دیکھنا حیدر جنگ چلا
کانپے زمین کے طبق آسمان ہلا
چار و نہ سے گرد دل دیکھ کر ہوا
بسمل ہوا جو دیو تو بے ضرب دو ہوا

عہ شان ورستہ ن میں تخلیس لکھی ہے یہ لفاظ فصحا کی ز بان پر اس وقت برابر جاری تھے میر انیس صاحب کا مصرع ہے ع ہم سے تو ذو جنگ سے کیا فرار جیتر ۱۲ از جلد دوسری صفحہ ۳۲

[illegible]

۱۹۳

جو پہلواں بڑھا وہ اُس کارزار میں
آٹھ آٹھ اُس کے چار ہوئے ایک وار میں
کھاتے ہی وار غل تھا یہ دار البوار میں
آرن سے اہرمن کا مصاحب ہزار میں
ایمان فوج شام کا شیطان لے گیا
باقی تھا دم سو تیغ کا سلطان لے گیا

۱۹۴

بھر کے جیش سے کے فنون اُم سے جنود
انصاف کی زبان سے پڑھنے لگے درود
سمجھے تھے ان پہ ہے مدد حق کا ورود
سبزہ ہو زرد پھول سے رخ پر ہیں ہنود
اٹھتے ہیں پہلوان و مسن لڑکے کہیں
آگاہ بخت سے نواسے ہمارے ہیں

۱۹۵

طوفان آب تیغ سے حیراں ہوا علم
شل حباب سر بگریباں ہوا علم
مانند فوج موج پریشاں ہوا علم
آہستہ جھک کے زن سر میداں ہوا علم
ہاں ڈھونڈو ڈھونڈو تو تھمیں کوئی چمک کار
تدبیر کچھ کرے کہ ورا آفت کا بار ہے

۱۹۶

پہونچا کمال آفتاب تو مغرب میں وقت شام
نکلا ہلال تیغ ابھی پیکار روم و شام
پھر ہم نہ تم نہ بانک نہ حاکم نہ خاص و عام
آتا ہیں شکست سے کہ ہے فکر کا مقام
قابو چلے دلیروں پہ وہ بات چاہئے
سچ ہے سپاہیوں کے لئے گھات چاہئے

۲۰۹

عید اپنی ابن حقیقت میں اگر ہیں یہ ہیں
پیچ کان اٹھا کہ اب اتر جگر دو دریا ہیں
اشک دیدہ داغ جگر اڑ کے اچھلتا ہیں
کان جو دوں ان کا ہو داغ کا سنے ہیں یہ ہیں
پیدا ہے ان کا ان کی نیا دیکھیں کیا کیا ہیں
ایک ان کو ہنستا ہی ان کا کھا دیتی ہیں

۲۱۰

ماتم کی کیسی ہنس کے جاتا ہے ان کا آتا ہے
گھڑا آنکھ کی کا کھا تا ہے جی بھی آتا ہے
اے دلا تو اپنی حقیقت میں ہر آتا ہے
جاؤ کے ان کی حقیقت پہ بیٹھے اور جا کہے
کے کھلا ہے لالا آنکھ کی ہے کہاں کہیں جاتا ہے
پیدا ہے یہ جو کے آئے کا اور دیکھے

۲۱۱

اب پیچ و تاب میں جدی کی جو ہے جگر کر ہیں
ایک پیچ ہی جو کہ جاتا ہے کہ دل کر ہیں
پیچ پیچ آتے ہی اور دل دو کر کے دل آرہیں
کر ان کی بیاں کا سامنے لکھیں آتی جا کر دیں
ہمت اپنے ہیں آپ ہی ان کی جی ہیں
پیدا ہے اپنی ان کو انہی کا دیکھیں

۲۱۲

اول ان کی بیتے ہیں سنے سنے کی بیٹی
گھڑے ہوا بال ہوا ادرا دامن لٹی
گرمی ہے ابر کی بجلی گرج کا کر دامن ٹی
کبھی اور کبھی جان کی سینہ سے جینے ٹی
ہم پیتے ہیں کبھی تیری بیتی ان کی
دیکھا ہم آہ دل کی ایک آتی ہے دل کی

۲۰۱م
دُکھ جیو بیٹا اودن ہیکاں کا رست
تاں اصیلی سنگی ان آئے اوڈھا آیا چلاوے
بیلا آکھے اوڈیر وبیارے تیں بتیں نظر
عبداللہ ان پیسے نہیں ویاہ اوکیں تیں
تاں ادم اوہ اوں سانتے بیکا آیا کھ سا تھا
کوہاتا نٹیاں وکاں ویکن کلاں اوادیا اُتھا

۲۰۲م
پیچھا اوہیراں سے کرو تیں کا ایہ
بلاوو جیا ہے بیارے کرنا جے بین سب
پیچھا ایہ بے اوہ جیا نہیں جمرو اوب
کسی بے ہیکی سکیں کی آبیکا ہے طلب
پیچھے ہے آبیکی اس کے دو آنزل نہ اوجا آئے
باباں آئے نٹیاں بھی تیرا کر ہے آئے

۲۰۳م
اوبا نا ٹھابی کہ ان وفادار تن آئے
ذرا کو ٹھڑی اوں یہی بیہ او دیا آئے
بیچ دانے اوہ نہیں ان آبیکا آئے
سب ہے بچیں بیا نہیں بیکو قبالا بھی آئے
سب بچیں نور بیں دو سیتی سیر آئے
بابی نبیں سے اوہی اوں بیبیے دو بیتی آئے

۲۰۴م
بیتے واسطے تری جیسیتی سولاں ہیں
بہت کیتیاں مستاں سکھ بتیری کولے ہیں
لاکھ کیتی سوں وی نہ آن دلیئیں آلیاں ہیں
تے ایہ تیکا آجیاں نی جیہاں نی کانواں ہیں
ایہ دن ہو اودن ہیکا ڈوبدے بیڑتا انوں آئے
سید نگری بابیں ہے سب ادا بالاں ہو آئے

۲۰۵

بن باپ کے پوتوں کی پھوپھی کو دلاسا دو میری جان
دو دن سے سوگ میں ہیں بچھڑا دو میری جان
پرسانِ حال اُس کے بنو پیارا دو میری جان
لُٹے ہیں وہ سہارے سہارا دو میری جان
مہلت ہے تھوڑی اب کہ حسینؑ آج رونے کا
سالار ہمارے سوگ کا پھر کبھی نہ ہوگا

۲۰۶

ناگاہ آئے قاسمؑ و عباسؑ در حرم
دونوں کے ہمقدم زینبؑ اب یہیں تر
سمجھا کے اُس نے اب کی پکڑنی کی خبر
کیا عون کہہ کے گئے تھے یہ ہاتھوں کو جوڑ کر
فاقہ امام کا نہ فراموش کیجیو
تکلیف لاش اٹھانے کی آ کر نہ دیجیو

۲۰۷

اتنے میں پردہ در یا اُم سرا اُٹھا
آتے ہی لاش محشر آہ و بکا اُٹھا
بکھرا کے بال شیخ اہلِ عزا اُٹھا
سجدے سے سر نہ زینبؑ ناشاد کا اُٹھا
غش آگیا جا ناز بتول حزیں پہ تھا
تسبیح ہاتھ میں سر سجدہ زمیں پہ تھا

۲۰۸

شانہ ہلا کے فضہ نے زینبؑ کو دی ندا
دم اُٹھاؤ شکر کا سجدہ کرو ادا
پوچھا کنیز زادی ہوئے شاہ پر فدا
اُس نے کہا تو آپ ہی ماتم کرے فدا
پیروں سے صدر و جگر میں پچھنے لگے
دونوں دل پہ لٹکے ہیں وہ طالب لائے

۲۰۹

پچپن کی موت کا ہے پسینہ جبین پر
بچپن کا ہے خاتمہ دو ایک بین پر
شانوں سے بہہ رہا ہے لہو آستین پر
اس آس پہ رگڑتے ہیں ماتھے زمین پر
کہہ دو کہ حق ادا ہوا ان حق شناسوں سے
راضی ہوئی ہیں شاہ نجف کے نواسوں سے

۲۱۰

سنتا تھا یہ کہ شکر کے سجدے ادا کرے
اٹھی شہید بیٹوں کی تعظیم کے لئے
لیکر بلائیں ٹکڑوں پہ بوسے بہت دئے
چلائی یا الٰہ تو ارشاد کیجئے
یا منصفی نہیں ہے مرے خاندان میں
راضی جہان میں فاطمہؑ ہے ہر جہاں میں

۲۱۱

محسن اے خدا و پیمبرؐ کے محسنو
اے فاطمہؑ کے محسنو حیدرؑ کے محسنو
ہاشمؑ کے اور حمزہؑ و جعفرؑ کے محسنو
کنبہ کے محسنو مرے گھر بھر کے محسنو
اکبرؑ کی ماں ہوں اور میں زہراؑ کی پیاری ہوں
پر حشر تک اب آج سے لونڈی تمہاری ہوں

۲۱۲

سودا خدا کی راہ میں تم نے عجب کیا
ماموں پہ جان دے کے مجھے مول لے لیا
واقف ہے اس گھڑی مری نیت سے کبریا
دل سے تمہیں خدا نے کنیزی کا لکھ دیا
لوگو گواہ رہیو میں نادار بک گئی
بیٹوں کے ہاتھ زینب ناچار بک گئی

۲۱۳

[illegible]

۲۱۴

[illegible]

۲۱۵

[illegible]

۲۱۶

[illegible]

۲۱۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۵

اکبر پکارے ہم سے کہو کیا ہے التماس
ماموں سے ما شقو چھپی یاں پہنچے پاس
ہم پاس ہیں امام کی پھر کیا ہمیں ہراس
دیکر دعائیں کہنے لگی وہ خدا شناس
ماموں کو لیکے آپ بھی رن میں سدھاریئے
یہ بولے ہاں ابھی جو کہا آگے جائیے

۲۲۶

یہ سنکے مطمئن ہوئے وہ غازی و غنی
منکا ڈھلا اٹک سے وقت جانکنی
کمان کی مڑی نہ پھری منہ پہ مرنی
پھڑا نہ کیا آنکھوں میں دوڑی تھی روشنی
اٹھا ہوا غضب کی دلیری دکھا گئے
رگ رگ سے دم نکلتا تھا اور مسکرا گئے

۲۲۷

پھر اپنے خوں میں کلمے کی انگلی کو کر کے تر
پھیلا کے دست چپ کی ہتھیلی پہ کی نظر
کیا دیکھتی ہیں حضرت زینب جھکا کے سر
لکھا ہے اسم اقدس شبیر نامور
دیکھا کئے حسین کا نام اور مر گئے
آئی ندا کہ خاتمہ الفت کا کر گئے

۲۲۸

پیٹا تھا سر پٹک کے لاشوں پہ شاہ دیں
بیٹوں کے لوٹنے سے لرزنے لگی زمیں
اکبر نے در پہ خیمہ کے ٹکرائی یوں جبیں
دوڑے سرو نکو کھول کے آئی خاتون دیں
اکبر پکارے عون و محمد گذر گئے
ہمشیر زادے قبلہ و کعبہ کے مر گئے

و۳۲۲م

دیا ہے حسن نے [illegible] آزما کو فرمان و دین
کہوں کیا میں کہ [illegible] نے [illegible] دین
[illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] آئین
[illegible] کے [illegible] کی [illegible] میں
[illegible] ہوا [illegible] آسمان کا
[illegible] سوز [illegible] کا

و۳۲۳م

[illegible] آرام
[illegible] ہیں [illegible] دل [illegible]
[illegible] دل [illegible] ہے
[illegible] دل [illegible]
[illegible] ہے
[illegible] ہے

رباعی

[illegible] دل [illegible]
[illegible] آئین
[illegible] آہ
[illegible] ہیں

رباعی

[illegible] کہا
[illegible] آہ
[illegible]
[illegible]

اے صبح کیا ہوا کہ ترا جیب چاک ہے
اے آفتاب کیوں تپ غم سے ہلاک ہے
اے چاند کس کے داغ سے تو دردناک ہے
اے آسمان الٹے ہیں کیوں عرش پاک ہے
اے شام سر برہنہ ہے کیوں خاص و عام میں
کیا واقعہ حرم کا ہے بازار شام میں

۴۰ مطلع
اے آسمان زمین پہ عالم میں ہے فغاں آج
اے روز بازپرس قیامت عیاں ہے آج
اے فاطمہ بقیع میں صرف فغاں ہے آج
یا مرتضیٰ علیؑ ولی تم کہاں ہو آج
تشہیر دو حرم ہوئے بازار شام میں
اب واقعہ حرم کا ہے دربار عام میں

۴۱
نزدیک ہے کہ پردۂ افلاک چاک ہو
خورشید تھرتھرا کے نہاں زیر خاک ہو
غلطاں زمیں پہ عرش خداوند پاک ہو
اک دم قہر حق سے زمانہ ہلاک ہو
صبح جزا کا شام میں پہلے ظہور ہو
انصاف نیک و بد کا خدا کے حضور ہو

۴۲
اے چرخ تیری شرم و حیا آج کیا ہوئی
زینبؑ سے یہ تو پوچھ ردا آج کیا ہوئی
کل کیا ستم ہوا تھا جفا آج کیا ہوئی
بھیجی تھی جو خدا نے عبا آج کیا ہوئی
بلوہ میں گاہ پھرتی ہو گاہ قید ہوتی ہو
زینبؑ کہو حسینؑ کو کس وقت روتی ہو

۵۵

پیٹا جو ہم نے سرورِ دو جہاں کہاں کہاں
ہم کو پھرایا ہم نے وہ در در کہاں کہاں
اُس بے کسی میں اکبر و اصغر کہاں کہاں
رستے میں کی عزائے برادر کہاں کہاں
عابد کی بے کسی کہ پھولوں کا جنگل ہے کربلا
سر تو یہاں ہیں لاشے تہِ مقتل میں کون ہے

۵۶

اے روضۂ شاہ کہ گریاں ہیں اہلِ بیت
آئے ہیں انقلاب سے حیران ہیں اہلِ بیت
سر کھولے ہوئے پریشاں ہیں اہلِ بیت
ماتم سرائے شاہِ شہیداں ہیں اہلِ بیت
آب و دانہ کا قحط ہے سینہ کی قید ہے
پہنچا یہاں کی قید میں رونے کی قید ہے

۵۷

یہ دن وہ ہیں کہ بیکس و تنہا ہیں حرم
عاشور سے بلا میں گرفتار ہیں حرم
محرومِ ماتمِ شہِ ابرار ہیں حرم
کیونکر ہو یادِ ہوش کہ ناچار ہیں حرم
اب تک کسی سے نہ یہ ضبط ہو سکے
اک بار بھی نہ پیاروں کو جی بھر کے رو سکے

۵۸

ماتم کے دن ہیں اور بندھے ہیں رسن میں ہات
پہلی اسیری اور پسر ننھے ننھے سات
یہ کون سا مقام ہے کہتے ہیں وہ یہ بات
دیکھیں کہاں ہو چہلمِ سلطانِ کائنات
بیٹھے ہیں فاتحہ کو عزیزوں کو روتے ہیں
کیا ہم بھی شہیدوں کی روحوں سے ملتے ہیں

۲۰۹

[illegible] ہیں

[illegible] ہیں

[illegible] ہیں

[illegible] ہیں

[illegible] ہیں

۲۱۰

[illegible] ہے

[illegible] ہے

[illegible] ہے

[illegible] ہے

[illegible] ہے

[illegible] ہے

۲۱۱

[illegible] یا مصطفیٰ

[illegible] یا مصطفیٰ

[illegible] یا مصطفیٰ

[illegible] یا مصطفیٰ

[illegible]

[illegible]

۲۱۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٢١٢

بے [illegible] دیکھے کے ہمای بے نشان
[illegible] ہے کہ [illegible] بارادہ اعلام
کلاہ [illegible] طرح اے [illegible]
[illegible] سب سے [illegible] الیٹن کو تمام
[illegible] کہ [illegible] آزار دہ
[illegible] کیا ہے [illegible] ہم

٢١٣

[illegible] ہمدم سے کچھ دور [illegible] دین
اور [illegible] ناز سے [illegible] حسین
[illegible] ادب [illegible] [illegible] نمایاں
[illegible] کہ [illegible] ہم [illegible]
[illegible] ہے [illegible] اک [illegible]
[illegible] کو [illegible] یکی

٢١٤

[illegible] کی [illegible] ہم [illegible]
[illegible] کہ [illegible] ہے سو [illegible]
[illegible] کی [illegible] ہے [illegible]
[illegible] [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کو

٢١٥

[illegible] ہم
[illegible] کی [illegible] ہم
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] کو [illegible] ہے

۱۷

ان کے لئے کسی نے بچھاون بچھا نہ دی
رونے کی جا ہے ایک نے کرسی بچھا نہ دی
حاکم نے بیٹھنے کی زمیں پر رضا نہ دی
زینب کو رو کے تھا کے کسی نے ردا نہ دی
شاہِ رسل کو بھی کنیزوں کا پاس تھا
امت کو کچھ نہ ان کے عزیزوں کا پاس تھا

۱۸

حاکم نے زادِ حق میں فقط بال زر دیا
سجاد کے بزرگوں نے سجدے میں سر دیا
پر تیر ظالموں نے فراموش کر دیا
داغوں سے ناتواں کے سینہ کو بھر دیا
جب آنکھ بند کیجے تو عابد کے بیان میں
آواز تازیانوں کی آتی ہے کان میں

۱۹

غل ہے کہ جب گلے سے بہت پیار کر چکے
کچھ کچھ چھپ سے اجاڑ کے زہرا کا گھر چکے
وارث کے گھر کے ساتھ حرم ننگے سر چکے
اونٹوں سے منزلوں میں گرے در بدر چکے
عاشور سے ملال ہے قید شدید کا
اور اب تو سامنا ہے یزید پلید کا

۲۰

بندی ہیں سب یہ شان ہے بیکسی کی ہر قدم
اک ہاتھ منہ پہ رکھتی ہے کلثوم کو پیہم
اور اک بندھے گلے پہ کہ شدت سے ہے ورم
پوچھو نہ ریسمان کی بندش کو ہے ستم
جس روز گردنِ حرمِ پنجتن کھنچی
ایسی گرہ لگی تھی کہ کٹ کر رسن کھلی

۵۲۱

نادی کی بارگاہ کے دروازے شاہ ہیں
بے ہوش ہر قدم حرم نیک ذات ہیں
درباں بھی دشمنِ شہِ عالی صفات ہیں
اُن کے ستم سے زمانے میں شش جہات ہیں
جس در پہ اہلبیت ید اللہ آتے ہیں
اک اک عصا غریبوں کے سر پہ لگاتے ہیں

۵۲۲

پردہ اُٹھا کے گرد مقتل کا آہ جب
بیساختہ ٹھہر کے سجاد تشنہ لب
چلا کے کہا پھوپھی سے نہیں اُٹھتے پاؤں اب
یاں تو یہ دو گونہ نظارا ہیں عجب
مشکل کُشا کے پوتے کا رسی میں ہاتھ ہے
کنبہ محمد عربی کا بھی ساتھ ہے

۵۲۳

وہ رو کے بولی بیچ تو کیوں غم شمار ہو
معصوم ہو امام ہو عالی وقار ہو
پرواری کس غریب کے غم ورثہ دار ہو
یہ جبر بھی اُٹھاؤ کہ بے اختیار ہو
آنکھوں کے گھر میں صدقے گئی در گذر کرو
مظلومی حسین پہ واری نظر کرو

نسخہ مظلومیت پہ شاہ امم کی نظر کرو

۵۲۴

القصہ انجمن میں حرم بے نقاب آئے
پر کانپتے ہوئے صفت آفتاب آئے
بزم شراب و رقص میں عصمت مآب آئے
تفریح یزید کے لئے سب شیخ و شاب آئے
ہے شمر کی جفا پہ محل شور و شین کا
زینب کے آگے نذر دیا سر حسین کا

۴۲۵

[illegible]

۴۲۶

[illegible]

۴۲۷

[illegible]

۴۲۸

[illegible]

۹۳۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۴۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۴۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۴۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۳

بولا یزید دیکھ کے سر کی شکوہ و شاں
سید کا سر یہی ہے کہا شمر نے کہاں ؛
شہزور تھا یہ پیاسہ حسینؑ کا مہ جواں ؛
اطفال شیر خوار بھی تھے تیر بے گماں
رن میں اگر گئے تو سب سے جدا ہو گئے
پیکاں گلے پہ کھا کے وہ اسی گھر آ گئے

۳۴

بولا وہ منہ پھرا کے یہ اب تک سنا نہیں
اُس نے کہا مبالغہ اسمیں ذرا نہیں
شیر خدا کا ذکر تجھے یاد کیا نہیں
اژدر کو گاہوارے میں چیرا ہے یا نہیں
کیا سن تھا کے برس کے جناب امیرؑ تھے
کل دو مہینے کے شہ برنا و پیر تھے ؛

۳۵

اُس نے کہا کہ ہاں وہ امامؑ انام تھے
اس نے کہا کہ یہ بھی عزیز امامؑ تھے
دریا دلی میں شک نہیں گو تشنہ کام تھے
مرد فرشتہ شکوہ و جلال ان کے نام تھے
اشراف مکہ تھے نجبائے مدینہ تھے
سر حلقۂ نامداروں کے مثل نگینہ تھے

۳۶

ہمت میں فوج فوج میں یکتا ہر اک دلیر
جوہر میں تیغ تیغ زنی میں خدا کے شیر
جز یاد حق زمانے کی سب نعمتوں سے سیر
حاکم پکارا اے خبر عنان اب زبان کو پھیر
انمیں سے ایک بچہ کا بیان کر
تفصیل وار تیغ زنی کا بیان کر

۴۲۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۱

سینے پہ تیغ اور ستم پہ ستم گرا
برق پہ برق اور علم پہ علم گرا
جھک کر قدم قدم پہ سرِ جادہ و حشم گرا
تکیہ پہ آ کے اشک از دیدۂ و غم گرا
رو دار ... چوں خطہ و پرویش گرا
نام اپنے نامیوں کو فراموش ہو گیا

۲۴۲

عمر و لدی کا سن تھا مہ چار دہ کا نور
آنکھیں تھیں کہ یاس ہماری نگہ کا نور
سبزہ نمود عارض پر نور یا ہما کا نور
وہ چہرہ اور بن گیا ہے بدر مہ کا نور
بالا کی زیب کا اُجالا وطن کا چاند
وہ رخ حسین کا ہالا اس حسن کا چاند

۲۴۳

چہرہ تھا بدر اختر تابندہ خال تھا
زیب بدن وہ رسول ہی گویا بلال تھا
جھوٹی جھکی بھوؤں سے دیدۂ عجب کمال تھا
ابرو کا بال بال جبینِ ہلال تھا
غصہ سے جب شکن ہوئی پیدا جبین پر
اک اور ماہِ نو ہوا ظاہر زمین پر

۲۴۴

رخ تھا جلالِ قہرِ خدا اور دلیر کا
آنکھیں غزال کی تھیں مگر رعب شیر کا
جس سے عیاں ظہور ہو قسمت کے پھیر کا
جنبش نگہ کی جلد کرے کام دیر کا
پلکیں سناں تھیں اُس رخِ تاباں کی
پلکیں گریاں تھیں بس خدنگ نگاہ کی

۴۵

واقف سے اور نہ غیر سے تھا منہ کو قال
کرتے تھے باہم اڈا کے جناب حسن سوال
دیکھیں ہمیں تو دو نہ آیا یہی خیال
پیغمبر کے نواسہ سر نے کام اشتعال
بچہ سا ہے شیر جو زن میں اس عشق کام کا
چھوٹا سا ہے رنگ آئے کسب ہیر فام کا

۴۶

رنگت کی جا بجا ہی کا تھی گل میں نازکی
ٹہنی تھی اور وہ بالی کا زور میں نازکی
دکھلا رہی تھی بال کم گیسو میں نازکی
ناخن میں شان سنبل کی ابرو میں نازکی
باغوں کی جان پھول لیے ہاتھ میں نانان
اسکا پسینہ عطر تھا خوشبو جوان عطر

۴۷

نا گہہ کے کلام لب آبدار سے
فقرے ہوئے برجستہ جدا ذوالفقار سے
بالا وہ نوجوان صف آرا و کار سے
واقف ہوا نہیں اسد کردگار سے
یاں کہتا تھا علی کی تو تھا سہ ثانی شان ہیں
وارث ہے ذوالفقار کی دادا کے نام ہیں

۴۸

سب احتیاج مند ہیں حاجت روا علی
شیروں کا ہے یہ نعرہ کہ شیر خدا علی
بندے خدا کے کہتے ہیں مشکل کشا علی
جان علی ہیں ہم پسر مرتضیٰ علی
یکتائی خدا میں شش جہت کیا
اک ضرب سے علی نے خیبری کو دو کیا

۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۳

بچپن سے ہم نے بھی یہ لڑی سنبھالی ہے
بخشی ہوئی علی کی یہ برچھی نکالی ہے
ہے ڈھال وہ کہ جو یہ قدرت نے ڈھالی ہے
ہر پہلواں کی تیغ و سناں دیکھی بھالی ہے
کاندھوں سے سر سروں سے ہیں شانے اڑا دیئے
جن پر عشق آئے جن کو وہ چھلاوے دکھا دیئے

۵۵۴

آٹھوں پہر لگائی ہے چو رنگ بار ہا
ہم بے خطا ہیں تیر بھی اپنے ہیں بے خطا
چلہ نشیں کمان کے گوشوں میں ہو رہا
نیزہ ہے اپنا زہر اگلتے ہیں اژدہا
پیدا زمیں سے عیاں اثر لطف و قہر ہے
مومن کو زمزمہ ہے کافر کو زہر ہے

۵۵۵

جسکی کہ ابتدا ہے ازل وہ خبر ہیں ہم
بسم اللہ صحیفہ علم و ہنر ہیں ہم
شمشیر امتحان خدا کی سپر ہیں ہم
بے خوف کٹ کے ہوئے حسن کے جگر ہیں ہم
سمجھو خزاں بہار جوانی کے باغ کو
بجھنے کی لو لگی ہے حسن کے چراغ کو

۵۵۶

ہم بیج وہ ازل سے ہے اسکا نہال ہیں
الماس ذوالفقار ہیں دُر بے مثال ہیں
کرسی نشین قصر زمرد کے لال ہیں
ہو سے ہم تر دو ہوں اگر پائمال ہیں
ناموس میں حسن سے میں سلطان ہوں
مرنے پہ جسکے تیر چلے اسکی جان ہوں

۵۷

ہیں رنگ و بو یوں پھول حسنؑ بوستاں علیؑ
ہیں یوں شعاع چاند حسنؑ آسماں علیؑ
ہیں موج سلسبیل حسنؑ اور جناں علیؑ
ہیں یوں سخن زبان حسنؑ ہیں بیاں علیؑ
ہیں آپ دُرِ حسنؑ دُرِ یکتا صدف علیؑ
ہیں سے شرف حسنؑ ہیں۔ حسنؑ کے شرف علیؑ

۵۸

مقسوم نیک تھا کہ یہ جاہ و حشم ہوئے
ہمنام قاسم شہ و خلد ہم ہوئے
ہم سے نصیب ور شہدا میں بھی کم ہوئے
وہ طالبِ توقد یہ شاہ اُمم ہوئے
جرأت ہے مجھ میں فاتحِ بدر و حنین کی
بیٹی حسنؑ کی اور غریبی حسینؑ کی

۵۹

یہ کہہ کے کی جو باگ ہوا حشر چار سو
میداں بھرا ہوا نظر آیا سنسان ہو
نے یہ نہ وہ نہ فوج نہ فتنہ نہیں نہ تو
غائب تھا سب نظر سے جہنم تھا روبرو
خاموشی اسکے ذکر میں حد سے گزرنا ہے
کہتا تھا ہر بچے وہ مرے گا جو بھی مرتا ہے

۶۰

تصویر اُٹھی آنکھ کے آگے بس اِس گھڑی
وہ قہر کی نگہ وہ رگِ ہاشمی کھڑی
گر پایا ادھر پاؤں تو ادھر سے گر پڑی
یہ خوب یاد ہے کہ ہرن جیسے چوکڑی
ٹھہرا نہ آسماں بھی اُٹھی زمیں پہ
رہوار تھا یہ سوار اُس کا زین پہ

۹۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۵۹

آئی اِدھر جو تیغ تو وحشت بپا کیا
شک سے یقیں کو کفر سے دیں کو جدا کیا
ہستی سے نیستی کا فرق برملا کیا
باقی تھی اک فنا سو اُسے بھی فنا کیا
کافر تو کیا ہے کفر بھی حیران ہو گیا
کلمہ نبی کا پڑھ کے مسلمان ہو گیا

۷۶۰

بھالا سنبھالا جس نے وہ منہ کے بل گر پڑا
کھینچی کماں جس نے وہ چلا کے گر پڑا
ٹوکا جو ہوشیار تو غش کھا کے گر پڑا
روکا جو بھاگ کے تو ٹھوکر کھا کے گر پڑا
چل پھر سے باد پا کی ہوا کھا کے گر پڑی
تلوار وہ چلی کہ قضا کھا کے گر پڑی

۷۶۱

اُدھر سے ہاتھ سے تیغ جو شمشیرِ جاں ستاں
طوفاں بپا ہے جیسے موج میں لہر اُچھال
آبِ رواں کا تیغ پہ پیچاں تھا گماں
ہر ایک پہلوان کی جاں میں تھی اماں
طوفاں اٹھا تھا زلزلہ میں غرب و شرق تھے
کشتی تھی سرنگوں کہ طرح چرخ غرق تھے

۷۶۲

وہ ایک تیغ اور ستمگر کے ہزار تیغ
پاؤں سے قطع کرتی تھی راہِ فرار تیغ
سر پہ اجل سوار اجل پر سوار تیغ
دکھلا رہی تھی حشر کی ہر اک بہار تیغ
آندھی تھی زلزلہ تھی دھواں تھی غبار تھی
سوزن تھی پل تھی صور تھی میزان تھی نار تھی

۷۳

اک بیت فی المثل ہے مرکب کہ تھا سوار
آگے یہ قطع تھی کہ رباعی کی طرح چار
پیچھے کے خمسے سے جو ہوئی ایک بیک دوچار
پھیلا کے شش جہت کہ مسدس ہے آشکار
مصراع قد کو کاٹ کے مطلع بنا دیا
برش کا نام ڈال کے مقطع بنا دیا

۷۴

گہ نوک پہ سپہر کے گنبد کو دھر لیا
گاہے زمیں پہ جا کے عمل اپنا کر لیا
گردن کی اس گروہ کی اُس صف کا سر لیا
ترچھی کمر پہ آئی تو اس کا جگر لیا
ہر دل وہاں کٹا جنبش تیغ جری کے ساتھ
قد اشقیا کے اُڑنے لگے پھرتی کے ساتھ

۷۵

گھسا یہ جوہر اپنے کو دم بند کر دیا
ہر دل کو پائی آگ پہ اسپند کر دیا
بیکار فند بازوں کا ہر فند کر دیا
تن پر زرے کے خاک کا پیوند کر دیا
ہر تن مزاج اس کے شراروں سے جل گئے
سب ایک تیغ کے سائے میں ڈھل گئے

۷۶

سب اُترے آب تیغ سے چہرے سپاہ کے
جس طرح غسل توبہ سے دفتر گناہ کے
سر اُس سے بھاگ گئے تھے صف کجکلاہ کے
جیسے فرار دزد ہوں آگے سے شاہ کے
یوں جلد جلد سیف نے کاٹا سپاہ کو
جیسے براق نے شب معراج راہ کو

۵۷۷

کلا ہیرے نوں کدی لال اے لبیں ہن گئی
پیڑ اے پھیرا ہے ای کے نال اے لبیں آ گئی
کیہا اے پاپ لبیں ہا کے کال لوی ہن گئی
پھیرا دین اودیں دل اے لبیں آ گئی

۵۷۸

پلا اندر پاں اے دے اے لاہ نیں پاتاں ہیں
پاپ اے اندر پیا اے لیہ تے آ گیا ہیں
ایں اے کیہا اے لا کے اندر ہے تے آ گئی ہیں
سلطان اے سب اے لوڑ اے آئی پیا ہیں

۵۷۹

ایں اے کوئی اوہاں اے چنگا لاکے کیہا ہیا
پلا کے نیہ پائی کوئی دی ویلا ہیا
ساکل کیتا اے جوڑ اے لاہ کے لوہا ہیا
پٹھا کال سیتا اے ساکی آگے ہیا

۵۸۰

پیش انہیں پیا علم تیب اے ہیا
اے ادی دی ہستی اے ہے گھر آ گیا ہیا
اے کیا اے تھیاں تے اے کس اے لوڑ ہیا
سانی کی آگے اے کوئی آگیا ہیا

۱۸۱
ببیلے کے جھاں سن نتے ہوری دی گی جھکی
ہر اندی دی گھر سے نے سروادن آگیاں ہاں
ہاں سہیلیاں کے توں سکے میں پیچ چیاں
بار جن لیا کیا ہے لالا کے ہو بے نتیاں
اال مصفر دو دیکھنیں کیاں آگیاں ہو
لانے گئے آپ آپاں گدوانتیاں ہو
نیند شاہ

۱۸۲
سنا تاکھانے کہو کڑاں پہ رے لالاں سے بیار
پھ جن سے لالاں پٹے ولے لالا ہیں بار
ہر اندی سے پچھ بیٹی سے بار بار
ستھیں اسے لی آکھا غلام اری گھا کیا بقصور
ہر اسے تم پکڑ یار ساں لالیں پڑ دے آگے
ناوہر کی لالاں دہ سے آگے کی یا لال لائے

۱۸۳
صدقہ جاؤں کی عقل دی گھر کا چلا آئے
باناوہ اسطر کلا صفدر کا جلد آئے
جلد آ تہ سیاں لاں ل ادر اہر کا جلد آئے
کھلا تہ پچھیکاں تن اسر کا جلد آئے
سببل سے ایں تلم سے سکھ بیچھے آئے
بیم ناز ادر ان سے ادارے پہ سیچھے آئے

۱۸۴
ہے جگ دانات گھر سے بنگلا ہو بیچ سن
پیچوں ہیں ٹیکے پچھ منتہ اگر آگر لکھن
ہاں سے کیا سکنے ہو سے ہو کر ہیں
کھلا دا وکیہ اسر کہ ہے ہر لگی بن
اال سنبھال لے ایں بیگلا اللا لکا کو
ہے ہے جایاں دا ہے ہر سے وادھا دھیان

۴۸۵

سُن کر جگر پہ نیزہ کے کھانیکا ذکر ہے
دنیا سے دولھا بھائی کے جانیکا ذکر ہے
لاشہ پہ بابا جان کے آنیکا ذکر ہے
جو ذکر ہے بہن کے رُلانیکا ذکر ہے
حاکم کو آئے کاش حیا اس بیان سے
دولھا کے دفن کرنیکو کہدے زبان سے

۴۸۶

اس دم سے یزید کا تھرا گیا جگر
کبریٰ پہ اور مادرِ قاسم پہ کی نظر
دیکھا زمیں پہ دونوں کے [illegible]
پوچھا جو نام کہنے لگا شمرِ بد گہر
جس نامور کی یہ شہادت کا حال ہے
وہ بھانجا ہے اُسکا اس زنِ بیوہ کا لال ہے

۴۸۷

حاکم پکارا حضرتِ سنا آ گیا ہوا
بولا وہ دُور جسم تو عملدار کا ہوا
سر پر علم کا سبز پھریرا کھلا ہوا
کوزہ نگار رُخ کے ہوئے سقّہ بنا ہوا
اک حملے میں وہ نہر پہ سب کٹ گئے تھے
روکا کسی نے پر نہ ہلے وہ جو ہمارے تھے

۴۸۸

سنتے ہی ذکرِ حملۂ عباس اُس گھڑی
درباریوں کو شیر کی آمد نظر پڑی
بیساختہ امیروں کی صف ہو گئی کھڑی
بولا یہ شمر اُس سے بھی قسمت فقط لڑی
یاں نام سن کے رعب سے سب تھرتھرائے ہیں
اُنکا جگر ہے اُس سے جو لڑنے آئے ہیں

۸۹

حاکم نے سو سے تیر اشارہ کیا کہ ہاں
بولا وہ بے حیا کہ خطا ہم کریں کہاں
بدر و حنین و خندق و صفین و نہروان
اک ایک جنگ میں تھے یہ سب معرکے عیاں
یکتا تھے یہ علی کی طرح سب غزائی میں
مہر و وفا میں خلق و کرم میں لڑائی میں

۹۰

دریا کے گھاٹ تیغ سے کوسوں ہٹا لیے
دست خدا کے زور انھوں نے دکھا دیے
طوفان امتحاں کے بھنور میں ہٹا دیے
کیا کیا کہیں کہ پیاس کو تیری چھپا لیے
چھاتی پہ ہاتھ دھر کے پیاسے ہو گئے
بل کھا کے غار خون کے دریا میں دھو گئے

۹۱

بولا یزید مر گئے عباس جب تمام
پھر کون آیا لڑنے کو سوئے سپاہ شام
اس نے کہا حسین کا فرزند تشنہ کام
ہمشکل تھا رسول کا وہ بدر تمام
اٹھارھواں برس تھا عجب اس کی شان تھی
سو دلبری کی پیاس میں کیا آن بان تھی

۹۲

یہ وصف لقا کا وصف کیا اس نے برملا
بولا یہ نوجواں تھا سب گھر کا لاڈلا
زینب نے لاکھ ضبط کیا پر نہ بس چلا
منہ سے نکل گیا مری گودی کا تھا پلا
اس نے کہا درست ہے بچی چوکھی تھی
لاشہ پہ بھی اس کی یہی بی بی آئی تھی

۹۳

پہونچا کے لاش اکبر عالی وقار کو
لائے حسینؑ ہاتھوں پہ اک شیرخوار کو
ہچکی لگی تھی پیاس سے اُس گلعذار کو
منہ کھولے دیکھتا تھا شہ نامدار کو
ہلتے تھے ہونٹھ بات سمجھ میں آتی تھی
تالو پہ لیک رہا تھا زبان اینٹھی جاتی تھی

۹۴

سن وہ کہ رحم کھائے ہر اک گبر اور یہود
وہ منھ گلاب سا کہ پڑھیں جس پہ سب درود
ہونٹھوں سے رنگ غنچۂ سوسن کا تھا نمود
وہ گوری گوری باہوں کی ساری رگیں کبود
گھبرا کے سانس لیتے تھے آنکھیں پھراتے تھے
یہ ضعف تھا کہ گود میں بھی غش میں جاتے تھے

۹۵

آخر بیان بچہ کا نام و نسب کیا
اُس کے لئے حسینؑ نے پانی طلب کیا
کہنے لگے یہ پوچھ کے کیا غضب کیا
تیر جفا سے قتل اُسے بے سبب کیا
گردن پہ تیر لگتے ہی معصوم ڈر گیا
ہمکا پدر سے ملنے کو بس اور مر گیا

۹۶

زانو پہ ہاتھ مار کے چلایا وہ شریر
بچہ کا کیا قصور تھا کیوں مارا اسکو تیر
اُس نے کہا خوشی کے لیے تیری اے امیر
حاضر ہے سر بھی ہاتھوں میں بیتاب ہے تیر
بولا یزید عذر و سماجت کروں گا میں
لا بے خطا کے سر کی زیارت کرونگا میں

مسخ زبان

۹۷

ننھا سا سر اُٹھا کے جو لایا وہ ناگہاں
بانوؑ نے پیٹ کے سر کی بلائیں یہ کی فغاں
حاکم بھی کتنی پیاس تمھاری ہے مہرباں
چپکے نہ رہیو وقت سفارش ہے میری جاں
کہیو زباں ننھی سی پیاسے اگر کہے
حاکم رودا اور ڈھارس دانی پہ مر کہے

۹۸

کہیو کہ کھول دے پھوپی اماں کا بھی گلا
کہیو کہ بے دوا ہے مرا بھائی لاڈلا
کہیو کہ میرے کنبہ کو دو دو دو اب پلا
کہیو کہ دے حسینؑ کو کفنانے کی رضا
بولی سکینہؑ سکتے میں غل ماں بہن کا
بھیا دلا دو لمر مجھے بابا حسینؑ کا

نسخہ۔ کہیو کہ میرا بھائی ہے بیمار و بے دوا۔

۹۹

دیکھا بہت زینبؑ نے شہنشاہ کا جمال
وہ بھولی بھولی شکل وہ بکھرے جھنڈولے بال
آنکھوں کو ڈبڈبا کے کیا شہؑ سے یہ سوال
پھولوں کے ساتھ ہو گئیں کلیاں بھی پائمال
میں سے تو ہوش دیکھ کے یہ سر بجا نہیں
تیرا ابھی دل کو ڈھاکتی قوت پا نہیں

۱۰۰

کی عرض تن جا وہ پکارا کہاں کہاں
شہؑ نے زمیں سے رو کے کہا ایک تو یہاں
خالی ہوا نبیؐ کے مرقع سے جب جہاں
اور نوجواں کی لاش پہ آئے شہ زماں
پیدل تھے بچہ اس سمت اور بے قرار تھے
نانا کے راہوار پہ حضرت سوار تھے

١٠١

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٠٢

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٠٣

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٠٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۹

آ دوستی کی ہم سب نے سیدا آئے ہیں

یا کہ تھا ایک الائے سلطان ہم پہ ہے

لائیں یہ اپنے پیار کی آنکھوں ہیں

کوئی کسی کا لیکن ہیاں پتھر ہیں یہ

یہ الا اگر اور بھی حال انکا ہے

پیار دے اگر ہونی کا ...

۱۱۰

پھر دیکھ بہاری پیتیں پھیں اور اب آنکھ کو

یاس کے گی ایک دور ہیں پھر گورا کے یہ

اب کی لاش اُن اپنے سینے سے چھپی ہے

دو اوپر ہیں لاشوں کی گرمی کا اوہ

پیکن ہو جو یہاں کا اور اب ہیں

اے سینہ ہیں سے ہے نکلی کا ادب ہیں

۱۱۱

حالوں بیاں سے ہیں تو سر اٹھا لا

کہ یہ نہ ہو بلکہ یہ ہے کہ اور دیکھ

یہ دو ہے جس سے کیا آپ کی گھاٹی کا اور

یہ لاش پہنچے الگ ہے

اگر کھلا گیا ہو نا ماں آئے دی

اے دوستی ہیں سے ہے آگے ہے کار ی

۱۱۲

یہاں کیا کروں کہ دو دیکھ کے رنگ کیا یہ

یہ چھپی ہی دوہ لاش سے اور سر چلا گیا

یہ ہستی کا سیدھی سے یہ شمع کیا یہ

بس اے آئے کی نقش فضا سے ادا کیا

کہ ہستی سے دو جگ سے آپ کی چھپی یہ

اے کا ملا ہو دو بند ہیں سے جو ہیں

یہ کام ہے

سیفی کا نمونہ مری شمشیرِ زباں ہے
اللہ کی تلوار کے جوہر کا بیاں ہے
قبضہ میں مرے معنی و الفاظ کی جاں ہے
اب سیفِ زباں نظم کے میدان میں رواں ہے
وہ رزم کی مضمون کا رن آج پڑے گا
مصرع تو کہاں ذہن کیبگانہ لڑیگا

۵۲

جتنے ہمہ داں ہیں وہ مرے مرتبہ داں ہیں
یہ نظم وہ دیکھیں جو فصیحانِ جہاں ہیں
مصرع نہیں جیسے یہ فصاحت کی زباں ہیں
معنی جو بلاغت کے ہیں تیغ پہ عیاں ہیں
الفاظ ہیں وہ پاک کہ ثانی نہیں رکھتے
خالی جو لغت سے ہیں ۔ معانی نہیں رکھتے

۵۳

جو حاتیہ کی طرح طرفدار نہ ہوں گے
میرے سخن صدق سے بیزار نہ ہوں گے
کیونکر دُرِ یکتا کے خریدار نہ ہوں گے
بحرین میں ایسے دُرِ شہوار نہ ہوں گے
مضمون ہیں عباسؑ کے اعزاز و شرف کے
دیکھو تو سہی صاف ہیں موتی یہ نجف کے

۵۴ مطلع

ہمرنگ ہے گلچیں مرے مضموں کے چمن کا
ہم بحر ہے قطرہ مرے دریائے سخن کا
مصرع ہے یہ تو مری تصنیفِ کہن کا
نقطہ ہے عطارد و قلم ذو فنن کا
ہے جوہرِ علیؑ طبعِ خداداد کی خاطر
اور راہ نبیؐ ہاشمی اجداد کی خاطر

۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹
جو عز و شرف جعفرِ طیار نے پائے
کس جنس شہادت کے خریدار نے پائے
حاشا نہ مہاجر نے نہ انصار نے پائے
پر شاہِ شہیداں کے علمدار نے پائے
جعفر بھی تصدق ہوئے حیدر کے خلف پر
یاقوت کے پر خوب کٹے دُرِّ نجف پر

۱۰
یہ شمع قدِ روشن کے دو پروانے یہ پر ہیں
یہ نخلِ شہادت کے دو برگِ گلِ تر ہیں
رحمت کے یہ دو ابر اِدھر اور اُدھر ہیں
رخسار ہیں یا جلوہ نما شمس و قمر ہیں
قرباں ہیں اس جسم شہا کے پروں پر
ہر دم یہ ہما رہتے ہیں شبیر کے سر پر

۱۱
ہر شہپرِ زیبا ہے ورق مصحفِ خدا کا
اک حسن کا آیہ ہے اور اک نور ضیا کا
اک اوج ہے ایمان کا اک شرعِ ہدیٰ کا
اک تاج ہے زور آوروں کا اک ابرِ عطا کا
وہ سایہ ہے اللہ کا یہ سایہ نبی کا
وہ جد حسن کا یہ حسین ابن علی کا

۱۲
پہلو وہ ہما جن کے ہوا خواہ سلیمان
جبریل کہیں مثل پلک آنکھ پہ ہر آن
حوریں کہیں صدقے ہیں پری کہتی ہے قربان
سو جان سے ہر مہ یہ تصدق ہیں نبی جان
عباس علی روحِ شہِ جن و بشر ہیں
یہ طائرِ روحِ شہِ مظلوم کے پر ہیں

۵۱۳

[illegible]

۵۱۴

[illegible]

۵۱۵

[illegible]

۵۱۶

[illegible]

۲۱۷

یوں تذکرہ میں کلکِ صداقت سے ہے مسطور
جس وقت میں جعفرؑ کو شہادت ہوئی منظور
فردوس سے نزدیک تھا تربت سے بہت دور
اک جا تھا شررِ نار تھے اک جا چمنِ نور
مسجد میں یہاں روشن تھی رسولِ دوسرا کے
آنکھوں سے حجاب اُٹھ گئے تھے حکمِ خدا سے

۲۱۸

آئینہ کے مانند تھا رن پیشِ پیمبرؐ
اس آئینے میں دیکھتے تھے تینوں کے جوہر
تھی مثلِ الف آنکھ کے آگے صفِ لشکر
جنگاہ کی روداد بیاں کرتے تھے فرفر
پیدا لبِ جاں بخش سے اسرارِ خفی تھے
ہمدم ہمہ تن گوش سب اصحابِ نبیؐ تھے

۲۱۹

رو رو کے کہا احمدِؐ مرسل نے قضارا
لو زیدؑ علمدار کو کفار نے مارا
جعفرؑ نے اُٹھایا علم اس وقت ہمارا
رونے لگے اصحاب گریباں کیا پارا
آہوں کا دھواں تا چرخ ہر ایک جگہ تھا
کعبہ کی طرح جامۂ مسجد بھی سیہ تھا

۲۲۰

ناگاہ پیمبرؐ نے کہا ہائے برادر
مسجد میں اُٹھا شور کہ ہائے گئے جعفرؑ
یہ غل تھا کہ وارد ہوئے جبریلؑ کے سر
آتے ہی پڑھا فاتحہ اور بولے یہ رو کر
جعفرؑ نے تو ہاتھوں کو فدائے حق کیا ہے
پر دیکھیے پایا کیا وہیں مالک نے دیا ہے

۲۳۱

اسلام سوئے میدان ستم دیکھے مولا
آلودہ خوں اپنا علم دیکھے مولا
جعفر کا ستم حق کا کرم دیکھے مولا
مشتاق حوران ارم دیکھے مولا
بھائی کی ترے قدر بلند آج ہوئی ہے
سو نیزوں پہ اک لاش کو معراج ہوئی ہے

۲۳۲

پیار دیکھتے ہیں ان کی طرف شاہ مظلوم
ہائے غازی کی ذرا کون پہ علم لاشہ جعفر
سکتے ہیں عدو برچھیوں کو گردشیں دیکر
الفتح کہا آ گیا حیدر کا برادر
تابوت ذرا جعفر طیار کا دیکھو
انجام پیمبر کے علمدار کا دیکھو

۲۳۳

پہ لاش کے گرد فرشتوں کے پرے ہیں
یاقوت کے پر بعضوں کے ہاتھوں پہ دھرے ہیں
شہپال زمرد کہیں طوبیٰ سے گرے ہیں
شہپر کہیں موتی کی تجلی سے بھرے ہیں
کہتے ہیں فرشتے کہ پسند آپ کو کیا ہے
جعفر طیار یہ سوغات خدا ہے

۲۳۴

حیدر کو خبر دی یہ رسول دوسرا نے
چاک اپنا گریباں کیا دست خدا نے
رو کر یہ کہا شاہ عقدہ کشا نے
بازو تھے جو قلم راہ خدا میں سر شانے
بھائی کی طرح رتبۂ برتر مجھے ملے
اللہ کی سرکار سے شہپر مجھے ملے

۲۵

سنکر یہ تماشا شہ والا کے پکارے
بس بس کہ یہ حصہ ہے بھتیجے کا ہمارے
جو عاشق پیمبر ہے پوتوں میں ہمارے
شاہوں کو کیا پیاسا وہ دریا کے کنارے
رتبے کی بلندی میں فلک پست رہیں گے
یاقوت سے پارہ اسکو سرو دست رہیں گے

۲۶

زہرا کی دو تین برس اور ہے مہماں
اک صالحہ سے ہوگا ترے عقد کا ساماں
اس بی بی کے فرزند گرامی کے ہیں قرباں
سمجھیگا تو اسے گھر سے جان اور ایماں
قرباں وہ رہیگا پسر جیسے نبی پر
جس طرح سے تم مجھ پہ نثار اور میں خدا پر

۲۷

جب طلع قدرت سے ہوا روشن وہ ستارا
منہ چوم کے تم کہیو سلام اس سے ہمارا
آنکھوں سے مری کہیو چہرہ کا نظارا
کہیو کہ چچا مر گیا مشتاق تمہارا
شبیر سے دیکھیں گے رفاقت کو تمہاری
دریا پہ ہم آئیں گے زیارت کو تمہاری

۲۸

سجدہ کیا حیدر نے کہ ہے اوج مقدر
کی عرض پیمبر سے کہ اے صاحب تطہیر
سبطین کو تو حق نے کیا شبر و شبیر
تم نام مرے بیٹے کا رکھو کہ ہو توقیر
پر نام میں وہ طرح کی تاثیر ہو پیدا
حیدر کا جلال الفت شبیر ہو پیدا

۵۲۹

ناگاہ ندا آئی کہ ہم نام رکھیں گے
کیا قدرِ شبیرؑ کو ناکام رکھیں گے
ہم انکو سدا مورد انعام رکھیں گے
عشرے میں علم انکا خوش انجام رکھیں گے
مختار ہیں یہ پیش علیؑ گھر ہیں ہمارے
عباسؑ خطاب انکا ہے دفتر ہیں ہمارے

۵۳۰

ہے عین سے اسم کہ ہوں گے یہ علمدار
بے سے ہے بشارت کہ ہے بازوئے سالار
ایمان کا آغاز الف سے ہے نمودار
ہے سین سے سقائے سکینہؑ یہ خوش اطوار
ہے عین کے سر پہ جو زبر خواہش رب سے
یہ بازوئے شبیرؑ زبردست ہے سب سے

۵۳۱

مسجد سے گھر اپنے گیا وہ قبلۂ عالم
زہراؑ سے بیاں کی خبر شادی ماتم
رونے لگیں وہ اور یہ علیؑ سے کہا ہم
مظلومی شبیرؑ کی کھاتے ہیں قسم ہم
لو ہم نے اجازت دی بجبر خوشی سے
تم عقد کرو مادر عباسؑ علیؑ سے

۵۳۲

والی وہ کہاں رہتی ہے بتلا دیں تو جاؤں
حشمت سے تجمل سے گھر اپنے اُسے لاؤں
ہے عین خوشی ہر قدم آنکھوں کو بچھاؤں
دن دیکھ کے اچھا سا دلہن اُس کو بناؤں
سرگرم بلا عذر رہوں کام پہ اُسکے
جاگیر فدک کی میں لکھوں نام پہ اُسکے

۵۳۳

مقدور نہ تھی اُسکی تواضع کا کہاں ہے
وہ شاہ شہیداںؑ کے فدائی کی وہاں ہے
کونین میں وہ محسن خاتونِ جناں ہے
میں کون ہوں خود اُسکا فدا مریم بتواں ہے
گر اُس کے عوض فاطمہؑ سو بار فدا ہو
حق یہ ہے کہ او پھر بھی نہ حق اُسکا ادا ہو

۵۳۴

پیدا ہو جو عباسؑ تو میں گرد پھراؤں
جو ناز کرے فخر سے آنکھوں پہ اُٹھاؤں
شبیرؑ کے فدیہ کے سب ارمان نکالوں
بس دودھ چھڑاتے ہی میں نوشاہ بناؤں
ننھی سی کمر چُست پہ ہو تیغ کمر میں
کاندھے پہ علم رکھ کے پھراؤں اُسے گھر میں

۵۳۵

اطفال قریشی ہوں پس پُشت سواری
فوج ہو کوئی جیسے کہ پیرو ہے تمھاری
ہر ایک قدم میری زباں پہ ہو یہ جاری
آتی ہے علمدار حسینؑ کی سواری
سقائی کی بھی زیر علم جلوہ گری ہو
ننھی سی ہو اک مشک کاندھے پہ دھری ہو

۵۳۶

حیدرؑ نے کہا سب یہ حشم ہوئیں گے زہراؑ
بھائی کے وہ مختار علم ہوئیں گے زہراؑ
سقائے یتیمان حرم ہوئیں گے زہراؑ
پر کرب کہ کم تم ہو گی نہ ہم ہوئیں گے زہراؑ
دنیاں تلک بس ہیں یا بادہ کہیں گے
پھر شاہ شہیداںؑ کی غلامی میں رہیں گے

۵۳۷

اب تو نہ ولادت ہے نہ دیدار ہے زہرا
عباس کو کم پاؤ یہ دشوار ہے زہرا
لاشے کا مقدر میں گر پیار ہے زہرا
پہلا وہی دیدار علمدار ہے زہرا
تم قدسے آؤ گی یہ تعظیم کریں گے
اٹھ اٹھ کے کٹے شانوں سے تسلیم کریں گے

۵۳۸

زہرا یہ بیاں سن کے ہوئیں سخت پریشان
زینب کو پکاریں ادھر آ میں ترے قربان
بیٹی سنا تو نے مرو گی میں پر ارمان
تو خدمت عباس کا اقرار کر اس آن
وہ بولی مرا فخر ہے کچھ عذر نہیں ہے
ندیم مرے ماں جائے کا وہ ماہ جبیں ہے

۵۳۹

زہرا نے کہا اور بھی احسان کرے گی
بولی کہ بہن بیاہ کا ساماں کرے گی
فرمایا یہ سب کچھ تو مری جان کرے گی
بالوں کو بھی لاشے پہ پریشان کرے گی
خوں منہ پہ مرے لال کے غازے کا ملے گی
لے بلائیں بھی کٹے شانوں کی لے گی

۵۴۰

یہ سن کے نہ تاب آئی محمد کے وصی کو
فرمایا نہ مجبور کرو بنت علی کو
رسی میں عدو باندھیں گے ناموس نبی کو
سر پیٹنے کا حکم نہ ہوئے گا کسی کو
سیدانیوں کے حال پہ عرش ہلے گا
شبیر کے لاشے پہ بھی رونا نہ ملے گا

۱۲۱

[illegible]

۱۲۲

[illegible]

۱۲۳

[illegible]

۱۲۴

[illegible]

۵۴۵

ہنستے ہوئے ناگاہ حسینؑ و حسنؑ آئے
اک گل کے نظارے کے لیے دو چمن آئے
کس مہر سے خورشیدِ رسولِ زمن آئے
دو چاند ستارے کی طرف خندہ زن آئے
شبیرؑ سے علیؑ نے کہا بھائی ہے تمہارا
شبیرؑ نے فرمایا فدائی ہے تمہارا

۵۴۶

شاہِ شہدا آئے جو منہ دیکھنے کو پاس
نعلین کے بوسے کو جھکنے لگے عباسؑ
تھا روزِ ولادت بھی لحاظ و ادب و پاس
آغوش میں آنا تھا کہ پوری ہوئی سب آس
یہ حوصلہ یہ فہم تھا بچپن میں نہیں کا
وہ ننھے سے ہاتھ اور وہ دامن شہِ دیں کا

۵۴۷

بوسہ دیا رخسار پہ شاہِ شہدا نے
پھر ہاتھ کئی بار اسے چوم کے شانے
بیٹا کیا اپنا خلفِ خیرِ نسا نے
عباسؑ کو یہ مژدہ دیا شیرِ خدا نے
ہے آلِ عبا سے ترا پیوند ہے بیٹا
فرزندِ پیمبرؐ کا تو فرزند ہے بیٹا

۵۴۸

فرزندیِ شبیرؑ گرامی ہو مبارک
آقائی انہیں تم کو غلامی ہو مبارک
مقتلین شہدین کی سلامی ہو مبارک
عز و شرفِ جعفرؑ ثانی ہو مبارک
شبیرؑ جو فرزند کہیں پیار سمجھنا
تم ان کو مگر مالک و مختار سمجھنا

۴۹

اتنے میں کہا ماں نے کہ آ قدم پہ پیمبر
قربان گئی ہو کے گلے آقا سے بغلگیر
بچوں کو بھی سر افراز کرو پیرو شبیر
خدمت کے لئے جاؤ کہ بڑھے دنی کی توقیر
کاہے کو پسند آ گئی اب گود کسی کی
شبیر کے آغوش میں خوشبو ہے نبی کی

۵۰

بھائی کے دیدار کے بھوکے تھے [illegible]
نے دودھ کی پروا ہے نہ کچھ یاد ہماری
یہ سن کے بڑھی بی بی کہ وہ عاشق باری
اور کلمۂ خوشامد کے زباں سے کئے جاری
منھ پھیر کے آقا کے گلے مل گئے عباس
اک آن میں شبیر سے بھی مل گئے عباس

۵۱

حضرت نے اشارہ کیا پاس ان کے یہ آؤ
اماں سے محبوب کا کچھ غم نہ کرو جاؤ
یہ آپ سے آئے تو اسے دودھ پلاؤ
یہ عاشق صادق ہے ہم اصول بتاؤ
جب تک ہو نہیں یاں وہ یہ جانی نہ پئیگا
اک روز مرے واسطے پانی نہ پئیگا

۵۲

حشمت کہ ہر دم ہوئی توقیر زیادہ
سن بڑھتا تھا کم الفت شبیر زیادہ
مشق رقم مصحف و تفسیر زیادہ
شوق ہنر نیزہ و شمشیر زیادہ
کچھ ہوش سنبھالا تو اٹھا کر تلوار سنبھالی
بابا کی بھی بھائی کی بھی سرکار سنبھالی

۵۵۳

افضل یہ ہنر میں ہوئے سب اہل ہنر سے
جس طرح قمر تاروں سے اور شمس قمر سے
ہمت میں گراں قدر تھے یہ جن و بشر سے
جس طرح گہر سنگ سے اور لعل گہر سے
یوں حسن میں بڑھ کر تھے یہ انسان حسیں سے
جس طرح نبی خلق سے اور عرش زمیں سے

۵۵۴

یوں سنتے تھے ارشاد شہ ارض و سما کو
جس طرح سے جبریل امیں وحی خدا کو
یوں دیکھتے تھے پیار سے شاہ شہدا کو
جیسے اسد اللہ رسول دوسرا کو
فاقوں میں وہ بھائی کی زیارت کا مزہ تھا
جو روزے میں قرآں کی تلاوت کا مزہ تھا

۵۵۵

فرماتی تھیں ماں یہ انھیں کہہ کے پسر وذرا
ہاں اے پسر مت بھولیو آداب ہیں کیا کیا
جا کر کبھی محفل میں جو بیٹھے مرا آقا
بیٹھو یہیں دو زانو ادب سے مرے لالا
خدمت میں کھڑے رہیو سامنے جو وہ کچھ کہیں
نعلین بھی حضرت کے آنکھوں پہ رکھو کہیں

۵۵۶

ماں کہتی تھی پیغمبر کے بھائی ہیں تمھارے
پیری میں یہ کہتے تھے کہ آقا ہیں ہمارے
ہم ذرہ ہیں یہ وہ عرش معلیٰ کے ستارے
آخر وہ یہ کہتی تھی کہ قائل ہوں یہ پیارے
کھو اٹھنے کے قابل تری آقا کی سواری
یہ صحبت پیغمبر کی تاثیر ہے ساری

۵۷

اللہ رے انکی غلامی میں ابد تک
نعلین مبارک کا اٹھانا ہو مبارک
آنکھوں پہ رکھو سر پہ رکھو فخر ہے بیشک
سر پر تو ہے وہ تاج اور آنکھوں پہ ہے عینک
اس قدر شناسی میں بڑا جاہ ملے گا
بس اور تو میں کیا کہوں اللہ ملے گا

۵۸

خدا ان سے رضامند تھے یہ تھے رضامند
وہ کہتے تھے فرزند یہ کہتے تھے خداوند
باہو کو بناتے تھے کبھی شہ کا کمر بند
اور ہاتھ تو تھے دامن پیغمبر کا پیوند
قبضہ نہ فقط دامن دولت پہ کیا تھا
معشوق کا دل ہاتھ میں عاشق نے لیا تھا

۵۹

یک جان دو قالب تو زبانوں پہ ہے اکثر
موجد سخن تازہ کی ہے طبع سخنور
اعداد میں ہیں قالب و عباس برابر
پیغمبر ہیں بے شبہ و بے شک جان پیمبر
خود شان ہے قربان عجب شان ہے انکی
قالب ہے جدا اور جان نبی جان سے آئی

۶۰

ہمراز محبت کا سنا تھا جو فسانا
پھر تو یہ انھیں شام و سحر قبر پہ جانا
ہاتھ سے پھول چڑھانا کبھی واں شمع جلانا
اور واں سے جو آنا تو یہ ماں کو سنانا
ہیں فاطمہ کی روح سے طالب میں مدد کا
دربار کیا کرتا ہوں دو وقت لحد کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۶۵

عباسؑ پھرے گرد محمدؐ سر کو جھکا کے
نعرہ یہ کیا قاسمؑ و شاہ دیں جا کے
قربان ہیں قانون قیامت کی اُٹھا کے
دل سے ہیں فدا دیں پہ شہ شہدا کے
زہرا کی سفارش سے غلام ہم کو ملا ہے
اس قبر کی جاروب کشی کا یہ صلا ہے

۵۶۶

ماہ رجب آ پہنچا کہ شبیرؑ ہوا یاد
غرّہ تھا محرم کا کہ صحرا ہوا آباد
عاشور کی عید آتے ہی مولا ہوئے شاد
قربانی کی زادو کی کرنے لگے ایجاد
کھلائے بہشتی تم اسپاں کے تھے
زہرا کی جگہ تھیں سر کی جگہ تھے

۵۶۷

کہتے تھے کبھی جب دل مضطر کی کہانی
تا عرش گئی مادر قاسمؑ کی دہائی
چلانے لگی گھبرا کے بس شتاب نہ آئی
بیٹے تیری پھر لپٹا ہوا ناف سے بطالی
تشہیر سے گئی مسند قاسمؑ سے بیاہ
یہ غم تھا کہ ہم رہ گئی سینہ میں لگا کر

۵۶۸

دولہا کو دیا مادر قاسمؑ کو بیاہ کے
اور بیٹھ گئے زانو دولہا پہ سر کو جھکا کے
دیں سب نے بلائیں لیں ہر اک بی بی نے آ کے
سب سے کہا نذر دی تھی مولا کی دکھا کے
بیجان انھیں جان حسنؑ کر گیا ہو گا
ارمان سے بھتیجے کا بیاہ کر گیا ہو گا

۷۶۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۷۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۷۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۷۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۷۳

عباسؑ نے پکار کے کہا مشک تو لاؤ
تم ہاتھ سے اپنے ہمیں سقا تو بناؤ
اور زیر فلک تھا سبھی وہ بچھاؤ
سر کھول کے تم قبلہ کی طرف ہاتھ اٹھاؤ
حق چاہے تو پتھر بھی ہو جاتے ہیں پانی
بی بی نے کہا شکر سے ہم لائے ہیں پانی

۵۷۴

مشکیزہ اُدھر لائی وہ بنتِ شہ والا
بسم اللہ اُدھر کہہ کے چچا سا بیٹھا
سائے کے بانہیں وہ بنانے لگی سقا
مشکیزہ سے شانے کی ہوئی شان دوبالا
حضرت سے یہ کی عرض کہ مشتاق تھا ہوں
شہ بولے کہ ہم تو ہیں راضی برضا ہوں

۵۷۵

تم آئے ہو دریا پہ اجل آئی ابھی سے
بھائی کی کمر ٹوٹ گئی بھائی ابھی سے
لو جاتی رہی آنکھوں کی بینائی ابھی سے
ہے پیش نظر لاش کی تنہائی ابھی سے
ارمان نہ پورے ہوئے کچھ کشتۂ غم کے
تم لاش مری لائے نہ سایہ میں علم کے

۵۷۶

ٹوٹے پہ پڑھ جائے گا تمہیں بھائی تمہارا
تم قبر میں مردہ نہ اتارو گے ہمارا
اللہ علمدار کیا ہم سے کنارا
پردیس میں تابوت ہمارا نہ سنوارا
تم چھٹ گئے بھائی سے تو بس چھٹ گئے عباسؑ
سر کٹ گیا زینبؑ کا حرم لٹ گئے عباسؑ

۷۷

غازی نے یہ سن کر سرِ تسلیم جھکایا
اور در کے قریب آن کے زوجہ کو بلایا
پھر اُس سے کہا سنتے ہی زیور کو بڑھایا
زینبؑ نے سبب پوچھا تو رو کر یہ بتایا
کہتے ہیں کہ تو لاکھ کے رزم میں گرونگا
مہر اپنا مجھے بخش دو جیتا نہ پھروں گا

۷۸

ہر چند نیاز اپنے کا بڑا اجر و ستم ہے
پر بیچ میں معصوم سکینہؑ کا قدم ہے
شاہد مری بی بی تمہیں زہراؑ کی قسم ہے
بخشا نہیں لونڈی نے نہ اب فکر نہ غم ہے
مہر اپنا تصدق یہ سکینہؑ پہ تصدق
یہ باندی سلطانِ مدینہ پہ تصدق

۷۹

ناگہ درِ دولت پہ سواری کا ہوا غل
چھایا شکوہ و حشم و جاہ و تجمل
سامان سواری یہاں موجود ہوا کل
رہوار پہ طرزِ زینِ شہِ جزو و کل
اب جانے پہ تیار شہِ لشکر ہے
یا حضرت عباسؑ علیؑ وقتِ مدد ہے

۸۰

اسوار ہوا جب علمدارِ گرامی
اکبرؑ نے رکاب اور عناں شاہ نے تھامی
اقبال و عالم نے دیا خطِ غلامی
سب چرخِ بریں جھک کے زمیں چوم سلامی
کیا دامنِ دولت نہ کہوں دامنِ زینبؑ
دامن میں لیا زینبؑ نے اُس دولتِ دیں کو

۸۱م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۲م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۳م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۴م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۸۵

ماتندہ داں غلغلہ ہے صلِّ علےٰ کے
حاضر ہیں فلک پیش نگہ سر کو جھکا کے
مردم ہیں تو سم کے نشاں راہ میں پا کے
عینک کی طرح آنکھوں پہ رکھتے ہیں اٹھا کے
چلاتی ہے شوکت کہ درود اپنے پڑھے جا
فرماتی ہے ہمت کہ بڑھے جا بڑھے جا

۵۸۶

چالاکی میں تو گوشوں سے بہما شاہ وہ تک
شہزادہ میں یہ ذور رکابی بھی ہٹی ہوئی چابک
لے پیکے جنہوں نے تیر ہیں ہم نگہ چالاک
تا آنکھوں سے گر جائے یہ نہیں یارا سناک
صدقے فرس باد وش شاہ دو جہاں پر
مثل جرس آتا ہے خلائق کی زباں پر

۵۸۷

گھوڑا جو تڑپ کر یہ ادا بول رہا ہے
کہتے ہیں عدو تیر کماں بول رہا ہے
بعضوں کا اشارہ ہے کہ واں بول رہا ہے
تلوار علمدار جواں بول رہا ہے
نعرے میں ہے ضیغم پہ غضب تیز پڑی ہے
افلاک کے نو شیشوں میں بال آ گئی ہے

۵۸۸

جب باگ ہلی آمد محشر نظر آئی
لشکر میں قیامت ادھر آئی اُدھر آئی
چمکا جو علم چار طرف یہ خبر آئی
وہ کاہکشاں آج فلک سے اتر آئی
جب ہاتھ میں تلوار کا پرتو نظر آیا
خورشید کے پنجے میں یہ نور نظر آیا

۹۸۹

اللہ رے نور بدن پاک کا سایا
ہر ذرہ کو خورشید کی مسند پہ بٹھایا
ہر ایک شجر کو شجرِ طور بنایا
ہر ایک جگہ نورِ مجسم نظر آیا
مُردوں کا یہ عالم ہوا اس جوبن سے
جیسے کوئی چونک اٹھتا ہے سو کے جاگ کر

۹۹۰

خادم ہیں شجاع ان کے کہیں عین شجاعت
بندے ہیں سخی ان کے کہیں محض سخاوت
ہمت کو سکھا دیتے ہیں یہ معنیٔ ہمت
اعجاز کو اعجاز کرامت کو کرامت
کیسے ہی آدم کہ یہ آدم کے شرف ہیں
کس گنتی میں عالم یہ دو عالم کے شرف ہیں

۹۹۱

اک ماتھے اس رشک کتابی کا ہے قرآں
اک شعلہ ہے اس شمع کا خورشید درخشاں
اس باغ کی شبنم ہے بہشتوں کا گلستاں
اس گنج کا دینار ہے اک یوسف کنعاں
بندوں میں کب اس حسن و لطافت کا ہے چہرہ
حقا کہ یہ اللہ کی قدرت کا ہے چہرہ

۹۹۲

یہ بھوک یہ پیاس اور یہ جہاں کا شمس قدر
اس رنگ میں بھی عارض پر نور کی ضو بر
زلف و خط و ابرو کا عجب رتبہ عجب قدر
بس ایک اٹھیں تین شبوں میں ہے شب قدر
یہی ہے کہ قدرت کی تجلی کا نشاں ہے
یہ ہر نگہ بیچ میں آنکھوں کے عیاں ہے

۹۹۳
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۴
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۵
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۶
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷

اس حسن سے دریا کو علمدار رواں ہیں
رن میں غم و غصہ میں باہم یہ بیاں ہیں
اب تک نہ خبر لائے خبردار کہاں ہیں
عرصہ ہوا جاسوس بھی نظروں سے نہاں ہیں
کیا ہو گا اگر یک بیک آجائیں گے عباسؑ
بس خاک میں ہم سب کو ملا جائیں گے عباسؑ

۹۸

ناگہ علموں سے سر تیغ جھکائے
سب فوج نے تان و کماں و دو گرائے
اک مرتبہ لاکھوں نے یہ شور مچائے
لو جان چلی حضرت عباسؑ وہ آئے
اک بولا وہ پنجہ علم سبز کا چمکا
اک نے کہا اڑتا ہے پھریرا وہ علم کا

۹۹

کیا دیکھتا ہے سعد کا فرزند بد اطوار
ہاں گرد سواری کی بطرح پہنچے خبردار
چلا کے کہا دور ہو بس آتا ہے بیکار
ہم کیسے قدیمی ہیں خلیفہ کے نمک خوار
لائے ہو خبر اب کہ ہمیں بے خبری ہے
یہ سر پہ اجل ہے کہ وہ علمدار جری ہے

۱۰۰

کی عرض یہ سرداروں نے بھی آگے بڑھ کر
بھیجا تھا ہمیں آپ نے تو منہ میں اجل کے
تھوڑا ہے کہ ہم مر نہ گئے ان سے دہل کے
بچ سکتا ہے بجلی سے کوئی آگے نکل کے
ہم نے جو پرا اس رخش کو مڑتے ہوئے دیکھا
پالے کی طرح دھوپ کو اڑتے ہوئے دیکھا

۱۰۱

پھر دیکھ کے ہم آئے کی جاسوس قضا را
للکارا عمر ضبط ہے گھر بار تمھارا
ٹھرا کے وہ بوسے کہ جلا جسم ہمارا
اک چھوٹے سے بیٹے کی فغاں نے ہمیں مارا
شبیر پیمبر کا پسر ہے کہ نہیں ہے
سادات کے نالوں میں اثر ہو کہ نہیں ہے

۱۰۲

اسوار ہوا جب اسد اللہ کا پیارا
اک طفل حسیں وا ابتا کہہ کے پکارا
اور ننھے سے ہاتھوں سے گریباں کیا پارا
گہہ زلفوں کو نوچا کبھی ٹوپی کو اتارا
مر جائے گا علمدار کا سب کنبہ کہا رے
اتنا کہا در خیمہ پہ وہ بیہوش پڑا ہے

۱۰۳

اب غل ہے کہ مرنے کیلئے آتے ہیں اکبر
سر پاؤں پہ ہم رنگ نبی کے نور ہیں اکبر
مادر سے حق دودھ کا بخشاتے ہیں اکبر
اس طرح وہ روتی ہے لرز جاتے ہیں اکبر
زینب کہیں بیدم ہے کہیں غش میں ہے بانو
بن بیاہے کو امت پہ فدا کرتی ہے بانو

۱۰۴

خوش ہو کے عمر نے دیا جاسوس کو انعام
بولا مرے اقبال سے زہرا کا مٹا نام
عباس نے سن کر کہا او دشمن اسلام
کیا بکتا ہے بیہودہ زباں تھام بد انجام
کیوں نیزے کی سوزن سے [illegible]
ہے نشہ ابھی کھینچ لوں تالو سے زباں کو

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۰۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۱۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۱۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۱۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۱۳

اعجاز سے گل کھلے ہیں گلشن میں ہمارے
ہر قطرہ گہر بنتا ہے معدن میں ہمارے
لڑنے پہ بڑھتے ہیں قدم رن میں ہمارے
نیر آن کے چھپ رہتے ہیں دامن میں ہمارے
ہے قہرِ خدا تیغِ دو دم جبر ہماری
گردوں کی سپر سے نہ رکے ضرب ہماری

سحر مخزن

۱۱۴

جنت ہے ولا نار عداوت ہے ہماری
آرام ہے دیں کو اذیت ہے ہماری
حیران ہیں سب جس میں وہ قدرت ہے ہماری
جنبش ہو پہاڑوں کو وہ قوت ہے ہماری
گویا ہیں فاقہ سے شجر بن میں ہمارے
پنہاں ید اللہ ہے جیب میں ہمارے

۱۱۵

جانے دو جو ظلم اُنہیں گر صلح کی ہے چاہ
پیاسے شہِ مظلوم سے ہیں اطفال شہنشاہ
کاندھے پہ رکھے ہاتھ جو بیٹوں کے کہو واللہ
بھیجو انہیں دو زخمی ہیں تو دریا کی ہو راہ
منظور ہے گر نہر پہ جینے سے کریں گے
پھر بیعتِ حاکم کو تو تسلیم کریں گے

۱۱۶

جب ان سے فرمایا بھلا جبر نہ مانو
لو باگ میں لیتا ہوں سنبھل جاؤ جوانو
مرکب نہیں تیر آتا ہے یاں برچھیاں تانو
سقائے سکینہ کو بس نہر ہی جانو
اب ہوش و حواس ان کا خور زادہ نہیں رکتا
سب رکتے ہیں غازی کا ارادہ نہیں رکتا

۱۱۷

طوفاں کی طرح فوج بڑھی جوشِ وغا سے
اندھیر ہوا اٹھا طپ پہ دھاووں کی گھٹا سے
رُکے ہوئے تھے آب جو اُن فوج کے پیاسے
سرعت سے کہا ہاں ڈٹو اِن اہلِ دغا سے
گھوڑوں کا شرر وقتِ تگاپو نظر آیا
ہر ایک کے سُم میں یہ پارا نظر آیا

۱۱۸

ہمسو ہوئی قلزمِ لشکر کا نظارا
دل تیغ نے ہر اک کا ہرایا تفارا
عباس کا پایا پہ سرِ دست اشارا
جیوں ہی پہ نیام اُس نے نہانے کو اُتارا
غوطے کا مزہ صاف لبِ تیغ پر آیا
پانی لبِ ساحل کی طرح منہ میں بھر آیا

۱۱۹

سب ضربِ دمِ تیغ سے الموت پکارے
مصرعے سے ہوئے قافیہ کس طرح کنارے
تھا بحرِ حقیقت لبِ دمِ تیغ کے دھارے
غرقاب ہوئی قطعۂ زمیں کے بھی کنارے
زاہد کو تیمم کا ٹھکانا نہ کہیں تھا
شاعر کے لیے بحرِ سخن بحرِ زمیں تھا

۱۲۰

باراں کی دعا تیغ پہ جوہر سے رقم تھی
طوفاں تھا وہ قبضہ میں کہ موج اُسی کی قسم تھی
اک بوند تھا عالم میں سمندر سے کم تھی
جو کشتیِ ہستی تھی وہ غرقابِ عدم تھی
غل تھا کہ زمیں نم ہے جہنم کی یہ کیا ہے
مالک نے کہا قہرِ خدا قہرِ خدا ہے

۱۲۱

طغیانی آب و شرر تیغ دو دم سے
طوفان سا اٹھا تھا دھواں فوج ستم سے
آزردہ جو یہ تیغ تھی زندوں کے دم سے
دم ہو گیا اس وقت جدا لفظ عدم سے
شمشیر تھی ہشیار اجل غش میں پڑی تھی
بیٹھی تھی قضا کونے میں، تلوار کھڑی تھی

۱۲۲

فاتک صفت تیغ لعینوں کو بہایا
اشجار کو کہسار کو ہاموں کو بہایا
گہہ گاو زمیں کو کبھی قاروں کو بہایا
سب ایک طرف گنبد گردوں کو بہایا
لا تقطع آب رواں سے جز و کل تیغ
تھم ہو کے قد شنک عدو جب سے پکل تیغ

۱۲۳

گو خوف سے خود عازم دوزخ تھے ستمگار
پر خسرو اقلیم شجاعت تھے علمدار
جب تک نہ لگی ضرب گیا اک نہ سیہ کار
بے سر کٹے ناری نہ پہنچتے تھے در نار
اک ضرب سے دو مثل زر قلب بدن تھا
عباس کے قبضے میں یداللہ کا چلن تھا

۱۲۴

جب غصے میں آگری تیغ صف دشمن دیں پر
سر کٹ کے ہوا ہو گئے آئے نہ زمیں پر
دہشت سے گرے سر فلک ہفت جبیں پر
پانی ہوا بجلی کا جگر چرخ بریں پر
باراں سے کہا اڑتا ہے خوں فوج لعیں سے
سر مردوں کے گردوں پہ برستے ہیں زمیں

۱۲۵

مرتا کوئی، کوئی جیتے ہیں جو نیم جاں تڑپتے ہیں
اک گرد زر و مال میں اک خواہش میں ہیں
پہ اب دم تیغ بے اثر کسی سے نہیں
ترنگ کی طرح دوڑ گیا ہر رگ و پے میں
بد مستوں کے پیمانۂ دل ٹوٹ چکے تھے
حربوں کا تو کیا ذکر ہے جی چھوٹ چکے تھے

۱۲۶

تلوار کی بجلی خس و خاشاک سے نکلی
ڈوبی جو زمیں میں تو سرِ افلاک سے نکلی
تحسین دلِ لشکرِ سفاک سے نکلی
مغفر میں چھپی سینۂ ناپاک سے نکلی
پل میں جو چڑھا رنگ اُڑا سپر و تن کا
ہم رنگ سپر ہو گیا خوں جگر کا

۱۲۷

ہمدم عقب رخش وہ شوخی انداز نہ آئی
نعلوں سے صدا وقت تگ و تاز نہ آئی
گویا کہ اُڑا ہوش اور آواز نہ آئی
پریوں کو یہ رفتار یہ پرواز نہ آئی
ہمدم نے وظیفہ کیا رہوار کا کلمہ
بجلی نے پڑھا تیغ علمدار کا کلمہ

۱۲۸

رن بیچ تھے اور چرخ گریزاں تھا اُن سے
بجلی ہوئیں ہر دوں سے جدا ہو کے کفن سے
سر خود کا ازرق سے اور فرق بدن سے
دل سینہ سے نور آنکھ سے اور بات دہن سے
جوہر تو جدا تیغ سے اور پنجہ نشاں سے
پر تیر سے پھل برچھیوں سے چلہ کماں سے

۱۲۹

[illegible]

۱۳۰

[illegible]

۱۳۱

[illegible]

۱۳۲

[illegible]

۱۳۳

دریا سے عجب شان بنائے ہوئے نکلے
اک حسن کے قلزم میں نہائے ہوئے نکلے
مشکیزے کو کاندھے پہ لگائے ہوئے نکلے
پرچم پہ سر اپنا وہ چھپائے ہوئے نکلے
بجلی کی طرح چھائے عدو حکم عمر سے
بوچھار پڑی تیروں کی تھم تیر جو برسے

۱۳۴

یاں ایک بندی درِ خیمہ سے جو تھی پاس
بے فوج کا سردار کھڑا تھا وہاں بے آس
سیدؑ کی تو آنکھیں نگراں تھیں سوئے عباسؑ
منہ اُن کا حرم دیکھتے تھے در سے بصد یاس
واں نیزہ علم اٹھا تھا یاں درد جگر میں
تاریک تھا دن آلِ پیمبرؐ کی نظر میں

۱۳۵

پرچم شہِ بیکس کا ہوا زرد قضا را
اکبرؑ نے دعا کے لئے عمامہ اوتارا
گھبرا کے درِ خیمہ سے زینبؑ نے پکارا
عباسؑ پہ کیا گذری کہو جلد خدارا
سنتی ہوں کہ اب تیر سے جسم چھد کے پڑے ہیں
حضرت نے ٹکے ہاتھ کمر لشکر میں کھڑے ہیں

۱۳۶

منہ پیٹ کے بانوؑ نے سکینہؑ کو پکاری
ہر بات پہ ضد کرنا برا ہوتا ہے واری
لو ہو گئی ہیں اب رانڈ چچی جان تمہاری
اب کس سے چچا جان کہو گی بیٹی پیاری
حضرت نہیں جیتے کے اس اندوہ و تعب سے
سب گھر کی تباہی ہوئی بی بی کے سبب سے

۱۳۷

فرما کے یہ کہنے لگی وہ نازوں کی پالی
ہے ہے یہ بلائیں نے چچا جان پہ ڈالی
قربان ہوئی نہر پہ میں بھیجنے والی
اللہ نہ ٹوٹے کمر سیّد عالی
جس وقت بلائیں میں چچا جان کی لوں گی
یہ بالیاں کانوں کی تری راہ میں دوں گی

۱۳۸

ناگاہ ہوا عرصۂ مقتل تہ و بالا
اور بیٹھ گئے دل کو پکڑ کر شہ والا
منھ پردے سے پھر زینبؑ مضطر نے نکالا
پوچھا تو کیا شاہ شہیداں نے یہ نالا
اب منھ سے نکلتا ہے کلیجہ مرا پھٹ کر
سینہ پہ لگا تیر گرے بھائی الٹ کر

۱۳۹

زینبؑ نے جو گردن طرف نہر پھرائی
چلائی کہ ہے ہے شہ مردانگی کمائی
اک چیز چمک کر مجھے گرتے نظر آئی
پنجہ یہ نشاں کا ہے کہ پرچم ہے دہائی
بازوئے علمدار قلم ہو گیا لوگو
ٹھنڈا مرے بھائی کا علم ہو گیا لوگو

۱۴۰

کیوں ما جو لٹے نگہیں اب خیمہ میں جاؤں
ماتھے پہ لہو سقّے کے شانے کا لگاؤں
دریا پہ صف ماتم عباسؑ بچھاؤں
اماں کو بھی اس وقت بقیعے سے بلاؤں
بابا کی شہادت کا قلق تازہ ہوا ہے
سیدانیو میرا علی بھائی موا ہے

۱۲۱ھ

پھر بیوہ مسلم کو پکاری وہ دل افگار
بھائی ہے حقیقی ترا عباس خوش اطوار
دے اذن تو ساماں کروں ماتم کا ناچار
وہ بولی کہ مالک ہیں حضور و شہ ابرار
پر آپ ترائی میں جو کھوئے ہوئے سر جائیں
اکبر تو غیرت سے گلا کاٹ کے مر جائیں

۱۲۲ھ

سیدانی نے منھ اکبر مظلوم کا دیکھا
ٹھوڑا لیا شہزادے نے ٹھوڑا کے سر اپنا
سمجھیں کہ رضائے علی اکبر نہیں اصلا
زینب نے وہیں بیٹھ کے منھ پر لیا پلا
یاں شور فغاں گنبد دوار پہ پہونچا
سردار وہاں لاش علمدار پہ پہونچا

۱۲۳ھ

دیکھا کہ علمدار کو قربانی کی ہے عید
منھ پھیرے ہیں دریا سے کہ تسنیم کی ہے دید
پیدا ہے ہر اک بات سے اللہ کی تائید
گہ پڑھتے ہیں یٰسین کبھی کلمہ کبھی تمجید
معبود حقیقی کی عدالت کا بیاں ہے
محبوب الٰہی کی رسالت کا بیاں ہے

۱۲۴ھ

ہے ورد زباں حیدر کرار امامی
حقا کہ حسن سید ابرار امامی
شاہ شہدا قبلۂ غفار امامی
محتاج دوا عابد بیمار امامی
یارب میں ترے بارہ اماموں پہ تصدق
پیغمبر کی اولاد کے ناموں پہ تصدق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۴۹

پھر لاش پہ یہ مرثیہ پڑھنے لگے رو کر
افسوس تری بیکسی و یاس برادر
ہائے ہائے مرے عاشق تجھے کھو کر ہوا ابتر
ہم بہر مدد آ نہ سکے وائے مقدر
غم سے ترے تڑپیگی مری روح بدن میں
جبتک نہ بدن ہوئیگا پوشیدہ کفن میں

۱۵۰

عباس نہ ہوگا یہ کسی اہل وفا سے
بھولے نہ مری پیاس رہے آپ ہیں پیاسے
کنیت جو ابو الفضل تھی افضال خدا سے
تم بعد شہادت ہوئے افضل شہدا سے
کیا خوب بجا لائے ہو فرمان خدا کا
عباس درود آپ پہ ہر آن خدا کا

۱۵۱

ہے ایک روایت یہ کہ لاشے کو بٹھالا
خیمہ کو چلے لاش پہ لے سید والا
آگے گئے علم و مشک لئے گود کا پالا
ہمراہ تھا علمدار جری کا قد بالا
لاشہ کو تو معراج تھی دوش شہ دیں پر
اور پاؤں رگڑتے ہوئے آتے تھے زمیں پر

۱۵۲

بیبیوں میں لاشۂ عباس جو آیا
گھبرا گئیں بہلا کے سکینہ کو چھپایا
اور جعفر طیار کی مسند کو بچھایا
آہستہ یہ لاشہ اسی مسند پہ لٹایا
شہ بولے علمدار سفر کر گئے زینب
لشکر کا ہوا خاتمہ ہم مر گئے زینب

١٥٣

جھوٹے کے عزادار ہوئے تھے مرے نانا
اور اُن کے یتیموں کیلئے بھیجا تھا کھانا
دنیا سے مرے بھائی اُٹھے آج روانا
لازم ہے طعام ان کے یتیموں کو کھلانا
اس داغ سے دل میں مرے ناسور ہے زینبؑ
پانی کا بھی ہم کو نہیں مقدور ہے زینبؑ

١٥٤

اب لاش پہ ہر سوگ نشیں اشک بہائے
زینبؑ نے کہا پہلے بہن رونیکو جائے
یاں سے تو نبی زادی چلی سر کو جھکائے
واں پہو نے فرشتے کے شانے ہلائے
چلائی کہ صاحب مرے تسلیم کو اُٹھو
ہمشیر حسینؑ آئی ہے تعظیم کو اُٹھو

١٥٥

زینبؑ نے کہا سونے کی یہ کون گھڑی ہے
اے بھائی اُٹھو فوج ستم سر پہ کھڑی ہے
رو لونگی میں رونیکو تو سب عمر پڑی ہے
پر اب تو مجھے تم سے شکایت یہ بڑی ہے
اسوقت سدھارے جو ملاقات نبیؐ کو
عباسؑ کے سونپا حسینؑ ابن علیؑ کو

١٥٦

ناگاہ کہا ماں سے سکینہؑ نے یہ کیا ہے
دم گھٹتا ہے تم نے مجھے کیوں روک رکھا ہے
کس ہول سے کنبہ مرا کیوں صرف بکا ہے
بی بی کہیں مظلوموں کا مرنا بھی چھپا ہے
میں نے انہیں مشکیزہ دیا کیا کہ خطا کی
اب لاش بھی مجھکو نہ دکھاؤ گی چچا کی

نسخہ ہے ہے

۱۵۷

ان شیخ جیوں کی زیارت سے ہو بیزار

[illegible] میں وفادار

[illegible]

[illegible]

۱۵۸

[illegible] آئی

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیٹھ

۱۵۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۶۰

[illegible] وفاداران

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۶۱

دل ہل گیا سہم کے بولی وہ دل فگار
اللہ چچا ہے سکینہ سے ہو بیزار
ہے ہے نہیں پھر آیا جھک جھک گئی بار
تم نے نہ بلایا نہ دعا دی نہ کیا پیار
تعویذ ہے یہ مشک کے دینے کی تو کہہ دو
کھائی ہے قسم گر وہیں لینے کی تو کہہ دو

۱۶۲

یہ کہہ کے بڑھی پھاڑ کے ننھا سا گریبان
مردے پہ گری کہہ کے چچا جان چچا جان
لاشے سے ندا آئی میں قربان میں قربان
شرمندہ ہوں آزردہ نہیں اے مری نادان
قابل ترے سوغات بھی رکھتا نہیں عباسؑ
کیا گود میں لے ہاتھ بھی رکھتا نہیں عباسؑ

۱۶۳

تیغوں میں دبیر اب نہیں مقدور فغاں کا
ہر شہر میں شہرہ ہے تری نظم و بیاں کا
دے واسطہ عباسؑ کو شاہ دو جہاں کا
لے تحفہ صلوات دو عالم کی اماں کا
اقلیم سخن تو نے جو قبضے میں کیا ہے
جاگیر ہے تجھے سیف الٰہی نے دیا ہے

تمام شد

رباعی

ہیں سایۂ سدرہ میں غلامانِ علیؑ
سدرہ ہے اِنہیں سرو خرامانِ علیؑ
ملتی ہے پناہ گوشہ گیری میں دبیر
سو ہم نے لیا گوشۂ دامانِ علیؑ

رباعی

حل عقدوں کو شاہِ ہل اتیٰ کرتے ہیں
حق بندگیِ حق کا ادا کرتے ہیں
مارا بھی جلایا بھی نصیری کو مگر
بندے ہیں مگر کارِ خدا کرتے ہیں

رباعی

دیکھوں گا جو میں چہرۂ تابانِ علیؑ
جاں وقتِ فنا کروں گا قربانِ علیؑ
گو جاؤں گا دنیا سے تہی دست مگر
کیا غم ہے کہ دست میں ہو دامانِ علیؑ

رباعی

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا
پر چشمِ علیؑ میں نہ سمائی دنیا
جتنا کہ اٹھایا درِ خیبر کو بلند
نظروں سے اسی قدر گرائی دنیا

رباعی

یکتا ہے علیؑ ربِّ علا کا بندہ
میں ہوں احسانِ مرتضیٰؑ کا بندہ
گر سچ ہے الانسان عبید الاحسان
بندہ ہے نصیری کے خدا کا بندہ

مرثیہ ششم

اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل
خورشید ید اللہ کی منزل ہے یہ محفل
روشن ہے کہ برج مہ کامل ہے یہ محفل
دربانیٔ جبریلؑ کے قابل ہے یہ محفل
ہر ذرہ چراغ حرم طٰہٰ مدنی ہے
عالم یہ دربار حسینؑ ابن علیؑ ہے
سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل

۲

یوسفؑ ہیں فدا جس پہ یہ بازار ہے کس کا
دربار ہے ہر چشم یہ دربار ہے کس کا
کیوں زرد ہے خورشید یہ بیمار ہے کس کا
لاغر ہے یہ نو یہ عزادار ہے کس کا
جلوہ ہے یہ سب ماتم شاہ شہدا کا
دربار ہے یہ مالک سرکار خدا کا

۳

جاروب کش فرش عزا عرش علا ہے
دروازہ ہے یا باب سخی کا یہ کھلا ہے
ہر ایک گہر عزم کی میزاں میں تلا ہے
تربت کے لئے معجزہ کا قند گھلا ہے
پیتے ہی روا ہوتی ہے نادار کی حاجت
بے زر کو نہیں تربت و دینار کی حاجت

۴

مجمع کو تفاخر ہے کہ اثنا عشری ہوں
مجلس کی ندا ہے کہ میں رحمت سے بھری ہوں
چلاتی ہے ہر فرد کہ گریہ میں نظری ہوں
اخلاص یہ کہتا ہے ریا سے میں بری ہوں
جو سورۂ اخلاص کے پڑھنے میں اثر ہے
وہ مرتبہ ذکر شہ جن و بشر ہے

۵

آئینہ سے بڑھ کے ہے صفِ ماتم کی صفائی
عینک ہو مقابل تو کرے چشم نمائی
اک دن یہ جلا نیرِ اعظم نے نہ پائی
اس بزم نے تو قدرتِ اللہ دکھائی
آئینہ کا کیا منہ یہ صفا لائے کہاں سے
فردوس کا چہرہ نظر آتا ہے یہاں سے

مطلع ۶

ماتم کا مرقع ہے کہ خاموش ہے مجلس
یہ داغ ہے کس کا کہ سیہ پوش ہے مجلس
ہر بند کی خاطر ہمہ تن گوش ہے مجلس
یہ مرثیہ کس کا ہے کہ بیہوش ہے مجلس
حیدرؑ کو قلق فاطمہؑ کو نوحہ گری ہے
کیا خون میں تصویرِ پیمبرؐ کی بھری ہے

۷

یہ کون جواں ہے جسے روتی ہے جوانی
کون اٹھا ہے پیاسا جو گرا آنکھ سے پانی
کیوں چشم کے چشمے میں ہے دریا کی روانی
کیا خون میں ڈوبا ہے کوئی یوسفِ ثانی
کنعانِ شہادت کا حسیں کون ہے ایسا
خورشید لقا ماہ جبیں کون ہے ایسا

۸

اٹھارہویں سال اب جو نہیں پایا ہے
اس عمر کا سیّد کوئی بن بیاہا موا ہے
پھل نیزے کا کس پھول سے سینے پہ لگا ہے
شق سینۂ گل خاک بسر بادِ صبا ہے
کیوں پھولوں کے عمامے گرے خاک پہ ہائے
سہرا نہ بندھا کس کے سرِ پاک پہ ہے ہے

۹

محتاجِ کفن لاش ہے کس فخرِ جہاں کی
ہر گورِ غریباں میں ہے دھوم آہ و فغاں کی
پوچھو تو زمانے سے یہ ہے رسم کہاں کی
تابوت پہ سہرا نہیں میت ہے جوانی کی
مرنا تو ہے برحق ہی اک روز مریں گے
لیکن یہ شباب اور یہ اجل یاد کریں گے

۱۰

کیوں یارو کنایہ ہی سے دل ہو گیا پارا
آخر یہ بیاں کس کا ہے لو نام خدا را
مارا گیا شہزادہ مرا اور بھی مارا
ارماں یہی شاہ کو پر ارمان سدھارا
اے کاش غلاموں کا یہ ارمان نکلتے
ہائے ہے علیؑ اکبرؑ کہیں اور جان نکلتے

۱۱

یہ غم ہے غمِ مرگِ جوانانۂ اکبرؑ
یہ مجلسِ ماتم ہے عزا خانۂ اکبرؑ
دل جلتے ہیں سب کے کہ ہیں پروانۂ اکبرؑ
بن پانی کے لبریز ہے پیمانۂ اکبرؑ
ہم سن ہیں جو زہراؑ کے تو مشکل بنی ہیں
حیدرؑ کے جوانوں میں جواں مر گئے ہیں

۱۲

رخ وہ کہ حسینانِ عرب جس پہ ہیں شیدا
ہے خال درخشاں دلِ یوسفؑ کا سویدا
سبزہ ہے جوانی کا رخِ سرخ سے پیدا
یاقوت سے خوشتر نگِ زمرد ہے ہویدا
گلشن میں مگر آہ نہ پھولے نہ پھلے ہیں
آمد ہے جوانی کی یہ دنیا سے چلے ہیں

۲۱۳
فن وہ ہے جس میں حق کی لگن ہو بیتی ہیں حق ہی کی
حرفِ حق یا باطل کا جو بھی ہمیں بتلا دے یار
دنیا ہے تماشا کہ جس کے ہیں اشرار ابرار
تیرا ہے یہ شکاری اطراف ان کی حق آرائی
ابدال ہیں سب کے ہم کہ رنگ ہیں دونوں یہ
یہ تیرے یہی ہم پہ ہیں حق آرائی

۲۱۴
کہاں گئی وہ تمنا ہے یہ پیاری ہی کی تمنا
نے دل اٹھتا ہے عالم فانی کی بنا
سہرا یہ سجا ہے کہ اتنی اُس کی تمنا
بیٹی یہ بیاہی ابا جہاں کی تمنا
نیتیں وہ جگہ ایک سے جس آن نکالا
لو یہ نکلا اب انصاف نکالا

۲۱۵
پڑے ہیں مصیبت بھی کل کی گھڑیاں
آہ گھٹن سے دنیا جو اب بھی کل گھڑیاں
باقی ہیں تیرا عیش بھی دو گھڑیاں
سر دنیا میں عیش بھی تو بس کل کی گھڑیاں
طبع کے یا کہ سبب تیری تو غصہ دکھا
وقت کی جو بات الفت تو شاہ ہے ادا

۲۱۶
اول تو ایمان ہیں جس میں وہ دکھا بیٹھے ہیں
ہم دلاسہ کہ تیری حسرت کے اندازوں میں
اس طرح آئے جو ہم آرزو کے ساتھ رہیں
ہمیشہ کی بنا ہم دارا کا آئے گا تو ان کی بنیاد
عبادت کے بس ہے سرمہ کو تو آپ کیا
اس دل کا جو ہے ایسا سا کہا ہے کہ

۴۱۷

[illegible]

۴۱۸

[illegible]

۴۱۹

[illegible]

۴۲۰

[illegible]

۲۲۱

[illegible]

۲۲۲

[illegible]

۲۲۳

[illegible]

۲۲۴

[illegible]

۲۵

رخصت تو بھلا مانگی پہ افسوس نہ آیا
خدمت کا کوئی پھل مری ماں نے نہیں پایا
پھر کس سے یہ خوش ہونگی ہمیں جو دلایا
انصاف کرو بیاہ کیا دولھا بنایا
ہشیار ہو فہمیدہ ہو سنجیدہ ہو پیارے
بیجا ہیں اگر کہتی ہوں رنجیدہ ہو پیارے

۲۶

کر نکلتا ہے کوئی ارمان مرے گلفام
پوچھے ہیں تو پوچھو ہمیں پایا ہے وہ آرام
تم تو ہو نونہالِ چمن شاہ خوش انجام
کیا ایک ہیں ہی سارے زمانے میں ہو ناکام
ہو تم تو سے پھلنے کا اب آیا ہے ملال اوں
قسمت میں مری پھل ہے نہ پایا ہے ملال اوں

۲۷

پانی سے بہاؤں جو ہم اب نے کیا ہے
بس تمہیں پانی کے عوض شیر دیا ہے
زہرا کا چمن باغیوں نے لوٹ لیا ہے
پیاسوں کا لہو ظلم کی تیغوں نے پیا ہے
یہ سوگ ہے میرا نہیں سادات کشی ہے
آگے جو خوشی آپکی وہ میری خوشی ہے

۲۸

کالی ہے تری چاہ جو پانی نہ ملے گا
دل باغ ہے گر داغ جوانی نہ ملے گا
ڈھونڈھو گی تو کیا کیا مجھے جانی نہ ملے گا
پیارا احمدِ ثانی ترا ثانی نہ ملے گا
انصاف نہ دو ہاتھ سے ہم شکل نبی ہے
دیکھو کہیں مجھ سے نہ کوئی بے ادبی ہے

۴۳۹

[illegible] عرض [illegible] ادب [illegible]
[illegible]
[illegible] عشق میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۴۰

[illegible] مقصود
[illegible] مقصود
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۴۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۴۲

[illegible] داری
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۶۷

پاس آکے کہا زینبِ بیکس نے بہ رقت
لو بھائی یہ بہو ہے یہ اکبر کی امانت
بچپن سے بھی کرتے ہیں جوانی سے بھی خلوت
اللہ مبارک کرے اب تم کو یہ صورت
تم والدہ ان کی ہو پدر ہم و دونوں ہیں
یہ آج کھلا ہم کو کہ اکبر کے نہیں ہیں

۳۶۸

جو بات تھی وہ سچ اُسکا برا مانا کیا ہے
قابل مرے ہاتھوں کے یہ پوشاکِ عزا ہے
میں نے ابھی بیٹوں کا لہو منھ پہ ملا ہے
پیراہن ثانیِ محبوبِ خدا ہے
کیوں بات سے میری تمھیں سودا ہوا ہے
اکبر کو قسم دو کہ مرے پاس نہ آئے

۳۶۹

پھر رونے لگی بیٹھ کے واں زینبِ ناچار
ہمشکل نبی لپٹے یہ کہتے ہوئے اک بار
میری پھپھی اماں مری مالک مری مختار
میں تو ہوں غلام آپکا کیوں آپ ہیں بیزار
ہم چاہتے ہیں تم ہمیں چاہو کہ نہ چاہو
اللہ اب اک بات پہ بندی کو نباہو

۳۷۰

ہنس ہنس کے وہ بولی کہ یہ ذکر نہ نکالو
دم رکتا ہے باہیں نہ گلے میں مرے ڈالو
ماں بیٹھی ہے وہ ۔ جاؤ گلے اسکو لگا لو
بانو کی خوشامد کرو مرنے کی رضا لو
میں پیار نہیں کرتی میں قربان تمھاری
جاؤ میں تمھاری پھپھی اماں نہیں ...

۳۱

سچی ہیں یہ باتیں بھابھی وہ باتیں صدا تمہاری
میں کاہے کو ہونے لگی مختار تمہاری
جاؤ نہ۔ سواری تو ہے تیار تمہاری
اٹھارہ برس کی تھی پرستار تمہاری
کس سے کہوں کیا خون جگر پیتی ہوں بے
دم گھٹتی ہے پھر گئی اور جیتی ہوں بیبی

۳۲

زینب سے بہت پیار اکبر سے چھڑایا
اکبر نے انھیں منت و زاری سے منایا
آنسو جو تھے مطلب دل اپنا سنایا
زینب نے کہا لو وہی مذکور پھر آیا
میں سمجھی تھی نانا کو اب شاد کرے گا
سچ سچ علی اکبر مجھے برباد کرے گا

۳۳

میں پاس نہ سکنے سے یہ گلا دیکھ سکوں گی
جو کچھ نہیں سکتی وہ بھلا دیکھ سکوں گی
اس باغ پہ باران بلا دیکھ سکوں گی
اس چاند سے مکھڑے کو ڈھلا دیکھ سکوں گی
آنسو مرے پوچھے تھے تو دولہا کی خاطر
کیوں لال یہ لکھا تھا مجھے جان کی خاطر

۳۴

اکبر نے کہا آپ کی الفت کے میں قربان
اب چند قدم کیجیے تکلیف پھوپھی جان
اک غم کا مرقع تمھیں دکھلاؤں گا اس آن
پھر آپ قسم دیں گی کہ مرجاؤں یہ ارمان
فرمایا مرقع ہے کہاں اے مہ جبیں ہے
کی عرض پس پشت خیام شہ دیں ہے

۵۴۵

بڑھ کر علی اکبر نے قنات ایک اٹھائی
گردن جو اُدھر زینبِ نالاں نے پھرائی
دیکھا کہ کمر تھامے ہوئے روتے ہیں بھائی
بے ساختہ چلائی کہ اللہ دہائی
اس غم سے کہ مرتے تھے یہ قربان ہی ہے
رو کر کہا اکبر نے پھوپھی جان یہی ہے

۵۴۶

[illegible] پا کے نوڑانے کو دیکھو
قاتل سے مرے بانکے کے لڑنے کو دیکھو
تنہا یہاں رونے کے لیے اپنے کو دیکھو
ویران شہیدوں کے جلو خانے کو دیکھو
ہے دم ہے غنیمت یہ کچھ اب حال نہیں ہے
روکا جو مجھے فاطمہ کا لال نہیں ہے

۵۴۷

پھر زینب یہ پکاری وہ یداللہ کی جائی
سیدانیو دولہا کو سنوارو اجل آئی
پوشاک نئی ہاتھوں پہ رکھ کر کوئی لائی
معراج تنِ پاک پہ اس جامے نے پائی
پھاڑا علی اکبر نے گریبان قبا کا
اور نوحہ کیا ہائے چچا ہائے چچا کا

۵۴۸

عمامہ نے تو گیسوؤں کو پیچ میں ڈالا
خورشید سے وہ حلقہ بالا پہ دوبالا
بندھنے لگا پٹکا تو ہوا طرفہ اوجالا
اس دور میں چوگرد پھرا چاند کے ہالا
عقدہ یہ کھلا باندھنے سے تیغ و سپر کے
اک برج میں جلوے ہیں ہلال اور قمر کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۵۳

سودا بر فنا ہوتا ہے بازار میں تیرے
بھولا ہوں مگر اک پیاسے کو میں پیاس میں تیرے
حیران ہیں ہم سب اسرار میں تیرے
اب جائیں حسین ہم آئیگا دربار میں تیرے
بعد اسکے ہم کبھی نہ زیارت ہو نبی کی
اب موت ہی بہتر ہے یا حسین ابن علی کی

۲۵۴

پھر دم کے اسے کی قرأت جبیں پر
انگلی سے لکھا نام علی اُنکی جبیں پر
رخصت کیا اور بیٹھے سر راہ زمیں پر
دل غم کا ہو گیا حال شہ دیں پر
آئے ہوئے مقتل سے جناب علی اکبر
خو دلائی اجل کس کے عتاب علی اکبر

لہجہ صبر

۲۵۵

شہزادے نے جلوہ جو کیا خانۂ زیں پر
آوازہ کسا زین نے خورشید ہمیں پر
مرکب نے قدم ناز سے رکھا نہ زمیں پر
سرعت سے کہا فرش بچھا عرش بریں پر
پلکوں سے لیا کھینچ ہیں شہباز قضا کو
نعلوں کے شکنجے میں کیا قید ہوا کو

۲۵۶ مطلع

اکبر جو ہوئے جلوہ فگن دامن زیں پر
پھر زین نے آوازہ کسا مہ جبیں پر
توسن نے قدم ناز سے رکھا نہ زمیں پر
سرعت نے کہا سیر کو چل عرش بریں پر
یکتا تھے وہ سوار جہاں اور جناں میں
جنت میں براق نبوی اور یہ جہاں میں

۵۵۷

وہ رخش تھا یا ابلقِ ایام کا اقبال
بکی بکھ سے درست اور جواں بخت ہوں اسال
جادو تھا فدا آنکھ پہ اک معجزہ تھی چال
خورشید کے سُم برق کی دم سنبل کی یال
ذوق کی طبیعت تھی دلیری کا جگر تھا
عزت کا بدن فہم کا دل عقل کا سر تھا

۵۵۸

لشکر میں خبر دار یہ پیکر خبر آئے
ہاں تو یہ کرو شر سے کہ جبرِ الٰہی آئے
ہمشکل کہا سب نے کہ ہم سر کہ ہم آئے
چلانے لگا شمر وہ اکبر نظر آئے
تھا وہم کہ خالی نہ شبیہ کا پدر ہے
گھر شیرِ خدا کا ابھی شیروں سے بھرا ہے

۵۵۹

ضرغام ادب پہ چرخ کو دوڑے کہ ٹھہر جا
ہیبت نے کہا تم سے دو سے کہ گذر جا
کوفے نے صدا دی کہ بن مرجانہ کہ مرجا
رن وقت سے بولا کہ ابھی پار اتر جا
چھپنے کا تصور جو کیا عرش نے جی میں
کرسی نے کہا سایۂ ہمشکلِ نبی ہیں

۵۶۰

اک عالمِ حیرت تھا یہ لاہوت چہ ناسوت
سب جرم سے تائب ہے سمجھا تھا نہ ملکوت
سب پوچھتے تھے زرد ہے چہ خورشید چہ یاقوت
سکتے میں تھا سارا جہاں کہ یہ تخت اور نہ تابوت
نجھو جو کیا دے درخشاں کا پرکر کے
بالائے زمیں ٹیک کے ہاتھ فلک کے

بدلہ:- جادو کی نظر آنکھ فقط معجزے کی چال

؎ ۲۱

[illegible]

؎ ۲۲

[illegible]

؎ ۲۳

[illegible]

؎ ۲۴

[illegible]

۷۶۵

لقمان نے حکمت کی سند پائی نہیں ہے
عیسیٰ نے ابھی سیکھی ہے مسیحائی نہیں ہے
ایوب نے کی اجر شکیبائی نہیں ہے
جو مہر سلیماں تھی وہ ہاتھ آئی نہیں ہے

ہم بندوں سے صانع نے کمال اپنا دکھایا
حکم اپنا وقار اپنا جلال اپنا دکھایا

۷۶۶

احکام پیمبر اور ہیں اور لیگ کا ہو اور
باطل کی نمود اور ہے اور حق کا ظہور اور
نمرود کی آگ اور ہے اور آتش طور اور
زنبور کا غل اور ہے الحان زبور اور

سمجھو تو سہی ہم کو بتایا ہے ملک کیا
بت کیا ہے خدا کیا ہے زمیں کیا ہے فلک کیا

۷۶۷

سامان سے کوئی صاحب ایماں نہیں ہوتا
ہاماں عصا موسیٰ عمراں نہیں ہوتا
پہنے جو انگوٹھی وہ سلیماں نہیں ہوتا
آئینہ گر اسکندر دوراں نہیں ہوتا

لاکھ اوج پہ پہنچے کوا ہما ہو نہیں پاتا
بت سجدوں سے واللہ خدا ہو نہیں جاتا

۷۶۸

غصہ میں اگر ہم ابھی تیور کو بدل دیں
حکم و عمل حاکم کشور کو بدل دیں
ہم اُن کے کہے سے نہ کریں دفتر کو بدل دیں
یہ کیا ہے زمانے کے مقدر کو بدل دیں

اٹھتے ہوئے طوفاں کو ہٹا دیں تو گزر جائے
آنسو سے کبھی حشر کا منھ پھیر دیں تو بکھر جائے

نسخہ۔ بت سجدۂ کافر سے خدا ہو نہیں جاتا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۳

اتری ملک وادا کیلئے عرش سے شمشیر
نازل مری دادی پہ ہوئی چادر تطہیر
اور صح ہوئے ہے اب وہ دُرِ ادا ہم شبیر
جس نے مجھے پالا ہے بصد عزت و توقیر
کہہ کے مدینہ کے جوانوں کا شرف ہوں
زینبؑ کا غلام اور میں بانوؑ کا خلف ہوں

۷۴

سنتے ہو۔ ادب ہم تھی نہ زینبؑ کا بھلانا
پہنچی ہیں مرا خون بھی پھپھی کو نہ دکھانا
ممکن ہو تو زینبؑ سے مری موت چھپانا
تا زیست تجھے روئے گی وہ تم نہ رُلانا
جب لوٹو تو ہم کا پیمبرؐ کے خلف کی
لینا نہ ردا بنت شہنشاہ نجف کی

۷۵

ناگاہ یہ آواز ہوئی خیمہ سے پیدا
اس قدر بڑھا شہ پہ فدا وہ خنجر نہ ہوا
بتلایا غلام آپ کو گھر کجی کا پتہ
بولا یہ کیوں نہ کہا عونؑ و محمدؑ کا پتا
واری گئی ہم آل پیمبرؐ کے شرف ہو
سب کہتے کہ اقبال تو سب گھر کے شرف ہو

۷۶

پہنچی ہی دوا کے نہ بنا ہی کر دواری
پیدا ہوئی تھی پالنے والی جو تمہاری
نانا نے یہ اماں سے کہا تھا کئی باری
سر تنگ پھرائیگا اسے لشکر ناری
فرمودہ محبوب خدا ہوئے گا بیٹا
کل بلوے میں سر میرا کٹھا ہے گا بیٹا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۸۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ۵-۱۱-۱۹۸۲

٤٨٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٨٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٨٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٨٨

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۹

پائی نہ اسے کسی نے کوئی ہوا اور سونا
اور جان کے بے فرض پھر اس کو ہوا اور نشونما
پھر اس نے بیکراں پہ ہے بار آور ہو نیا
آ جمع ہوا کہ آ کے تا بار آور ہو
پایا اسے عالم نے آگے جو عیاں قرآن
سے تیغ نے پہ وہاں ہم تا قرآن

۹۹۰

مصرع یہ ادا ادا ہو بے مطلع اسلام
چکا وہ ادھر جو تھی یہ نقطہ پیدا یہ انجام
جب بیان اس نے مصرع سے صاف ثبت صفحہ
انفس نے کہا سمجھ نے ترتیب کا ہو کر پیغام
کیا بات ہے بیت پیشتر نے قصہ کو کہا آئے
پہ مصرع کہ ہیں کہ اس ہی کا آئے

۹۹۱

دل رنج کا باز وہ کیا اس ختم حق رکن
مطلب سے کیا اس میں نظم ہے سر آئین
کہا اس نے غوطہ زن تھا اس کا ساحل
بیان یہ ختم ہے کہ اس نے ان دو ساحل
وہ بیان سے تب بیتی ہے عشق کی تحسین
اور نہ کہ سے تیغ بیت کی یا عشق کی تحسین

۹۹۲

مصرع یہ مصرع ہوا ختم تیغ و جلیل
ہے سخن کا وزن ان میں کیا یہ جلیل
نامہ نیک کو آئینہ ہیں مروز و دلیل
اس اک یہ مصرع وہ بیان کی دلیل
ہیں کہ دل و دید بلند ہیں نظر آیا
ہیں بیت میں اس تیغ کا مضمون نظر آیا

۹۹۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۹۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۰۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۰۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۰۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۱۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۱

[illegible]

۱۰۲

[illegible]

۱۰۳

[illegible]

۱۰۴

[illegible]

۱۰۵

سب ناریوں نے آپ کو دریا میں گرایا
اس تیغ نے طوفان قیامت کا اُٹھایا
گرداب میں قالب کے جہازوں کو چھپایا
روحوں کو گر راستہ دوزخ کا بتایا
موتی یہ ڈرے تیغِ شہنشاہ نجف سے
خود دامنِ نیساں میں چھپے اُڑ کے صدف

۱۰۶

دستے سے جوہروں سے کہ ہر اک کج پری تھی
خود دوں سے بہارِ چمن نیلوفری تھی
تھی غرق بخوں تیغ پہ زینت سے بھری تھی
لیکن یہ صفائی تھی کہ اعجاز گری تھی
دریا سے اُٹھی خوں بہا کر وہ عدو کا
پانی سے نہ بھیگا کوئی دھبا بھی لہو کا

۱۰۷

ہر ایک پہ لہرا کے پراگندہ پکارا
جاں بخش اماں بخش ہی ذاتِ خدا را
شمشیر کو ردّ کا جو رحیمی سے قتارا
نیزہ کسی ظالم نے دلِ پاک پہ مارا
اتنا تو کہا کیوں ہی احسان کھلا تھا
پر بند تھی آنکھ اور گلِ زخم کھلا تھا

۱۰۸

ہاتھوں سے کلیجے کو پکڑ کر یہ پکارے
اے قبلۂ حاجات میں قربان تمھارے
فرماؤ قدم رنجہ کہیں گور کنارے
چلائے شہِ دیں کہ ابھی آیا میں پیارے
اے جانِ پدر دیکھو تو زخم کہاں ہے
آئی یہ صدا میں کلیجے میں سناں ہے

۱۰۹

آواز پہ اکبر کی علی کا پسر آیا
کس قہر سے خورشید قریب قمر آیا
پر ضعفِ بصارت سے نہ لاشہ نظر آیا
گھبرا کے گرے خاک پہ منھ کو جگر آیا
چلانے لگے ڈھونڈتے ہاتھوں سے کدھر ہو
اے روشنیِ چشم ادھر ہو کہ ادھر ہو

۱۱۰

ہاتھ اپنا کلیجے سے اٹھا کر وہ پکارا
تشریف ادھر لائیے یہ خادم ہے تمھارا
ٹھہرائیں حضور اپنی طبیعت کو خدارا
لاشہ نظر آتا نہیں حضرت کو ہمارا
سب سچ ہے تو ہے ضعفِ بصارت ہوا کب سے
شبیر پکارے کہ جدا تم ہوئے جب سے

۱۱۱

پیشانی کو کیا پوچھتے ہو جان نہیں جائے
ایسا نہیں داغ آپکا جو باپ نہ مر جائے
اللہ کو معلوم ہے جس طرح یہاں آئے
اب اور جو ارشاد کرو باپ بجا لائے
وہ بولا کہ دامن سے مرا زخم چھپا دو
اماں مری جیتی ہوں تو یہ جا کے دکھا دو

۱۱۲

پھر رو کے کہا ہائے بہن فاطمہ صغرا
تم نے تو ہمیں دیکھا نہ ہم نے تمھیں دیکھا
دلہن کی حالت پہ ہوا دل تہ و بالا
بیدا یتوں میں بیچے بن بیاہے کو آقا
اکبر کو تو معراج تھی دوشِ شہِ دیں پر
پھر پاؤں سے لٹکے ہوئے آتے تھے زمیں پر

۱۱۳
[illegible]

۱۱۴
[illegible]

۱۱۵
[illegible]

۱۱۶
[illegible]

۲۱۷

پریشاں سے آئے ہیں روا دو سکو اڑھا کر
سر کا تو اٹھا سر سے گر گوشۂ چادر
منھ پھیر کے غیرت سے تڑپنے لگے اکبر
چپکے کہا کان میں زینب کے کہ اوجی وہ شہ در
کہتے ہیں کہ میدان سے ناحق ہیں گھر آیا
مرتے ہوئے اماں کا گلا سر نظر آیا

۲۱۸

بھائی جو کہیں یہ سو کرو بھول نہ جاؤ
سر اپنی طرح ڈھانپ لو تو ساتھ لاؤ
اک آن کے مہماں ہیں غصہ نہ دلاؤ
زخمی ہے جگر نیزہ سے تم دل نہ دکھاؤ
بعد ان کے خبر کون بھلا آپ کی لیگا
بلوے میں ردا لاکھوں کی اور کوئی نہ دیگا

۲۱۹

بانو نے کہا دیکھتے ہو آپ اُدھر کو
چھوڑ دیا ہاتھ سے اب زخم جگر کو
اب کس کے منانے کو ڈھانپوں میں سر کو
گھر لٹتا ہے ہم بی بی میں نکل جاؤں کدھر کو
غصہ کی اب آنکھیں ہیں نہ پیار کی آنکھیں
پتھرا گئیں ہیں ہائے مرے دلدار کی آنکھیں

۲۲۰

پیغم نہ ہوا اٹھا کوئی مجھ سوختہ جاں کا
دم توڑنا دیکھا بھی تو اس شیر جواں کا
باندھو مری آنکھیں یہ ہے دستور کہاں کا
اتنا بھی نہ ہو سخت کلیجہ کسی ماں کا
ہے ہے نہیں کیوں حشر بپا ہوتا ہے لوگو
آگے مری آنکھوں کے یہ کیا ہوتا ہے لوگو

۲۲۱
مر جائے گا اولاد سے گر کٹتا ہے دہائی
سمجھا کے بچے کا دھڑکتا ہے دہائی
دم سینہ میں بے طرح اٹکتا ہے دہائی
سب سمجھتے ہیں کچھ کہہ نہیں سکتا ہے دہائی
گھبرا کے ہوئے نام علی لیتے ہیں اکبر
کیوں پیچ کے ہاتھوں کو پٹکتے ہیں اکبر

۲۲۲
بندے سے صاحب غیرت کو منا لو
حضرت کی قسم دو کہ خفا ہو کے نہ جاؤ
سر ڈھانپ لیا ماں نے اب آنکھیں نہ چھپاؤ
لو اس جگر افگار کو چھاتی سے لگاؤ
ماں کہتی ہے بیمار مری تقصیر بحل کر
تم پالنے والی سے کہو شیر بحل کر

بسمہ لو اپنی گنہگار

۲۲۳
فردوس کے پھولوں سے مہکتا ہے جو سب گھر
گلدستہ سو کھاتی ہے اجل اکبر مضطر
کیوں پاؤں سمیٹے ہیں پیارے نے زانو کر
کیا قبلہ کی جانب سے ہوئی آمد حیدر
تعظیم کی طاقت جو نہیں پاتے ہیں اکبر
کیوں گھٹنوں کو ٹیک کے رہ جاتے ہیں اکبر

۲۲۴
اصغر نے کیا اکبر غازی سے تبسم
اور بیٹے کے لہو سے ہوا شور و تلاطم
بانو نے کہا یوسف پیغمبر ہوا گم
کیوں شیر خدا لے چلے بیٹے کو مرے صاحب
اس کو کہو علی کی تو نہ فریاد کو پہنچے
دم توڑتے میں پوتے کی امداد کو پہنچے

۱۲۵

[illegible]

۱۲۶

[illegible]

۱۲۷

[illegible]

۱۲۸

[illegible]

۴۲۹
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۰
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

کس کو نقصان عشق نے دے ڈالا
ہمدرد ان ایماں کا اس کا لے گیا
پیدا ہو عشق کے ضد کے الگ کیا ہے
کچھ بھی نے ضد کا آن کا لے گیا

رباعی

جیون نے دکھایا جو ادا پائی
اس سے کی ایام تھا ہمارا ہے
آنے میں وہ تیرے اے دنیا پیش کی
اٹھیں کے آرام کیا ہے اثار ہے

رباعی

کیا کام نہ عقل کی فرزانگی ہے
ان دونوں کا ماحصل ادا ملالی ہے
دن بیچ عجب گئی کہ
ہے پیچ فہم کا وہ حیرانی ہے

رباعی

پایا ہے عطا کا ہر ایک نے ستایا
اس کیجیے آنکہ عطا کر کے ستایا
کچھ حیات اور سکھ میں جان
ایسا کچھ ہے کہ سے آیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۵

یوسفؑ تھا نہ کلیمؑ نہ کنعاں نہ کوہِ طور
پروانۂ شمعِ قدرتِ حق کا تھا اک نور
تھا آب و گِل سے قالبِ آدمؑ ہنوز دور
اور تھے حضورِ قلب سے پیشِ خدا حضور
معدوم کائنات تھی موجود تھے حسینؑ
شمعِ حریمِ خلوتِ معبود تھے حسینؑ

۵۶

مصحف ابھی نہ تھا کوئی جز صورتِ حسینؑ
کوئی نہ عطر و گل تھا مگر نکہتِ حسینؑ
شمس الضحیٰ و بدرِ دجیٰ طلعتِ حسینؑ
طوبیٰ کے اوج کا ہے سبب قامتِ حسینؑ
جو رنگ تھے کمال کے سب صرف کر دئے
اک صورتِ حسینؑ میں صانع نے بھر دئے

۵۷

روشن ہے اب مشارق الانوار سے قمر
یعنی حدیثِ معجزۂ شاہِ بحر و بر
دو سال کا تھا گل یہ سیدؑ البشر
اور ہالۂ کنارِ علیؑ میں تھا جلوہ گر
سلماںؑ کے ساتھ سے یہ ہم الم تھی
اس چاند کے نظارے سے روشن نگاہ تھی

۵۸

لب پر تبسم آنکھ رخِ نازنیں پہ وا
دل محوِ شکرِ حق کہ ملا عینِ مدعا
ناگاہ ماہِ نو سے ہوا ماہِ نو جدا
اس حکم میں کھلے لبِ پُر نورِ مرتضا
سلماںؑ ہم سخن ہو مرے نورِ عین سے
جو علم کو پوچھنا ہے وہ پوچھو حسینؑ سے

۹
بالا وہ تن پہ پیرہن سادہ اور وہ ابھرا ہوا بدن
ایسا لگے کہ جوڑا وہ آہو کی آنکھ وہ انس میں جتن
زیبائے جو ادا ہے وہ الٹی کا لیا بہن
آنکھیں ہیں کہ ستاروں کی بزم آئینہ سے نشتر دون
بالا قد اور وہ اس کا ایاں جمال کیا
سلطان طاعت کا آئین حسن زیبا بیاں کیا

۱۰
پیشانی پہ چمکتی ہے بس الٹی ابرو زیب
زیبا ہے اس پہ قہر وہ اس آنکھ کا ادب
بیچ و خم وہ زلفوں کا الگ پیچ ہیں سبب
زلفوں کا وہ ادا اس کا سایہ زمانہ پہ آفتاب
کھلا کی ادا کے چمک سے رخسار لعل لال اور
پیچیدہ سے طور اور وہ شکن تکیہ سے ابھار اور

۱۱
پیشانی وہ کہ جس میں ہے عیش کی جیسے تاج ہم
کھلا نور ان کے کاکل کے عنبرین دکھائیں شتاب
گہرانی سے ان کی یہ پیچ پیچ احمر کی آب
بینی بچپن کی سب کی بین کی سو چیں
الماس کی ادا کی دو اقتال اور روشن کرو
سب کا اپنا اپنا حسن بیاں حسن کرو

۱۲
ٹیکا وہ اور وہ سیکھ کی لال وہ جیتی ہیں
بالاں شعلہ وہ آنکھیں کہ نرگس سپید ہیں
حق نے دیا ہے ان کو ہی تاج گلاب ہیں
پیچھے ایک سے کچی ہے یار آدم حسن ہیں
اپنا ہی کہا ایک سے ایک پیسا بنا کے تھا صلہ
پیچھے سے ادا ان سے بنا کی روح تھا صلہ

۱۴۳

تھا سن و سال آدم اول اسی قدر
اتنے ہی کا [illegible] آدم وہ پیشتر
[illegible]
[illegible] آفتاب [illegible]
[illegible] دونوں کی عالم [illegible]
[illegible] دونوں کا حال [illegible]

۱۴۴

کم تر [illegible] عزیز ذوالجلال
[illegible] اس سال
[illegible] ایمان کا کمال
اس امر [illegible] الفضل
جب سے [illegible] قبول [illegible]
جب سے [illegible]

۱۴۵

[illegible]
اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible]

۱۴۶

[illegible]
اور [illegible]
جب سے [illegible] الکلام
[illegible] اسلام
[illegible] القرآن [illegible]
[illegible]

۲۱۷

پچھاواں اس سناں نام بہتیرا کولوں تیں
اندر ان دے نفرت مکھ دی کاہدی میں
سب تن جو دن اے سر اے جگ نا ملیں
دین ن ہے اعظم جو اے دل سجن والی فرمیں
سنگ بیان ایں نیسب بی لکھیا ہیں
اے پتے جدا سبے اوہ دا ایس تک دی ہیں

۲۱۸

یار پیا سک ہویا میں کی ہوئی ہاں
اے جھولی بیار اونکیان شکر دی کہاں
اے جیندی سن اے سبھ تیتے جدیری کہاں
اے آنے تین اتی ہیں جی ہم جت
یار جگ ہور اپنی بار احتوں لئے

۲۱۹

بیٹھ کی لگاں عشق اوراں عمر سی ہن ناں
ہتیج جھن کی فحش ان توں اوس کی سمر سی ہاں
کہاں تیرا نام اے کیا دی لطف او کی جو فلم تاں
اے تیسہ حسین اے آکیا میں سی ہن سبا
مولا اپنا جسم ہے

۲۲۰

یار ال مسیت بیٹھ عجب حال

٣٤١

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٢

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٣

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵

پوچھا بچھانے کو بستر ہے بولا آہ
فرمایا پھر لباس یہی چادر ہے بولا آہ
فرمایا سرد پانی کا ساغر ہے بولا آہ
فرمایا نان گرم میسر ہے بولا آہ
پوچھا گذر ہوا کا بھی ہے قید خانہ میں
بولا نسیم فیض علی ہے زمانہ میں

۲۶

پوچھا اندھیرا رہتا ہے یا شب کو روشنی
بولا اٹھا کے نور کی ہر جا ہے چاندنی
فرمایا ان سے اسیر بھی ہر شب ہیں غنی
ہے روشنی کو شمع بچھانے کو چاندنی
گھر سے سوا ہے یہ چمن اسیری کا نام ہے
فرمایا آج قید کی مدت تمام ہے

۲۷

اقرار سے قرار دل پُر الم کو دیا
اور اسم اسیر کے دربار کا لیا
رونق فزا جو محکمہ میں تھے شاہ اولیا
سرگرم عدل حشر سا دن جیسے ہو گیا
خم تخت باغ دیں کا ہوا تسلیم کے لیے
سب سرو قد کھڑے ہوئے تعظیم کیلئے

۲۸

لائے حسین کے پیش شاہ دیں
ٹھہرے ادب سے مسند پر نور کے قریں
فرمایا مرتضیٰ نے کہ بیٹھو کہا نہیں
زنداں میں اک اسیر کو دیکھا ہے دل حزیں
خوش ہو نہیں حضور کے احساں سے بڑے
تقصیر بخشوا دو انھوں کی کھڑے کھڑے

۴۲۹

[illegible]

۴۳۰

[illegible]

۴۳۱

[illegible]

۴۳۲

[illegible]

۳۴۳

بولے ستم کریگا ستمگر کہا میں خوش
فرمایا لیگا بچوں کے گوہر کہا میں خوش
بولے حرم کا لوٹےگا زیور کہا میں خوش
فرمایا چھین لیگا یہ چادر کہا میں خوش
ذلت ہے جب کہ چادر زہرا کے چھین سے
عزت خدا کی دی ہوئی ہے پیرہن سے

۳۴۴

بولے علی یہ ترک ہے پانی کہا کہ خیر
فرمایا ہے یہ دشمن جانی کہا کہ خیر
فرمایا ہم کو دیگا نہ پانی کہا کہ خیر
پوچھا سہوگے تشنہ دہانی کہا کہ خیر
فرمایا مستعد یہ دغا و جفا پہ ہے
کی عرض ہے تو نظر اپنی صبر پہ ہے

۳۴۵

اعدا دوست چاہئے دشمن ہی ہو تو ہو
اندیشہ کیا ہے خضر کو رہزن ہی ہو تو ہو
ما ہم بیعت حق ہیں صاحب جوشن ہی ہو تو ہو
داؤد کو ضرر نہیں آہن ہی ہو تو ہو
شاید یہ آکے راہ پہ حق کی خوشی کرے
حق بیں سمجھے نہ محسن کشی کرے

۳۴۶

آساں ہے مال و دولت عالم بخشنا
جوہر ہے اہل جود کا خشم بخشنا
لیکن بڑا ثواب ہے تقصیر بخشنا
مجرم کی معصیت دم تعزیر بخشنا
خادم کو اسکی عقدہ کشائی ضرور ہے
وعدہ کیا ہے وعدہ وفائی ضرور ہے

۹۲۷

نقشہ یہ نصیبہ ہے [illegible] کا کام
[illegible] کا کام
اور [illegible] کا کام
[illegible] کا کام
[illegible]
[illegible]

۹۲۸

فرمایا [illegible] آیا ہے
فرمایا [illegible] ہے
فرمایا [illegible] آیا ہے
دیکھیں [illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible]

۹۲۹

یا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible]

۹۳۰

یا الٰہی [illegible] کا واسطہ
یا رب [illegible] کا واسطہ
انسانی عصمت [illegible] کا واسطہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۴۵

پھر قاصدوں کو حکم دیا جاؤ جلد جاؤ
جس میں خوشی حسینؑ کی شمرِ لعیں کو لاؤ
کیا دیکھتے ہو جانبِ زنداں قدم بڑھاؤ
اسکو بھی حال بخششِ شبیرؑ کا سناؤ
کہنا علیؑ نے تیری خطا بھی معاف کی
بخشی خطا بھی اور سزا بھی معاف کی

۷۴۶

ملزم لائے شمر کو حیدرؑ کے سامنے
آیا گناہ رحمتِ داور کے سامنے
بوسے علیؑ کے جام سے دلبر کے سامنے
شکریہ کر حسینؑ والا ور کے سامنے
کیا جلد عفو کا تو سزاوار ہو گیا
تیری حیاتی سے میں ناچار ہو گیا

۷۴۷

اے شمر بھولیو نہ ذرا احسان حسینؑ کا
اے شمر لوٹیو نہ گلستاں حسینؑ کا
اے شمر گھر نہ کیجیو ویراں حسینؑ کا
اے شمر کھولیو نہ گریباں حسینؑ کا
خنجر نہ پھیریو کہ پیمبرؐ کا پاس ہے
اسکے گلے میں نانا کے بوسوں کی باس ہے

۷۴۸

اب آگے وہ بیاں ہے کہ تھرائیں فلک
اس پرورش کو بھول گیا شمرِ بے نمک
احسان آج کا نہ رہا یاد کل تک
تنہا ہے رن میں خسروِ انس و جن و ملک
درآ ہے شمر کو ترکیب ذبح کی
دیتا ہے چار لاکھ کو ترغیب تیغ کی

۴۹

پھر رات سے جو اٹھاؤں تیرے
نیند آتی نہیں تو چپکے سے اٹھا لاؤں تیرے
پانی کا کھارا کھاتے ہیں ایک پیالہ تیرے
سب ہے بدلے کیا کیا ہے ہر گز کھا لاؤں تیرے
آج سے لا لائے ہم سب سے اور زبان دل کو
کو لاکھ کرے ہیں سب لائے کو کیا تیرا دل کو

۵۰

بالکل ہے بجا کہ وہ تیرا نادہ ہے
گر ہے پیتے ہم تیرا ساقی ہم کو کیا دادہ ہے
شوق ہے عشق کا ہے دل میں وہ آزادہ ہے
آج آئی ہے دستِ ساقی سے دل تیرا دادہ ہے
کیا لیتے ہیں تو دل کو کیسے کوئی دل وہ آزادہ ہے
وہ دو دن ہیں آٹا کے پاٹے ہیں آزادہ ہے

۵۱

اے یہ تیرا ہم نے تیری کی ہے کی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
یہ دن ہیں یہ سب ہیں تیرا تمام ہے
دن ہیں کر لے دو دن کا دو دن تمام ہے

۵۲

دن ہے جیتے تھا ہم بیتا ہے سنتے ہیں
پھر ان کو تیری کیا کہ جانے ہیں
کھول کے آنکھ دیکھتے ہیں
دو ایک عمر میں ساتھ کر جینے ہیں
جیتے جی ہم تیری ہی کا لگا کے گالی
جیتے تھے ایسا ہم کہ تیرا تھا گالی

٩٥٣

[illegible]

٩٥٤

[illegible]

٩٥٥

[illegible]

٩٥٦

[illegible]

۷۵۷

فاقے بھی گذر گئے کیا ہم سے ہو سکا
اکبر جوان مر گئے کیا ہم سے ہو سکا
اصغر ہوئیں بکھر گئے کیا ہم سے ہو سکا
منزل پہ ہم پہنچ گئے کیا ہم سے ہو سکا
تم بے حواس تھیں نہیں اپنی خبر بھی تھی
محشر کا دن تھا آج کی یہ دوپہر بھی تھی

۷۵۸

صدقے تھے جن کے یہ بھی سب آسان کر دیا
ہمت وہ دی کہ بچوں کو قربان کر دیا
کیا حشر میں نجات کا سامان کر دیا
پورا خدا نے بندے کا ارمان کر دیا
وہ قادر و قوی ہے ہر اک بات ان سے ہو
وہ کبریائی شان یہ بندے کی شان ہے

۷۵۹

جو تو دلا نہ دے وہ کسی کو دلائے کیا
پیاسے کو پانی قطرہ نہیں پایا پلائے کیا
ناکام وہ رہے کہ بھلا کام آئے کیا
جب پیر ہو گیا ہو وہ بلا سر اٹھائے کیا
ممکن نہیں کہ قدرت و مقدور سے چل سکے
اللہ کے نوشتہ کو بندہ بدل سکے

۷۶۰

آسان سب ہے ایک بلا کیا ہزار کیا
دشوار ہے یہ دور شے کردگار کیا
دنیا کے عیش اِن کا ہے اعتبار کیا
مالک خدا ہے بندے کا ہے اختیار کیا
اک گھر میں سینکڑوں ہیں تو اک گھر بچے ہی ہیں
مرتے بھی ہیں یہاں یہیں پیدا بھی ہوتے ہیں

۱۶۱

یونس کا بطن حوت میں مونس خدا رہا
ظلمات میں خضر کا وہی رہنما رہا
یوسف کا چاہ میں وہی حاجت روا رہا
کشتی نوح کا بھی وہی ناخدا رہا
نار آگ کو کون بنا رہی گلشن وہ کر گیا
عیسیٰ کو کون دار سے گردوں پہ لے گیا

۱۶۲

بخشندۂ مقام شہنشاہ و گدا وہی
خلاق جسم و روح و فنا و بقا وہی
پیدا ہے ماں کے پیٹ میں سب کی غذا وہی
ہر درد کی دوا ہے وہی اور شفا وہی
ان دونوں سلکوں میں نہ فاقہ نہ فرق ہے
پہلا تکلم ہے یا کہ آخر سخن کا ہے

۱۶۳

بوسہ حرم کو اوس میں ہے تکیہ سرا نہیں
فرمایا جس نے عزت خیر الورا نہیں
یا حق کے بعد آپ کا تھا آسرا نہیں
تقدیر کج کرتی ہے تم سے جدا نہیں
آخر بشر ہیں خوف ہمیں ان شر کا ہے
کہنا یہ ادا کا نہیں خیر البشر کا ہے

۱۶۴

انصار تھے جناب رسالت کے یا نہیں
وہ اک محب تھے شاہ ولایت کے یا نہیں
ہم دوستدار رفیق تھے حضرت کے یا نہیں
ہم مستحق ہیں آپ کی شفاعت کے یا نہیں
کوئی ابو ہے اور کوئی بیٹی بتول کی
ہم سب امانتیں ہیں خدا و رسول کی

۱۶۵

سجاد سے یہ کہتی تھی نبی کی امانت ہو یہیں ایں
حافظ میں آج تک تھا اور اب تم پہ ہیں
مجبور اب غریبوں کا ہے یار حزیں
والد کا حکم ٹہرنے کا اب نہیں
پاؤ گے پھر نہ فاطمہ کے نور عین کو
ہاں اوڑن ظالمونکا تو رونا حسین کو

۱۶۶

نکلا حرم سے روتے ہوئے شاہ دیں پناہ
دیکھا کہ دو جہاں کا کیا خطر ہے کہ
ویران آستانہ ہے خالی سلام گاہ
مقتل پہ کی نگاہ ترائی پہ کی نگاہ
گردن جھکائے روتا تھا کب حسین کا
منہ دیکھتی تھی یاس سے زینب حسین کا

۱۶۷

کی اہلیوں نے عترت پیغمبر پہ فغاں
اک طائر سفید فلک سے ہوا عیاں
اور یہ ہوا نثار سر شاہ انس و جاں
پروانہ جیسے شمع کے پھر گرد پر فشاں
جب دست رعشہ دار میں شہ نے لگام لی
منقار سے رکاب حسین اُس نے تھام لی

۱۶۸

گویا یہ عرض کرتا تھا خادم نثار ہو
فدوی رکاب تھامے گا آقا سوار ہو
راہی شتاب جانب پروردگار ہو
جاؤ تڑپ رہے ہیں نبی ہمکنار ہو
یاں کی خبر زمیں کے فرشتے سناتے ہیں
زہرا کو ساتویں سے جناں میں غش آتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۴۳

القصہ دل کے بھائی بہن پھر جدا ہوئے
آئیں یہ گھر وہ راہیِ دشتِ بلا ہوئے
خیمے سے کچھ بعید جو شاہِ ہدیٰ ہوئے
یاں نفخِ صورِ حشر کے ساماں بپا ہوئے
سر خم کیا جو شہ نے سماعت کے دھیان میں
کچھ پشت سے صدائے ضعیف آئی کان میں

۷۴۴

حضرت مڑے جو سوئے قفا کانپ کانپ کر
پایا جگر کو اپنے تڑپتا زمین پر
بیٹی کو اس قلق میں نہ دیکھے کوئی پدر
جس شکل سے کہ آئی سکینہؑ انہیں نظر
صدمہ ہے جلتی ریت کا اُس جسمِ پاک پر
آئی ہے وہ رگڑتی ہوئی پاؤں خاک پر

۷۴۵

پیری کی چھاپ سے ہوئی جاتی ہے آنکھ بند
سوکھی زباں یہ پیٹھ ہے اور یہ فغاں بلند
بابا سکینہؑ صدقے ذرا روکے سمند
میں بھی پھوپھی کی طرح سے ہوں احتیاج مند
تصدیع بے سبب نہیں میں نے دیا تمہیں
حاجت روا خدا نے ہمارا کیا تمہیں

نسخہ: بعدِ خدا جہاں میں سہارا کوئی نہیں
بابا! سوا تمہارے ہمارا کوئی نہیں

۷۴۶

گردن جھکا کے ہر سخن پہ شہ نے کیا قرار
گھبرا کے بیٹی آ گئی نزدیکِ راہوار
روئے حسینؑ حالِ سکینہؑ پہ زار زار
کس بیکسی و یاس سے بولے کہ میں نثار
بابا تو زندگی سے بھی اب ناامید ہے
تم کو سوائے بے پدری کیا امید ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۸۱

پوچھا کہ میں سوار ہوں بی بی کی کیا رضا
اس پوچھنے پہ پھوٹ کے روئی وہ مہ لقا
بولی کہ یاد آئے گی یہ پردہ سرا
مرضی خدا کی خوب ہے مرضی ہماری کیا
طاقت نہیں حواس نہیں دم میں دم نہیں
اتنا بھی پیار آپکا اس وقت کم نہیں

۵۸۲

اب تک قدیم سے ہے یہ دستور جابجا
بچپن میں بیٹی ہوتی ہے جب باپ سے جدا
بہلا کے اسکو دیتے ہیں تسکین اقربا
میرے عزیز آپ ہیں اس وقت میں بجا
عالم وہ ہے کہ پانی نہیں ہے پیاسے کو
شہ نے کہا خدا ہے بچانے والے کو

۵۸۳

ناگہ پکارا شمر کہ اے شاہ دیں پناہ
کیا ہو گئی جلالت پیغمبر الٰہ
خود آؤ بہر جنگ جو باقی نہیں سپاہ
پیٹے گا ایسا جوش حمیت ہوا کہ آہ
بٹھلا دیا سکینہ کو جلتی زمین پر
بیساختہ سوار ہوئے آپ زین پر

۵۸۴

عصمت سپہر ابر سے سلطان دیں تھی
پھر اس کے پیچھے ہی رن کی زمیں تھی
پھر کس کی ہو مقابل ہم نہیں تھی
خوشبو کے ساتھ نکہت خلد بریں تھی
ہر اک قدم سے اوج نمایاں تلک ہوا
پہلا طبق زمین کا دسواں فلک ہوا

۴۸۵

[illegible]

۴۸۶

مطلع

[illegible]

۴۸۷

[illegible]

۴۸۸

[illegible]

۴۸۹

بادل کی زباں پہ ادا ہے لا اونا ادا ہے
واں واہ واہ واہ ہی ہے یہی علی علا ہے
پیشانی اقلیا بیں آقا ہیں ہی ادا ہے
راں ز انبیا پیاں ادا ہے کہ سب سا ادا ہے
کہیں حسرتِ زنجیر شمس ہیں ہی ہے ہیں یہ بھی
ٹھنڈی ہی ہے اے آج آ کر گئی ناز ادا بھی

۴۹۰

الجھیں اور آکر و دوڑیں بس دیتی پانی بیدوہ
بازاں بھر آئے جیسے وہ بنیا بیریہ بہنچ ہے
اے ہشت کے ہر آمر کی لات سے جا ہے بیر بنج ہے
کیا فضل ایسا اک ہے یہ سب پائے بیرہ ہے
سب پا جائے پس پہنچ کے کھی بیوی دو دیکھیں
اے جا کی بحال پھر دیں کی پائی کہ حلیں

۴۹۱

جب ادائے سب کا وہ بھا کر نیک دانتا
پہنچا ادا لیں کہ حال ہے کہ صوف بھم جنا
جا پاؤں ملک اسکی نالہ ہیں اسپر جا جا
پہنچا پہنچ کے پیشہ ہیں کے آن کا جایئ جا
ہر راسی پال پیئے آسمہ پیر و دیسیں لیں
پا احسین بنی ما آ کی اسا حسین سا

۴۹۲

ہائے ہر سماں اس کے صلے کے ادا ہیں
اے شیں و ادا چلاں کے لیے اے ادا ہیں
ایسا بس پھر آئے کے جگہ کے لیے ادا ہیں
آج کے آئے سب کے آگے سا ادا ہیں
سنے ہیں و کچھ پیس کے کھیر آئے ہیں
پیچھے ہیں و ہر آئے ہیں آئے ہیں

صابر سخی حلیم امام ایسا چاہیئے   سب کا شفیع روز قیام ایسا چاہیئے   چاند ایسا ہو بدر رشکِ بدر و حنین سا
مسند نشین خیر انام ایسا چاہیئے   پشت و پناہ خاص و عوام ایسا چاہیئے   ہو مصطفیٰ سا تو سا حسین سا

۹۳

گیسوؤں کا سایہ وقت کا کُل پڑا ہے

پر سایہ وہ ابجان کا ہوش پڑا ہے

بیعت امام عرش نشیں صمد پڑا ہے

بیجا ہے پابرہنہ پہ رحمت الٰہی ہے

قرآں رحل نور امام غیور ہیں

کرسی ہے زین آیۂ کرسی حضور ہیں

۹۴

مضمون وہ ایجاد کیا باندھتے ہیں ہم

کچھ اپنی شاعری کی ہوا باندھتے ہیں ہم

کھلتا نہیں یہ عقدہ کہ کیا باندھتے ہیں ہم

پائے قلم سے پائے صبا باندھتے ہیں ہم

یال اس کے [illegible] کے دم ہے وہ حسن جمال میں

پڑتی ہے آنکھ اس کی صفا میں خیال میں

۹۵

بن [illegible] رخش پہ [illegible]

کیسی اسے ہی قدر ہے پروردگار کی

یہ شیر خوار دایہ ابر بہار ہے

تخم [illegible] و بہار ہے

مالک ہے ماہ نو سے سم آہنی بند کا

پیدا فلک پہ نال گرا ہے سمند کا

ن لعل

۹۶

کیا [illegible] اس سے [illegible]

[illegible] حسن [illegible] سُست [illegible] پشت

[illegible] نسیم اس کے قریں پال ہیں درشت

اسپ اجل کو نعل سے [illegible] کشت

کل کا وہ قصد آج یہ [illegible] کرے

فردا سے [illegible] کیا ہے کہ جو [illegible] کرے

۹۷

لاکھوں کمال اسمیں ہیں لکھے کہاں تلک
رکبا کا اسکے عرض ہے جو آسمان تلک
پہنچے ابھی نہ دست تصور عناں تلک
ہو سکے اتنے عرصہ میں یہ لامکاں تلک
ہر مغرب و شرق سے آگے روا ہے
تا ارض شمال یہ سمتا آیا نہ ہے

۹۸

بڑھتے ہیں دم کے بال اُلجھتے ہیں بال سے
بیٹھے ہیں بال تنگ ہے دم کے کمال سے
کھینچیں شبیہ اسکی جو آئے کمال سے
اظہار شوخیوں کا جو ہوئے غزال سے
اُڑتے ہیں اس سے جب کسی جانباز نہیں
مرتے ہیں سب پہ جان کسی کے لئے نہیں

۹۹

گردش سے اسکی دور میں عاجز زمانہ ہے
ہر وقت ہم سے سیر تلاش بہانہ ہے
مصرع میں کچھ مشابہت تازیانہ ہے
نام اسکا اُسکے صفحے سے کیسوں نمانہ ہے
قدرت سے شاعروں میں اسکا بیان نہیں
لیکن گہر دقائق نہ رہیں بیان نہیں

۱۰۰

لکھنی اور پڑھنی کی ابجد سے ہو بنا
اب جو دیکھنا ہے فرس میں گل پری کا
سمجھ اسکا اپنے پیش سے بالجزم ہے پیا
ترکیب زیر سے یہ نہ رہو سمت سے چھٹا
جھگڑا اٹھا ہے لفظ و معانی کے فرق پہ
معنی کا اسکے حاصل ہیں لفظ و فرق میں

۱۰۱

ہاں حُر کی طرح صاحبِ تاج اسکے ہیں فقیر
عنقا ہیں زمیں پوش کے دامن میں گوشہ گیر
ہر دور میں ہے اسکا ملازم جہانِ پیر
ہاں ہفت اسپِ فلک بھی اسیکا ہے بارگیر
بخشیں گر آدمی تو جواب اُنکو صاف دوں
بوجھو جو اس پری کی پہیلی تو قاف دوں

۱۰۲

قالب نسیم اسکا ہے روح نسیم ہے
پوست اسکا بوئے غنچہ ہے مغز شمیم ہے
پوچھو دماغ اسکا تو عرشِ عظیم ہے
جلد اسکی صاف رنگِ ریاضِ نعیم ہے
بو اسکی شیر بو عرق کی ترازہ ہے
نقشِ قدم ہرن ہے تو سایہ چکارہ ہے

۱۰۳

شہ دستِ حق پرست کو رکھے لجام پر
میداں میں جلوہ گر ہوئے ابن خجستہ نام پر
تشریف لائے تیغ زنی کے مقام پر
شب خون دن دہاڑے پڑا فوجِ شام پر
رُخ بادلوں کے رخش کی جانب سمٹ گئے
کیسی ہوا ہوا کہ فرشتے بھی اُلٹ گئے

۱۰۴

حضرت نے غافلوں سے کہا ہوشیار ہو
ہاں قاتلانِ آلِ عبا ہوشیار ہو
کانوں میں کہہ رہی ہے قضا ہوشیار ہو
نزدیک ہے عذابِ خدا ہوشیار ہو
سیر جہاں ہے بادۂ حبِ حسینؑ میں
اک نشۂ حلال ہے ثقلین میں

۱۰۵

میں جان ہوں رسولؐ کی یہ ہیں زباں گواہ
مالک ہوں سب زمینوں کا ہے آسماں گواہ
مظلوم بھی ہیں ایک ہوں دونوں جہاں گواہ
ستم ہے پانی بند ہے آبِ رواں گواہ
جاری ہے کیا زبانوں پہ کس کی یہ نہر ہے
مال اپنا ہے کہ میری ماں کا مہر ہے

۱۰۶

میکال و روح نام مرے خادموں کے ہیں
عالم خدا کے حکم سے ہم حاکموں کے ہیں
فتوے ہمارے قتل پہ کن عالموں کے ہیں
یہ کام عالموں کے نہیں ظالموں کے ہیں
دنیا خراب ایسوں کی عقبیٰ زبون ہے
خون محمدؐ عربی میرا خون ہے

۱۰۷

اُن ظالموں کو پاس اسلام بلاؤ تو
فتوے ہمارے قتل کے سمجھ کر حکومت سناؤ تو
مہریں سیاہ کاروں کی ہم کو دکھاؤ تو
مہروں سے اُن کی مہرِ نبوت ملاؤ تو
جیسے ازل سے مہرِ نبوت خدا کی ہے
یہ بھی وہ پشت فاطمہؑ کے دلبر کی ہے

۱۰۸

آیت خدا کا علم ہے علمِ خدا ہیں ہم
ہم ہیں ولی خدا کی خدا کی ولا ہیں ہم
آئے ہیں جا بجا صحفِ انبیا ہیں ہم
ہیں یادِ حق کے بعد دلِ مصطفیٰ ہیں ہم
قرآں میں ہیں امام ہے قرآں امام میں
جس طرح لام الف میں الف بیچ لام میں

۲۰۹

[illegible]

۲۱۰

[illegible]

۲۱۱

[illegible]

۲۱۲

[illegible]

۱۱۳

قرآن اُسکا جبریل کا پر ہو تو نہ ہووے گا
عرش بریں پہ اُسکا گذر ہو تو نہ ہووے گا
سلطان دیں وہ باقی ثمر ہو تو نہ ہووے گا
دنیا اگر ادھر کی ادھر ہو تو نہ ہووے گا
پر پیچ غلط سنائے ہیں مجھ پلید کے
وہ کی خدا کب آئی ہے گھر میں یزید کے

۱۱۴

کس بات پر یزید کا ہم سے مقابلہ
بوجہل کا رسول امم سے مقابلہ
طبل و علم کا لوح و قلم سے مقابلہ
اک غول کا چراغ حرم سے مقابلہ
قبلے کو قبلہ دین کو تم دیں سمجھتے ہو
پھر کیا سمجھ کے عقدہ کشا سے اُلجھتے ہو

نسخہ
کیونکر کہوں ثواب و خطا کو نہ سمجھے ہو
سب کچھ تو سمجھے اور خدا کو نہ سمجھے ہو

۱۱۵

نانا سے ہیں قبلۂ اہل زمن بنی
ہیں قامت و اذاں میں بھی حسن بنی
اول ہیں امام نماز کے سر و علن بنی
آخر میں السلام علیک ایہا النبی
نانا پہ جبتک نہ درود و سلام ہو
جبریل کی نماز نہ کوئی تمام ہو

۱۱۶

حضرت نے دین و کفر کو آئینہ کر دیا
ظاہر سبھوں پہ غیب کا گنجینہ کر دیا
اعدا نے اپنے دل کا عیاں کینہ کر دیا
تو وہ حسین کا جگر و سینہ کر دیا
حسرت سے اشک تیغ و تبر کے بہہ گئے
غصے سے دانت پیس کے جوہر بھی رہ گئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۱

دیتا ہوا ندا یہ نقیب ادب بڑھا
بھاگو ہٹو بڑھو کہ خدا کا غضب بڑھا
سر نامۂ پیام سے فرمان رب بڑھا
یا آستیں سے موت کے دست طلب بڑھا
اب چھیں گے آب زیں کے طبق چار چار ہاتھ
بیگانہ جان لاکھوں کی بکھر ار ہاتھ

۱۲۲

حیراں تھی عقل تیغ کے عز و وقار سے
پیکر تو وہ تھے قدرت پروردگار سے
پرشان اور شکوہ فزوں تھی ہزار سے
روشن تھا عیب دیدۂ ذوالفقار سے
دل خواب میں حسین کے غم سے اچھل پڑا
اصحاب کہف غار سے باہر نکل پڑے

۱۲۳

اب غضب رکھتی تھی مولا کی ذوالفقار
تھا پیش سے عیاں کہ اجل کی ہے پیشکار
کسرہ سے کسر شان مخالف تھی آشکار
فتحہ سے فتحیاب رہی وقت کارزار
ہر قبضہ ضمہ کی جگہ جو سر دست پائی تھی
تنوین شاخ قاف سے تا قاف آئی تھی

۱۲۴

واں پہلے صف کشی ہوئی دریا پہ ناگہاں
کیسی وہ صف میں لب دریا کی تھیں عیاں
سرگرم جنگ رہتیں ہائے وہ زخمی جواں
جنگی رسالے تنگ تھے ہر سو یہاں وہاں
الحرب کی ہر ایک طرف دھوم دھام تھی
جو تیغ تھی وہ [illegible] کی طرح بے نیام تھی

م ۱۲۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

م ۱۲۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

م ۱۲۱۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

م ۱۲۱۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١١٢٩

جب دل میں بیکسی کی پیش و دم آئی
بالیدہ سے عمر رواں کو کہ ادا آئی
پھولوں کی ادا سے کوئی اور ادا جو ہم آئی
یہ رنگ بنا سے کہ اسے ہم آئی
یا کرم تمنا کہ دم [illegible] آئی
پیشانی پہ اک راہ کی وفا کی ادا حسن کا

١١٣٠

آئے گا کوئی دن کہ کبھی کچھ یاد آئی
اے دل کہ وہ ادا کو ادا کی آئی
سر پہ بیچوں سے کسی کو وہ گھر آئی
پھر ان سے کچھ ہنس کے ان آئی
ہنس کے کبھی اس سے لب تک آئی
پیش نظر کی ایک ہاں کی طرح بستی آئی

١١٣١

پھول کی طرح وصال سے ان بن آئی
شاید کسی کی راہ کی کہیں آئی
آئی کسی کی آس کو دیکھ کے آئی
کہہ کے ادا ایک لیلیٰ کی رات آئی
یا کبھی ہم سے ان کی راہ آئی
پیش نظر کی ان کے ادا کی آئی

١١٣٢

پر ترا ساغر اس کے ساتھ آ بیٹھی
پایا کسی کی آنکھ کو ساتھ لے بیٹھی
کچھ ایسی لڑی وہ وادی ان پر آ بیٹھی
کچھ ادا کی رات اس سے کس اس بیٹھی
ہم سے ہر ایک کی ادا بناتی آ بیٹھی
پیش نگاہ کی ادا کی بستی آ بیٹھی

۱۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۷

دل لے کے جان فوجِ یزیداں بھی لے گئی
تیغِ ستم شمار میں دنداں بھی لے گئی
کھینچا کہ نام سن کے گریباں بھی لے گئی
اعدا کے جزو دل سے یہ جزداں بھی لے گئی
ہم سے یہی صف [illegible] جدا ہوئی
[illegible] سے شباہت [illegible] جدا ہوئی

۱۳۸

چکّی ہوا پہ تو ہوا سے کدھر گئی
ہو کر بلند عرشِ علا سے کدھر گئی
چھپ کر زمیں میں تحتِ ثرا سے کدھر گئی
پوچھیں گے روزِ حشر خدا سے کدھر گئی
طاقت نہ شش جہت میں رہی ایک وار کی
تیغیں دو دھار کی بھی گئیں ذوالفقار کی

۱۳۹

ناگاہ چلتے چلتے رکی راہ میں حسام
محوِ جمالِ خالقِ سبحاں ہوئے امام
حاصل ہوا حضور کو وہ قرب کا مقام
کیا جانیے ہو گئے سب مرحلے تمام
باقی حرم کی فکر نہ یادِ پسر رہی
نہ راہ کی نہ راہزنوں کی خبر رہی

۱۴۰

بچّی کی پیاس یاد نہ لشکر کی بھوک یاد
بانو کے بین یاد نہ اکبر کی موت یاد
ننھی سی قبر یاد نہ اصغر کی موت یاد
بازو کا قطع نہ برادر کی موت یاد
پر ہم اپنے قتل کے محضر کی یاد تھی
حضرت کو سب سے الفتِ امت زیادہ تھی

۱۳۶۱
[illegible]

۱۳۶۲
[illegible]

۱۳۶۳
[illegible]

۱۳۶۴
[illegible]

۱۲۵

ہاتھ سے تھام کے منہ سے بہار اشک پہ ہو
اور شدتِ عطش سے بڑھی حدت گو
اک سیب عذر ہاتھ میں تھا سوکھ گیا ہو
پھر کم ہوئی نہ تشنگی شاہ نیک خو
آخر یہ دل پہ تیغ فراق عطش ہوئے
وہ سیب حلق میں لیا اور غش ہوئے

۱۲۶

اب راویان وقفِ غم کرتے ہیں بیاں
وہ سیب خون میں بھر کے ہوا آخر کو لال
جاتا تھا گھر میں کہ قیامت ہوئی عیاں
سب چھوٹے بڑے پیٹ کے کرنے لگے فغاں
پانی جہاں کی نہروں کا سب لال ہو گیا
رنگ آسماں کا دیکھ کے بے حال ہو گیا

۱۲۷

تڑپیں زیادہ سب سے اگر حضرتِ بتول
کیا ہے وہ تو خلد میں ہیں وہ تو ہیں ملول
جب سے ہوا اٹھا رہیں شاہ کا نزول
پڑھتا تھا ورد وہ ان قل ہو مظہر رسول
کیوں ہم مادری سے نہ زہرا ملول ہو
فرزند کس کا ظالموں سے جو ابن بتول ہو

۱۲۸

کہتی تھیں رو کے مریمؑ و حوا سے بار بار
کیوں دل میں درد ہو نہ کیوں جی ہو بے قرار
دیتی تھیں وہ جواب یہی ہے تمہارا حال
ماتم کیا تمام ساکنِ جنت میں اشکبار
روئے زمیں پہ قتل وہ مظلوم ہوتے ہیں
یہ بھی شہید جن کی شہادت پہ روتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۱

ڈھونڈے ہے سو کڑوں کانے بن میں
پڑیا ہے کسر بار عجب دھا نکا سر
ایسے ہیں سے بن سے کا بن پیچھے پھیرنگ تو
کیسی بھلی کا ان جھول ہے آیا ہے کا
ہنس کا بھیتی نگری ہے کہ ہم دن پائے
ایسے ہو بن با سو ہی من کو من لئے

۱۲۲

ڈھونڈوں کہاں کہاں پھروں کہاں گئی کیو
آج گئی کر جا نہ آئی کیا کرے سے آئے
بہت دن لئے جا ہے کہ ہم تو چھوڑ آئے
کس کا بہانہ ایسی کا ہی سب سے آئے
بنا من کو لے کر کہا آتی کا کو ہیں
چھیا بیٹھ بلا اوہی کا کام کا ہے دیں

۱۲۳

سر تو رہتی ہے گھر کا بھالا بھا بھایاں
زرد بانے سے تھامی حیرت میں لا بھا بھایاں
سہارا دکھی باندھ کر سر آئے لا بالا بھا بھایاں
ان کا لائی گھوٹ کا ٹالا بھا بھایاں
کہہ کر بھلا لا وا کا تھند بہر اگر لے لے
زمین سے ریختی نیل تیری کی گھریلو ادتے

۱۲۴

بج اوٹھی ہے جگ میں بھی پکار
ہوش میں لائی گودی بیٹھ کر ہیلر پکار
ہو تو ان کی ہی گھڑی لی دوا دا
بیلا ہم کے لگی ہے گئی تیری جا
آشنا بیٹھ کر دوسری کی دھن لے لی
دل کی لگی بیٹھ کے پتا دیں لگی
بات کر سے

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سرتاجِ کائنات حسنؑ اور حسینؑ ہیں
پروردۂ جلال فاتحِ بدر و حنین ہیں
آغوشِ مصطفےٰ کے یہ بجا زیب و زین ہیں
روشن ہے سب پہ فاطمہؑ کے نورِ عین ہیں
حاکم بنا کے ظلِّ خدا تاجِ سر ہوا
یہ جامہ قطع شبّرؑ و شبیرؑ پہ ہوا

مرثیہ ختم

۴۲

جو ہستیِ فلک پہ قبا یہ ہیں
امت کے پردہ پوش یہ ہیں پیشوا یہ ہیں
لاریب جانِ قالبِ خیر الوریٰ یہ ہیں
دلبندِ خاص حضرتِ مشکل کشا یہ ہیں
عصیاں چھپاتے ہیں یہ عبا و کسا کے
پردے میں ہیں چشمِ رحمتِ پروردگار کے

۴۳

اب رشتہ دار سوزنِ ادریسؑ ہے قلم
سیتا ہے نذرِ آلِ عبا حسبِ رقم
نادار اک برس ہوئے ایسے شہِ امم
یعنی علیؑ ولیِ خدا قبلۂ حرم
لباس بھی برائے حسینؑ و حسنؑ نہ تھا
جز نورِ ذوالجلال کوئی پیرہن نہ تھا

۴۴

ایسے بھی انقلاب جہاں میں نہیں ہوئے
یہ مبتلائے فقر شہِ مومنیں ہوئے
عریاں جو شاہزادوں کے بدن نازنیں ہوئے
محتاج ٹوپیوں کے یہ سرتاجِ دیں ہوئے
عسرت کا تھا یہ حال کہ جو عید آ گئی
دیکھا جو حال بیٹوں کا ماں تھرتھرا گئی

۲۵

گھر گھر تھے طفل جمع بزرگوں کے آس پاس
پہناں کیا امیروں نے بہ صد طرب لباس
رنگوا لئے اُن کے بچوں نے ہر رنگ کے لباس
تھے سب بغیر شاہ حسینؑ و حسنؑ اداس
رنگیں لباس سے تو یہ دونوں ناامید تھے
نیرنگ دیکھنا کہ یہ رخت سفید تھے

۲۶

مکتب سے پڑھ کے آتے تھے عیدی لئے ہوئے
خیاط لا کے دیتے تھے کپڑے سئے ہوئے
مہندی سے دست و پا کوئی رنگیں کئے ہوئے
اک کھیلتا تھا ساغرِ عشرت پئے ہوئے
بیٹوں کے رنج سے دلِ زہراؑ میں درد تھا
چہرہ ہر ایک لال کا فاقہ سے زرد تھا

۲۷

جو گھر تھے زیرِ سایۂ دیوارِ مرتضیٰؑ
اُن میں بھی بچوں کے ہنسنے کی تھی صدا
کہتا تھا اک میں ہوں بہت ماں کا لاڈلا
اغلب ہے بابا جان سے عیدی وہ دیں سوا
اک پوچھتا تھا ماں سے کہ غم کا پدید ہے
کل شب بخیر کیا ہے وہ کہتا تھا عید ہے

۲۸

اک ماں سے کہہ رہا تھا میں عیدی چھپاؤنگا
چھوٹی بہن کے واسطے سوغات لاؤں گا
کہتا تھا کوئی لطف تماشا اُٹھاؤں گا
کل عیدگاہ نور کے تڑکے میں جاؤنگا
نازاں کوئی کہ تحفہ ہے رخت بدن مرا
دیکھیں گے عیدگاہ میں سب پیرہن مرا

۹

یاں اشک آبدار کے قطرے تھے زیب تن
شبنم کے کرتے پہنے تھے حیدر کے گلبدن
درّ نجف تھے اشک رواں ہیں ضیا فگن
موتی یہ تھے وہ آب رواں کا تھا پیرہن
تار شعاع نور تھا اشکوں کے تاروں کا
زہرا کے چاند پہنے تھے خلعت ستاروں کا

۱۰

بزم نبی میں شور کہ چار طرف عید کی [illegible]
آئے حضور فاطمہ سبطین [illegible]
بانہیں گلے میں ڈال دیں چھوٹے سے ہاتھ کر
اک بیٹے سے لپٹ گیا جلدی جھکا کے سر
لاڈلا ہے یہ بیا پہ بہت مہربان ہیں
چھوٹا پکارا واہ مری اماں جان ہیں
سر کو جھکا کے سینے سے لپٹا بڑا پسر

۱۱

ماں بولی ہم تو دونوں پہ قربان جاتے ہیں
اتنا نہ چاہو تم مجھے [illegible] کے یاں ہیں
حاسد کی چشم زخم سے ہم ہول کھاتے ہیں
سب سے چھپا کے تم کو گلے سے لگاتے ہیں
خاصان حق کے [illegible]
رشک [illegible] گاہ تم مری [illegible]

۱۲

عترت پہ یاں ہی رو کے یہ معصوم نے کہا
قربان جاؤں۔ عید سے فاقہ گزر گیا
اماں دل کے واسطے ہے عید کا مزا
آل نبی کی عید ہے خوشنودی خدا
زہرا کو چاند عید کا پیارا وہی ہے
جب تم گلے سے لپٹے ہیں ہم کو بھی عید ہے

۲۱۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۱۷

کل عیاں ہیں جاناں دل ربوں [illegible] بیاں ہیں ہم
کیوں دل اللہ تھا اے حسینوں [illegible] حسن نہاں ہیں ہم
[illegible] اس [illegible] اور [illegible] یاں ہیں ہم
[illegible]
[illegible]

۴۱۸

[illegible] کا [illegible] ادب کیا
[illegible] ہوا کے [illegible] طلب کیا
[illegible] ہوا [illegible] کیا
[illegible] پھول [illegible] کیا
[illegible] اب کیا

۴۱۹

[illegible] آئے
[illegible] کی بلا لائے
[illegible] کے [illegible] آئے
[illegible] آئے
[illegible] آئے
[illegible]

۴۲۰

[illegible] دل
[illegible] دل
[illegible] دل
[illegible] دل
[illegible]
[illegible]

۴۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۵
گھر کے بھلا کہاں یہ ارمان کو پوری کروں کی [illegible]
بیاہ بچے کا ہو گا برس دن کے بعد ہے [illegible]
زینب سے کہا کہ بچوں کا برس آئے گا اب [illegible]
اطفال کا [illegible] [illegible]
[illegible]

۴۲۶
قربان تیرا [illegible] [illegible]
دولہا [illegible] [illegible]
ہے بلا [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

۴۲۷
یارب وہ [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

۴۲۸
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

صفحہ ۲۸۵ [illegible]

عـ۱۵ اصل مرثیہ [illegible] میں ہے لیکن [illegible] ہے ۔ [illegible] سے ہے [illegible]
[illegible] برس دن محاورہ ہے حضرت [illegible] فرماتے ہیں ع [illegible] کلیات [illegible]

۲۹

کل سب لباس فاخرہ پہنیں گے جابجا
تو انکو خلعت بخش کہ عریاں بدن پھرا
مرنے لگے گر غریبوں کو یا تاج کر عطا
رونق تری زمیں کے یہ ہیں فاطمہؑ کو کیا
مالک کے فضل سے یہ عزیز دو کون ہیں
تیرے کنیز زادے ہیں زہراؑ کے کون ہیں

۳۰

مجھکو یقین تھا نہ انہیں تو رولائے گا
پُر شب ہیں روز عید نہ عریاں پھرائے گا
وعدے ہیں فاطمہؑ سے نہ تو رزق لائیگا
مالک کو رحم انکے لڑکپن پہ آئے گا
اب فاطمہؑ کی شرم و حیا تیرے ہاتھ ہے
وعدہ کیا ہے ہیں نے وفا تیرے ہاتھ ہے

۳۱

مشغول تھیں دعا میں ابھی اشرف النساؑ
زنجیر در ہلائی کسی نے جو دی صدا
زہراؑ پکاریں کون، کہا بندۂ خدا
فدوی غلام خادم اولاد مرتضیٰؑ
خیاط ہوں حضور کے ہم نور عین کا
لیجائیے لباس حسنؑ اور حسینؑ کا

۳۲

خیبر کشا کی زوجہ نے در کو جو وا کیا
رومال اک بندھا ہوا اس نے انہیں دیا
کھولا تو گھر میں پھیل گئی نکہت و ضیا
کپڑے وہ تھے بہشت کے کہ اسرار کبریا
خیر النساؑ تھی صرف دعا درد و یاس میں
نازل ہوئی تھی رحمت حق اس لباس میں

۵۳۳

دو مونس تھے وہ تجھ زینب جنسے ہمراز
دنیا سے وہ کھلا یہ بیٹا کا جنسے راز
دو کرتے تھے وہ سجدہ کہ باصد نیاز
اور کو بہن سے عید پڑھے عید کی نماز
فاقوں میں شیر طور کی دو نیر جاتے تھے
پر اور دو عبائیں تھیں اور دو عمامے تھے

۵۳۴

خیر النسا نے سجدہ میں سر کو جھکا دیا
اور بیٹیوں کو جگا کے یہ مژدہ سنا دیا
دیکھو خدا کے پیار دو خدا نے یہ کیا دیا
رنج جو ایک تھا سو بیاس ایک سا دیا
خلعت میں حق نے بھیجے جو وہ عید لائے تھے
قاسم رسول زادوں کی جوڑی کا لائے تھے

۵۳۵

رکھے پھر اُن کے سر پہ عمامے جو یک دگر
دستار کی طرح سے چراغ عرش گرد سر
پڑھ کر دعائیں کپڑے پنہائے جو سر بسر
غل تھا کہ کھلا جہاں میں اب اور کس کا گھر
پوشاک سے حور زادوں کی یہ شان ہو گئی
اک عید صدقے دوسرے قربان ہو گئی

۵۳۶

آتے ہی صبح عید کو خیر الوریٰ چلے
پیاسا حسن ہوا سوں سے خلعت پہ سر کئے
دامن پکڑ کے پوچھا یہ کپڑے کہاں سے آئے
وہاں سے سمت عرش سے بھیجے گئے ہیں یہ
بھیجے ہیں یہ خدا نے کہ تم نے بنائے ہیں
ہم نے تو اماں جان کے ہاتھوں سے پائے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۵

پہچانا جا بجا جو ستارا حسینؑ نے
پیشانی کی شکن میں سنوارا حسینؑ نے
ماتھے کی کیا بیاض سے اشارا حسینؑ نے
بھائی پہ دیکھا پیار ہمارا حسینؑ نے
پیشانی کی لطافت میں چاند اُبھرا ہوا
کاندھے پہ ہاتھ رکھ کے ذرا سا کھڑا ہوا

۳۶

کی عرض جا کے دیکھے گئے دو پہر اب لگائیے
ہنس کر رسولِ حق نے کہا آگے آئیے
دیکھیں گے یہ ہم جمالِ مبارک دکھائیے
کس رنگ کا لباس ہے ہم کو بتائیے
ہنس کر کہا کہ آل کا درجہ بلند ہے
ہم کو تو سُرخ رنگ ازل سے پسند ہے

۳۷

الحق نے تحمیدہ سے سر دست صبر کیا
ظاہر وکیلِ حق نے پھر اپنا ہنر کیا
عالم جنابِ شاہِ شہیداں کا اور کیا
قدرت کے آب و رنگ نے اپنا اثر کیا
نورِ ازل جو تھی نیا اس کا ڈھنگ تھا
عارض کے لال کا یاقوت رنگ تھا

۳۸

مشغول شکر میں ہمہ تن پنجتن ہوئے
اور سبز پوش حضرتِ حسنؑ ہوئے
گلگوں قبا حسینؑ بوجہ حسن ہوئے
بے ساختہ رسولِ خدا خندہ زن ہوئے
سمجھا کہ خوب حال ہوا دنیا و دے
قدرت کے رنگ آج خدا نے دکھا دیے

۴۹

ان رتبوں پہ علیؑ کے موالی نظر کریں
ہاں ہوں تار کی لباس عدالت اگر کریں
آیا ہے اب وہ وقت کہ عریاں تن کریں
جامہ ہے کس شمار میں پرزے جگر کریں
سر پر ابوترابؑ کے ماتم کی خاک ہے
سر ننگے ہیں بتولؑ کفن چاک چاک ہے

۵۰

چھالا جنکا ظاہر ن باغ جناں ہوا
ہائے یہ ظلم اور یہ میاں جہاں ہوا
پرزے جگر حسنؑ کا مثال کتاں ہوا
رن میں لہو حسینؑ کا آب رواں ہوا
تیروں سے چاک چاک حسنؑ کا کفن کیا
سر کاٹ کر حسینؑ کا عریاں بدن کیا

۵۱

اک عید کو حسینؑ نے کی یوں جہاں کی دید
اک عید وہ تھی جس میں کہ پیاسے ہوئے شہید
پہنایا تھا بتولؑ نے یاں جامۂ جدید
اور واں بہن کے ہاتھ سے پہنا تھا رخت عید
رن کے لہو بھرے ہوئے کپڑے اتارے تھے
ماں کا پہنا لباس پہن کر سدھارے تھے

۵۲

اس عید کو تو ختم نبوتؐ پہ تھے قدم
اُس عید کو بدن ہوا پامال سر قلم
اس عید کو گلے سے ملے شاہ امم
اُس عید کو گلے سے ملا خنجر ستم
جامہ یہاں رنگا تھا رسول انامؐ نے
اُس عید کو لہو سے بھرا اہل شام نے

۵۵۳

وہ عید کیا تھی ماتم پنجتن کا دن
عاشور قتل نائب خیبر شکن کا دن
بے چادری آل رسول زمن کا دن
اندوہ شیعیان حسین و حسن کا دن
تصویر پنجتن کی زمانے سے اٹھ گئی
جب عید فاطمہ کے گھرانے سے اٹھ گئی

۵۵۴

تھی عید سب شہید قضا کے گلے ملے
اور خنجر ستم شہ ہدا کے گلے ملے
اصغر بھی جا کے تیر جفا کے گلے ملے
جا کر حسین آل عبا کے گلے ملے
دیکھا کہ اٹھ کے غش سے ہیں پیاسے پچھوڑ کر
پیچھے گرے زمیں پہ تہ تیغ لوٹ کر

۵۵۵

فرزند کے فراق سے کوئی ماں تھی نوحہ زن
بھائی کے غم میں کرتی تھی نوحہ کوئی بہن
بابا کو رو رہا تھا کوئی طفل خستہ تن
ہے ہے وہ عید آہ وہ سر سے کٹے بدن
شہزادیاں ایک ایک سے ملنے لگیں جبیں
منھ موڑ کے سب پچھاڑ کے رونے لگیں جبیں

۵۵۶

آئے قریب مسند پیغمبر حسنؑ
سمجھا کے گھر سے آئے جو پیچھے شاہ کربلا
سر سے اتارا عمامہ رسول کا
چوما اور اسکو تکیہ پہ مسند کے رکھ دیا
کھولا کمر سے جو کمر بند مرتضیٰ
رویا کمر کو تھام کے فرزند مرتضیٰ

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

۶۵

چلا رہی تھی کوئی کہ احسان کیجئے
مشکل پڑی ہے یا علی آسان کیجئے
بے وارثوں کی وارثی اس آن کیجئے
ہم سب کو اپنے لال پہ قربان کیجئے
دوڑو بہنو حسین کے آگے حرم مریں
مظلوم کربلا کی بلا لیکے ہم مریں

۶۶

ناگاہ لائی رخت کہن بنت مرتضےٰ
بھائی کو دے کے منھ پہ لیا گوشۂ ردا
استادہ قبلہ رو ہوئے مظلوم کربلا
دیکھا تو پیرہن وہ زیادہ پھٹا ہوا تھا
حضرت نے اور چاک وہ رخت کہن کیا
پھر جلد شوق مرگ میں زیب بدن کیا

۶۷

پہنے تھے زیر جامہ نیا شاہ بے وطن
جھک جھک کے چاک کرنے کیا اسکو نقش تن
بھائی کی شان دیکھ کے رونے لگی بہن
مڑ کر سوئے سکینہ پکاری وہ خستہ تن
ہم سب عزیز مردہ عزادار بن چکے
وا لال بھائی جان کفن بھی پہن چکے

۶۸

تشریف لائیے کہ یہ وقت اخیر ہے
پہچانئے یہ کون بلا میں اسیر ہے
ہاے ہاے یہ جانشین جناب امیرؑ ہے
سرتاج اہلبیتؑ رسولؐ قدیر ہے
مولائے بیکساں کی امیری کو دیکھئے
اور تن میں اس لباس فقیری کو دیکھئے

۷۶۹

شہ نے کہا خوش ہو کہ مری بے وطن بہن
پالا ہے جن سے عرش یہ ہیں وہ سخن بہن
تم بیٹھی ہو دیکھ کے رخت کہن بہن
ہیں آؤ وہ ہوں جسے نہ ملے گا کفن بہن
لیکن کفن کا غم ہے نہ سر کی جدائی کا
ناسور ہے جگر میں تری بے ردائی کا

۷۷۰

بولی وہ کانپ کر کہ بہن بے ردا پھرے
بچنا ترے گلے پہ یہ تیغ جفا پھرے
شہ نے کہا خدا نہ کرے جو قضا پھرے
سرکار ذوالجلال سے محضر مرا پھرے
زینب الوداع سنبھالو سکینہ کو
ماں کر حسینؑ کا پالو سکینہ کو

۷۷۱

پٹکا علیؑ کا اس نے اٹھایا باشک و آہ
اور باندھنے لگی کہ شہ دیں پناہ
ناگاہ یوں گری کہ ہلا عرش بارگاہ
چلائی بھائی تم سے چھٹی اس طرح نگاہ
پہلو ہیں سکے اوٹھتی ہیں اور اوٹھ کے گرتی ہیں
سر ننگے فاطمہؑ بھی مرے گرد پھرتی ہیں

۷۷۲

جلدی سے شہ نے زیب کمر ذوالفقار کی
باندھی سپر بھی حمزہؑ عالی وقار کی
حسرت سے چار آئینے نے آہ پکار کی
مختار جزو کل نے قضا اختیار کی
ہستی نے دی ندا کہ ہے باری حضور کی
بولی قضا کہ لاؤ سواری حضور کی

٤٧٣

دیکھا جو بانو نے کہ شہ بحر و بر چلے
دامن پکڑ لیا کہ یہ کیا مجھ سے کر چلے
صاحب کدھر ہم چلے مرے والی کدھر چلے
غربت میں سب کو چھوڑ کے نانا کے گھر چلے
ناکام و نامراد و ملول و حزیں رہے
اکبر کے پاس آپ چلے ہم یہیں رہے

٤٧٤

بیکو دل عشاق نے بار دگر کیا
اور صدر زیں کو غیرت برج قمر کیا
گویا زبان حق نے دہن میں گزر کیا
پہنچے جو دل میں آہ تو شیشے میں گھر کیا
زیں سے خواص جس کے نمایاں نمود تھے
سینے میں اسم اعظم رب ودود تھے

٤٧٥

آگے جو بیں خاک بسر تیغ بوتراب
پیچھے رواں تھی روح بتول فلک جناب
دہنے کو دوستوں کے لئے بخش ثواب
بائیں کو دشمنوں کے لئے بھیجے عذاب
مقصود ست کا نجم و اقدس یہ نور تھا
رحمت تھی پاس پاس غضب دور دور تھا

٤٧٦

مانند عمر طے کیا مقتل کی راہ کو
صادق نے نور صبح دیا وعدہ گاہ کو
تیار پایا آگ پہ اپنے سپاہ کو
ہادی نے دی صدا عمر رو سیاہ کو
اب تک ترے لئے بھی ہے توبہ کا در کھلا
پھر کچھ نہ ہوگا جب مری اماں کا سر کھلا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٢٨١

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٨٢

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٨٣

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٨٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۸۵

آدم کا فخر ہوں کہ میں عالی وقار ہوں
عالی وقار ہوں کہ میں حق پر نثار ہوں
حق پر نثار ہوں کہ میں طاعت گزار ہوں
طاعت گزار ہوں کہ میں الفت شعار ہوں
الفت شعار ہوں کہ میں عاشق خدا کا ہوں
عاشق خدا کا ہوں کہ میں دل مصطفیٰ کا ہوں

۵۸۶

دل مصطفیٰ کا ہوں کہ میں نور الٰہ ہوں
نور الٰہ ہوں کہ میں زہرا کا ماہ ہوں
زہرا کا ماہ ہوں کہ شہ انجم سپاہ ہوں
انجم سپاہ ہوں تو میں شاہوں کا شاہ ہوں
شاہوں کا شاہ ہوں کہ جری کل کا امیر ہوں
کل کا امیر ہوں میں علی کا دلیر ہوں

۵۸۷

سب متقی ثنا نے پہ اس کے جھکائے ہیں
آیا نہیں ہم آپ جھکے حمد اس کے ہیں
جانے دو یہ بھی بندے تو رب العلا کے ہیں
جاروب کش تو روضۂ خیر الوریٰ کے ہیں
کہہ دو نہیں نبی کا نواسا ہوں یا نہیں
دیکھے سے پوچھ لو کہ میں پیارا [illegible] نہیں

۵۸۸

دیکھو تو کون ہے یہ اسیر غم و محن
کونین کا امام نبی زادہ بے وطن
بانی ہے پانچ تنوں میں کا ایک تن
روشن کی جانب عالم پہ [illegible] زن
درستہ [illegible] حق سے ہم [illegible]
اللہ یہ پھر گئے آل رسول سے

نسخہ: ایسا امام اور نبی زادہ بے وطن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نسخہ۔ پوچھے اگر یزید وہ کس شہر کو گیا۔ کہنا کہ جیتا قبر میں رو پوش ہو گیا

۵۹۳
سن کر کلام سید معجز کلام کا
مانند صبح فق ہوا رنگ شام کا
دیکھا عمر نے قلب پھرا اشقیا و عام کا
نعرہ کیا کہ سحر ہے یہی ا ا م کا
ان کے فصیح ہونے میں جا سخن نہیں
دولت بغیر خاتم پنجتن نہیں

۵۹۴
سپر پہ سر گروہ تو یہ چھوڑ کر
باندھی کمر جفا پہ دل شاہ توڑ کر
تیغیں کھڑی ہوئیں رخ اتفاق موڑ کر
انگڑائیاں کمانوں نے لیں ہاتھ جوڑ کر
کل تھا قبول اب نہیں کوئی سخن ہمیں
مد نظر ہے قاتل پنجتن ہمیں

۵۹۵
ہلنے لگے نیام میں لب ذوالفقار کے
پہلے پڑھا درود ادب سے پکار کے
پھر عرض کی یہ سب ہیں ہوا خواہ نار کے
جوہر یہ چاہتی کیا گر آبدار کے
تیغ زباں سے اگر نہ جوہر دکھائیے
اب جوہر حسام دو پیکر دکھائیے

۵۹۶
مقبول یہ گذارش تیغ دو دم ہوئی
پر دست پاک تیغ سے پیدا ظفر ہوئی
کھنچی ہی گرم تیغ دو دم اُدھر ہوئی
سورج پکارا ایک سب اب پھر ہوئی
پیچھے ہیں شمس کے تیغ کا فرق جلال تھا
برج اسد میں مہر کی گرمی کا حال تھا

٩٧

کی جست و خیز رخش نے چلتے ہی باگ کے
جیسے پتنگا اُچھلتا ہے شعلہ سے آگ کے
دریا میں فتنہ ڈوب گیا رن سے بھاگ کے
قبروں کے سونے والے پریشاں بھی جاگ کے
دنیا سے بھی اختر تاباں نکل پڑے
ہیبت سے پیر چرخ کے دندان نکل پڑے

٩٨

تازی کو تازیانہ ہر اک تار رگ ہوا
سایہ سلام کر کے ادب سے الگ ہوا
زیر نگیں فلک بھی دم تاز و تگ ہوا
انگشتری نعل کا خورشید نگ ہوا
یک دفعہ شش جہت میں عجب دھوم ہو گئی
پھر قدر عافیت کبھی معلوم ہو گئی

٩٩

جولاں امام دیں کا جو رہوار ہو گیا
گردش سے گرد گنبد دوار ہو گیا
ہر آسماں کا دائرہ پرکار ہو گیا
ثابت ہوا کہ قطب بھی سیارہ ہو گیا
حشر آ گیا جدھر شہ ابرار مڑ گئے
افلاک مثل پنبۂ حلاج اڑ گئے

١٠٠

قرباں ذوالجناح پہ اور ذوالفقار پر
چلتے تھے دونوں مرضی پروردگار پر
تاکید کی یہ رخش نے ہر نابکار پر
ہاں غافلو نظر کرو میرے وقار پر
رہوار شہسوار براق جناں ہوں میں
بعد اُن کے زیر ران امام زماں ہوں میں

۱۰۱

پہلا سوار تو نبی گرد کا رہا ہے
اور دوسرا یہ دوش نبی کا سوار ہے
گیسوئے حبیب حق کا اسی کی مہار ہے
عاجز نہ جانور ہے کل اختیار ہے
پامال شش جہت ہوں اگر حکم شاہ ہو
مولا جدھر اشارہ کریں طے وہ راہ ہو

۱۰۲

جب یہ رجز پڑھا فرس نامدار نے
کھولی زباں بیاں کیا ذوالفقار نے
بھیجا ہے عرش سے مجھے پروردگار نے
جوہر دکھائے ہیں شہ دلدل سوار نے
کفار کے لہو میں جو میں غرق ہوتی تھی
اس فاقہ کش حسین کی ماں مجھ کو دھوتی تھی

۱۰۳

اتنے جگر کا برق سے زخمی ہوا جگر
کھینچی نہ تیغ رہ گئے یہ آہ کھینچ کر
کاٹے جو ہم نے بازوئے عباس نامور
رکھا نہ ہاتھ قبضے پہ بس تھام لی کمر
توبہ کرو تو اب بھی شہ سے امان ہے
ورنہ یہ جان اور مرے قبضے میں جان ہے

۱۰۴

حیراں بیان تیغ سے چھوٹے بڑے ہوئے
اس گفتگو پہ کان سپہ کے کھڑے ہوئے
غفلت سے پردے آنکھ پہ جو تھے پڑے ہوئے
بولے عدو رہیں گے نہ ہم بے لڑے ہوئے
سرگرم یاں فساد پہ بے شرم ہو گئے
اور اس طرف کو ہفت سقر گرم ہو گئے

۱۰۵

پھڑکے مرغ روح عقاب قضا اوڑا
یعنی ہمارے تیغ دو سر بلا اوڑا
کیسا پکار طائر قبلہ نما اوڑا
رن بھر گیا یہ رنگ رخ اشقیا اوڑا
اوڑ اوڑ کے تن بھی سوئے عدم دشمن گئے
با طائر سینوں میں پہ پرواز کر گئے

۱۰۶

غائب ہوئی زرہ جو بدن پر یہ چل گئی
یونس پکارے جال کو مچھلی نکل گئی
پہار آبے بیٹھے ہوئے ڈوب کر نکل گئی
پتھر نگل کے لعل بدخشاں اگل گئی
آئی جو منہ بگاڑ کے مرکے بگاڑ پر
غل تھا پڑی وہ ناو سعی کی پہاڑ پر

۱۰۷

دو رخ جدا وہ شعلۂ قہر خدا پھرا
رہوار کے جلو سے نہ تھی ایک جا پھرا
خود و سپر و دل و جگر و دست و پا پھرا
سب تیغ کے قدم پہ پڑے تھے جدا پھرا
میداں سے دور فوج کے ناری جو آگ تھے
تیغوں سے مثل موج جو ہر رواں کئے

۱۰۸

زیب بہشت رونق اسلام فتح جنگ
الماس تیغ شہ کا یہ تھا ان کا رنگ ڈھنگ
بجلی جو ہم سپہ پہ سوار ان کے بید رنگ
یوں بھی بچھے دلیروں کے تیغوں نے جیسے زنگ
نے گردنیں کھینچ وہ تن پہ سے فرق خود میں
تیغ علی تھی خود میں اور سر تھے گود میں

١٠٩

ہر سر پہ تھی حسام دو سر سین کی طرح
تھی فتح اُسکی پشت پہ تحسین کی طرح
قالب تہی تھے راکبوں سے زین کی طرح
تیغ رواں عروج پہ تھی دین کی طرح
دریائے فوج قلزم آتش میں غرق تھا
تلوار کا ہر ایک تترہ رشک برق تھا

١١٠

بارش تھی آب تیغ کی برسات سے فزوں
بجلی تھی فوج شام کی رنگت کٹا تھا خوں
یاں سقف سینہ گرتی تھی واں پاے اسپ ستوں
پیاسا ہر خنجر چکتا تھا قصر دل زبوں
بس بس کے خون ہر بن مو سے نکل گیا
اوچھا جگر تو چاک گلو سے نکل گیا

١١١

چین جبیں کی طرح جبیں سے نکل گئی
پانی چرا تو تنگ تو زیں سے نکل گئی
زیں ایک طرف پہ سطح زمیں سے نکل گئی
جب سر اُٹھایا چرخ بریں سے نکل گئی
گردن سے سر کیا کبھی قالب سے دم لیا
بس دم لیا تو تیغ دو دم نے یہ دم لیا

١١٢

اک وار میں سواروں کی صف سے بپار تھی
شکل اجل پیادوں کے سر پہ سوار تھی
گہہ پیش و پس تھی گاہ یمین و یسار تھی
چو رنگ ہو کے رہ گئی جو صف دو چار تھی
حیراں برش نے اسکی ہر اک تیغ کو کیا
چار آئینے میں اپنے بھی سایہ کو دو کیا

نسخہ ہی

۱۱۳

ہر تیر مثل آہوے وحشی نشاں ہوا
بسمل ہوا پہ تیغ سے ہر مرغ جاں ہوا
کرچوں سے خوں رگوں کی طرح سے رواں ہوا
چشم زرہ پہ زخم کا سب کو گماں ہوا
رگ رگ گلوے حرص کی شاداب ہو گئی
رن کی زمین سرخ شفق سب ہو گئی

۱۱۴

کل سے عجب یہ تیغ دو سر بنی
ہر تیغ کٹ کے ابروے فتح عمر بنی
انگشتری کا حلقہ کماں سم کر بنی
ڈھال رخ سپاہ سمٹ کر سپر بنی
جس نے اٹھائی تیغ گرا خود زین پر
بسمل تھا سایہ جسم کی صورت زمین پر

۱۱۵

ناگاہ غل اٹھا کہ دوہائی ہے یا حسینؑ
تھک تھک کے گر پڑے ہیں دہائی ہے یا حسینؑ
قہر خدا یہ زور نمائی ہے یا حسینؑ
کس کو مجال عہدہ برائی ہے یا حسینؑ
دکھلا چکے جلال ۔ بہت ہی دکھایئے
اب کبریائی شان کریمی دکھایئے

۱۱۶

اللہ رے رحم تیغ کو روکا امام نے
اور دست پیچ پیچ کیا اہل آیا سامنے
دنیا سے ہاتھ اٹھا لیا تشنہ کام نے
پھر ہر طرف سے گھیر لیا فوج شام نے
تیر و تفنگ کا ہجوم تھا حسینؑ پر
جھپٹے ہوا پہ جیسے پتنگے چراغ پر

۱۱۷

ناگاہ آیا سامنے جو کلبِ بے حیا
جوڑا کماں میں تیر سہ پہلو پئے جفا
بالکل بجھا تھا زہر میں وہ ناوک چلا
چھٹتے ہی وہ جگر پہ لگا وا مصیبتا
ہار سنے پہ سر جھکا شہ عالی خصال کا
اور رنگ سبز ہو گیا زہرا کے لال کا

۱۱۸

کھاے جب جگر پہ لگا تھا یہ تیر آہ
زینبؑ کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ با حالِ تباہ
چلائی ہائے کیا ہوئی مظلوم کی سپاہ
ہے ہے تڑپتے ہیں امامؑ فلک پناہ
عباسؑ آ کے تھامے کمر اکبرؑ سنبھال لے
کوئی جگر سے تیر سہ پہلو نکال لے

۱۱۹

ناگہ امامؑ پاک گرے خاکِ پاک پر
کھینچا جو تیر سینے سے تڑپا دل و جگر
چلو رکھا بہ زخمِ جگر آخرش جھکا کے سر
جب بھر چکا لہو سے تو کی ریش پر
چہرے پہ چھاپا جب تو انہوں نے کہا یہ زبان سے
فردوس میں ملوں گا یوں ہی نانا جان سے

۱۲۰

اتنے میں بہر ذبح بڑھا شمرِ نابکار
منہ پر نقاب پاؤں میں تیغ سے چھپا ہوا
دستِ جفا میں خنجرِ بُرّان و شعلہ بار
آگے ادب کی جا ہے کروں کیا بیاں پکار
منصف ہو تم بتاؤ کہ کس سے بیاں پھرا
بولے کہاں ہم سے گئے خنجر کہاں پھرا

١٢١

لوں نام اُن شقیوں کا جو کر زباں سے آہ
مانندِ عرش تھی وہ بلند آسماں سے آہ
رہ رہ کے شور اُٹھتا تھا دو جہاں سے آہ
سر تیغ مصطفیٰؐ کا نکل آئے جہاں سے آہ
پیغمبرؐ کے گلے سے جو زہراؑ لپٹ گئی
سمجھا یہ آسماں کہ زمیں اب الٹ گئی

١٢٢

چلائے مصطفیٰؐ کہ ٹھہر اے لعیں ٹھہر
سہواً یہ ظلم کرتا ہے تو یا کہ جان کر
دریافت کر لے اوروں سے تو پوچھ پاچھ کر
ہے ہے یہ کس غریب کا تو کاٹتا ہے سر
ہاں ہاں یہ میری فاطمہؑ کا نورِ عین ہے
میرا حسینؑ ہے اے میرا حسینؑ ہے

١٢٣

بس بس یہ بے گناہ ہے یہ بے گناہ ہے
خالق گواہ صبحِ صادق گواہ ہے
ہونٹوں کے بیچ گنجِ علومِ الٰہ ہے
خنجر جہاں رکھا ہے مری بوسہ گاہ ہے
تو کاٹتا ہے حلق وہ کہتا ہے پیاس ہے
کیوں بے حیا لبوں پہ یہیں نہر پاس ہے

١٢٤

نام و نسب کچھ اس سے بتایا ہے یا نہیں
جامہ عمامہ میرا دکھایا ہے یا نہیں
خلقِ حسنؑ حسینؑ میں پایا ہے یا نہیں
شکلِ رسولؐ جسم میں سمایا ہے یا نہیں
سایہ اگر نہیں تو یہ کل کا امام ہے
قتلِ امام قتلِ رسولِ انام ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۹

وحش و طیور جن و ملک نوحہ خواں ہوئے
ہلنے لگی زمین سیہ آسماں ہوئے
گر گر زمیں پہ خیمے کے قبّے طپاں ہوئے
زینب پکاری قتل شہ بیکساں ہوئے
وارث نہیں کوئی بدن پاش پاش کا
اسباب اب سے لٹتا برادر کی لاش کا

۱۳۰

تھا دن میں شہ کی لاش پہ انبوہ اشقیا
سر کا عمامہ اخنس ملعون نے لیا
اُڑنے لگے حسینؑ کے گیسوئے پُرضیا
لی دارمی نے تیغ شہنشاہ اوصیا
نے تیغ نے لباس نہ عمامہ رہ گیا
باقی بدن میں ایک پھٹا جامہ رہ گیا

۱۳۱

پھر بحر ابن کعب نے مطلق نہ کی حیا
مانع ادب ہے آہ مفصل کہوں میں کیا
وہ جامہ کہنہ بھی ستمگار لے گیا
لاشے نے ہاتھ اُٹھا کے یہ کی حق سے التجا
عریاں پسر ہے فاتح بدر و حنین کا
ستار تیرے ہاتھ ہے پردہ حسینؑ کا

۱۳۲

لاشے کا پیرہن ہوا انفال کردگار
اور دونو ہاتھ شل ہوئے ظالم کے ایکبار
خیمے سے نکلی دختر سلطان نامدار
جب لپٹی شہ کے لاشے سے ہو کر وہ بیقرار
بچپن میں بے پدر کو خبر کیا تھی بین کی
کہتی تھی وا حسینؑ سکینہ حسینؑ کی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

مرثیہ نمبر ۱

یارب مجھے مرقدِ حسن خلدِ بریں دکھا
تصویرِ زندگانیِ دنیا و دیں دکھا
اُوگتا ہے تخمِ غنچہ جہاں وہ زمیں دکھا
سرکارِ شاہزادۂ روح الامیں دکھا
مٹی مری عزیز اگر وہ زمیں کرےن
پھر خلد بھی بلائے تو بندہ نہیں کرے

ن۔ جنت بھی پھر بلائے تو بندہ نہیں کرے

۲

یارب کبھی یہاں ہیں وہ دن بھی آئیگا
مجھ سا شکستہ پا بھی یہ منزل پائیگا
طالع تو نارسا ہے وہاں لے جائیگا
ہاں خضرِ فضلِ حق در مولا دکھائیگا
اُڑ کر ابھی میں گر پڑوں اُس آستان پہ
دے کر مراد کو شہر بدل کے

ایوان بارگاہ سلیمان دیں دکھا

۳

یارب کبھی چراغ علی دل کو لگایا ہو
کس شب نظر پڑینگے وہ جالی طلا کی ہو
قندیل تحت قبہ کی دیکھونگا کب میں ہو
دم ہے لب اب وہیں عرش گرم رو
دیکھوں مزار شہ پہ چمک دل کی عرش کی
روضے میں روشنی ہیں کون و مکان کی

نسخہ۔ انگشتری عرش کا مارِ نگیں دکھا

۴

جاؤں وہاں تو دل میں ہم آغوش ہو مجھے
پیشِ نظر حسین کا روضہ حسین ہے
مرقد بھی حضور کی شاہ زمن ہے
روضے میں اب ہی صحنِ حرم پایان ہے
بعد از فنا ہے جسمِ مثالی سے مجھے
ہاں ظلِ رحمتِ شہِ عالی سے مجھے

ن۔ پروانہ نظر ہے تصور میں گرم رو

٤٥

٤٦

٤٧

٤٨

۵۹

آدم کو خدا اور شہ کربلا نصیب
مجھ کو یہ آب خنجر شمر و آب بقا نصیب
بندے کو یہ مقام جو ہو اے خدا نصیب
کہدوں کہ لوح قبر پہ لکھا ہو تا نصیب
حاجی ہوا جو داخل بیت الحرم ہوا
ناجی ہوا جو زائر شاہ امم ہوا

۶۰

ان طائروں کا جلد بنا مجھ کو نشیمن
دیکھتا ہیں راہ میں جو کشتۂ حسین
دکھلا دو وہ فضا اور وہ روضے کی زینتیں
روح القدس کو بھی زیارت ہو فرض عین
قسمت غریب کو سفر کربلا کا دے
پروانہ راہ ابرار کی دار البقا کا دے

۶۱

اس دام الم حق کی و دائم سے رہا ہے
محنت فلاح ہے وہ شقاوت سے رہا ہے
بیمار پتا پائی کی شرم و حیا سے رہا ہے
کاسہ ہے جس سے ہاتھ عطا ہم سے رہا ہے
خاک در حسین جو ہم کو نصیب ہو
ذرے کو آفتاب اعظم نصیب ہو

۶۲

پیری نے سب اثاثہ مرا غارت کر لیا
منہ دیکھتا میں رہ گیا کچھ گھر لیا
زور بدن تمام جگر ہوش سر لیا
شاہ ہے بے دلی کہ مسافر کا گھر لیا
اب ایک نقد جان ہے ابھی اس غلام کا
...ہے حسینی کے نام کا

۱۳

وہ پاؤں ہے فلک پہ جو اس سرزمیں پہ ہے
وہ مہر ہو جو عرش پہ ہو درفشاں یہیں پہ ہے
چھپ جائے اس کے آگے جو مہر مبیں پہ ہے
تحسین اس کمال کی اہل یقیں پہ ہے
ہے گل فشاں کہ پاک یہ ذرہ کا شور ہے
گر چشم آفتاب کی بھی ہے تو کور ہے

۱۴

رضوان نامور کو مبارک در جناں
روح القدس کو سدرہ ملا آسماں
اختر کو برج در کو صدف گل کو بلبل
مجھ کو جناب شاہ شہیداں کا آستاں
پایا جس نے عرش علا اس کا ہو گیا
جس کا ہوا حسین خدا اس کا ہو گیا

۱۵

اب کربلا سے شکوۂ دور فراق ہے
روضہ بنا ہے حسینی رواق ہے
کیوں کربلا مجھے بھی مرا اشتیاق ہے
مجھ کو تو زیست شوق زیارت میں شاق ہے
صاحب سے اپنے کہہ کہ بلا لیں غلام کو
مرنے دو میں یہاں تو جلا لیں غلام کو

۱۶

اے قبر منورۂ نبی ملک اقتدا
اے غنچۂ اکرم کہیں [illegible]
اے کربلا اس کہیں [illegible]
اے مایۂ [illegible]
ذرہ ترے [illegible]
اکسیر خاک چھان رہی کہ تو ہے

۱۷

ابھی مزار عشق تر زوال یا حسینؑ
پامال ضعف نعش تھی گل بچایا حسینؑ
پیر فقر و فاقہ شمع عقل مری گل بجھایا حسینؑ
مجھ کو حضوری سے تو بنایا حسینؑ
لند بارگاہ میں اب یاد کیجئے
لیکن میرے نام پہ ارشاد کیجئے

۱۸

حیدرؑ سے کی کیجئے ادا سرور سپاہ
مغرب سے لائے شمس کو مشرق کی راہ
روشن ہے جن کے نور سے دنیا میں ماہ
ہندوستاں سے دور نہیں آئی کربلا
گر اک نگاہ مہر کریں شمس دیں پہ
ذرہ ہوا اس زمیں سے اٹھی اُس زمین

۱۹

اب زندگی ہے شاق مدد یا علیؑ مدد
طاقت ہے دل کی طاق مدد یا علیؑ مدد
دشوار ہے فراق مدد یا علیؑ مدد
ہے جوش اشتیاق مدد یا علیؑ مدد
مشہور آفتاب کی رجعت کا حال ہے
ذرہ کی اس زمیں پہ طلب کیا محال ہے

۲۰

وحشت نجف سے جا بجا امیر آئے
ناچیز کے مکاں پہ شاہ دوسرا آئے
واجب ہے حاضری سب قدم پہ آئے
سب بخش دیں گے دوستوں کا دستگیر آئے
سمجھ یہ کیا بس نذر کیا کروں
اں نذر ظلم کے گھر بپا کروں

۴۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵

باران و قطرہ، باغ و گل و غنچہ و ثمر
مہر اور ذرہ، برج و نجوم آتش و قمر
طور و کلیم، آب بقا، خضر نامور
ظلمات و نور، شہر و بیابان، خشک و تر
قائل ہیں سب کہ ثانی مولا محال ہے
اور ہے تو آئینہ میں انہیں کا جمال ہے

۲۶

بندے میں شان رب صمد جانتا نہ
ہر وقت عاجزوں کی مدد جانتا نہ
امت کی مغفرت میں یہ کد جانتا نہ
نزوح اور حیات ابد جانتا نہ
ہم کچھ نہیں یہ جانتے کیسے حسین ہیں
مالک ہیں سب خدائی کے ایسے حسین ہیں

۲۷

نقاش و نقش و کاتب و تختہ بنا دیا
بود و نبود و ذات و صفت ہستی و فنا
آدم ملک زمین فلک سب کو کر دیا
دنیا و دین و عرش و قدم بندہ و خدا
شاہد ہیں سب کہ صاحب اعجاز ہیں حسین
جان آفریں کے عاشق جانباز ہیں حسین

۲۸

عشق خدا کا بار نہ کہسار سے اٹھا
افلاک سے نہ عرش علیا سے اٹھا
پیدا نہ انبیاء سے نہ اطوار سے اٹھا
لیکن حسین بیکس و بے یار سے اٹھا
بس رہ گیا آدم و ملک و جن کا ہو گیا
یہ ہو گئے خدا کے خدا ان کا ہو گیا

۱ اس مصرع کی شرح جو خود مصنف مرحوم نے لکھا ہے حدیث قدسی [illegible] من طلبنی فقد وجدنی ومن وجدنی عرفنی ومن عرفنی احبنی ومن احبنی عشقته ومن عشقته قتلته ومن قتلته فعلی دیته ومن علی دیته فانا دیته حاصل ترجمہ جو شخص میرا طالب ہوا میں بھی اسکا طالب ہوا۔ جو میرا طالب ہوا اُس نے مجھے پایا اور جس نے مجھکو پایا اُس نے مجھے پہچانا اور جس نے مجھے پہچانا وہ مجھپر عاشق ہوا اور جو مجھپر عاشق ہوا میں بھی اُسکا عاشق ہوا اور جسپر عاشق ہوا میں اوسکو میں نے قتل کیا پس میں ہی اُسکا خون بہا ہو گیا میں نے اپنی ذات اقدس کو اُس کے قبضے میں دیدیا اب جو اُسکی رضا ہے وہی میری رضا ہے ۱۲ ابدلہ۔ آگے قول آدم و ملک و جن کا ہو گیا۔

۴۲۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۴۳۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۳

وہ بار کیا اٹھا در بدری اہل بیت کی
بے وارثی و بے پدری اہل بیت کی
بچوں کی موت نوحہ گری اہل بیت کی
درباروں میں برہنہ سری اہل بیت کی
گریاں سکینہ شاہ مدینہ کے واسطے
تسکین کو ملا پہ سکینہ کے واسطے

۳۴۴

ہمت یہ کی حسینؑ نے امت کے واسطے
سر پہ لیا یہ بار شفاعت کے واسطے
باندھا کمر کو جیت شہادت کے واسطے
سب کچھ کیا بچوں کی راحت کے واسطے
غربت میں سختیاں بچوں سے آ کے گزر گئے
امت کو عافیت دی خود آفتوں میں پڑ گئے

۳۴۵

یہ بار جب پسند شہ کربلا ہوا
ارشاد ذو الجلال کا یہ برملا ہوا
احسنت اے حسینؑ بہت خوش خدا ہوا
پیاروں کی دیت میں بھی سب کچھ عطا ہوا
ہر شے پہ اختیار ہمیشہ رہا ترا
تو فدیۂ خدا ہے خدا خوں بہا ترا ؏

۳۴۶

ہیں تو ہے یہ ورد کہ قربان حسینؑ کے
ہاں بلکہ گو نبیؐ سے ثناخوان حسینؑ کے
محکوم حق کے تابع فرمان حسینؑ کے
بندے خدا کے بندۂ احسان حسینؑ کے
سر پہ لیا یہ بار رہ حق میں سر دیا
پھر اپنے پیروؤں کو سبکدوش کر دیا

؏ ملاحظہ ہو حدیث قدسی مذکورہ بالا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۱

کیا حال ہو گیا ہے مری بے وطن کا آہ
کیا دل دھڑک رہا ہے مری خستہ تن کا آہ
کیا منہ اتر گیا ہے مری کم سخن کا آہ
کیا تن لرز رہا ہے مری گلبدن کا آہ
سانس ایسی لے رہی ہیں کہ یارائے دم نہیں
اکبر کی لاش دیکھنے سے کچھ یہ کم نہیں

۴۲

زینبؑ جواب دیتی ہیں فاقے سے تھیں ادھر
بھیا ابھی سکینہ کا سن کیا ہے بالا کیا
دیتا ہے وہ قسم کہ رکھیں شاہ کربلا
سر پیٹتی ہیں آپ یہ ہے بڑی لعین ظلم
دیکھے جو داغ قبلہ و کعبہ کا رو گئی ہیں
جان اپنی دو گئی آپکو جانے نہ دو گئی ہیں

۴۳

یہ جو کہا سکینہ نے اٹکا سبھوں کا دم
کبرے نے عرض کی کہ قسم دیں ہے یتیم ہم
خالق نے ناجری پہ ہماری کیا کرم
خاموش تھے حضور کہ پاس ادب تھا ہم
کیا یاد اس گھڑی بھی نہ معصوم ہوئیگا
اب رن کو جائیگا تو معلوم ہوئیگا

۴۴

یہ ہم نہیں حضور نے بھلا دیا ہے
عابدؑ نہیں کہ آپ نے سمجھا دیا ہے
اماں نہیں کہ گوشے میں بٹھلا دیا ہے
زینبؑ نہیں کہ صبر کو فرما دیا ہے
گھر بھر کی جان عاشق شاہ مدینہ ہیں
صغریٰ نہیں کہ صبر کریں یہ سکینہ ہیں

مدلہ یہ ست نے کی مدد کرم ذوالجلال ہے۔ اس رن کو گھر سے آپکا جانا محال ہے

۹۴۵

ہم سے تو لی اب ان سے رضا لو تو جانیں ہم
گردن سے ننھی بانہیں نکالو تو جانیں ہم
ہاتھوں سے انکے ہاتھ چھڑا لو تو جانیں ہم
کہنا سکینہؑ جان کا ٹالو تو جانیں ہم
روٹھیں تو پھر حضور انہیں کی خوشی کریں
پیاری ضد کی ہیں جو کہیں پھر وہی کریں

۹۴۶

ایسی بیٹیاں بہن کی ہمیں بھی خوش آتی ہیں
اس کو بھاتی ہیں پھوپھی بیٹی کو بھاتی ہیں
ضد کیسی ہم غریبوں پہ یہ رحم کھاتی ہیں
اس ڈوبتے جہاز کو بہنا بچاتی ہیں
جو اور ناخدا تھے وہ مقتل میں سوتے ہیں
اب غرق ہوتے سب کو جدا آپ تھے ہم

۹۴۷

شہ بولے بے جدائی کے چارا نہیں ہمیں
اب رو و پیٹو دھیان تمھارا نہیں ہمیں
اللہ کے عتاب کا یارا نہیں ہمیں
کوئی خدا کے سامنے پیارا نہیں ہمیں
عشقِ خدا کا روزِ ازل دم بھرے حسینؑ
دنیا میں آ کے وعدہ خلافی کرے حسینؑ

۹۴۸

ہاتھ اپنا پھر سکینہؑ کے سینے پہ رکھ دیا
ناداں پہ شفقتِ شہ نے اثر کیا
بیساختہ گلے سے جدا باہوں کو کیا
عشقِ خدا میں سب سے رُخ اپنا پھرا لیا
معصوم صبر شکر پہ آمادہ ہو گئی
قبلہ کو ہاتھ جوڑ کے استادہ ہو گئی

۲۴۹

چلائی کانپ کانپ کے وہ نورِ چشمِ شاہ
اے خالقِ جلیل تو رہیو مرا گواہ
تیری رضا کے واسطے ہوتی ہوں بے پناہ
بچپن میں دل پہ سہتی ہوں داغِ حسینؑ سے
تیرے لئے محبوں پہ احسان کرتی ہوں
بابا کو تیری راہ میں قربان کرتی ہوں

۲۵۰

آئی ندا کہ بچوں سے یہ جم ہم ہوئے
لبیک اے سکینہؑ رضا مند ہم ہوئے
لائی محل سے قبلۂ اہلِ کرم ہوئے
ہشیار دشتِ جنگ میں اہلِ ستم ہوئے
چھوڑا نہ ظالموں نے کسی بے حیائی کو
چھوڑے کہاں سے تیرِ ستم پیشوائی کو

۲۵۱ مطلع

دربارگاہ ہو گئی خالی حسینؑ سے
باہر نکل کے روتی ہیں زینبؑ بین سے
چھوٹی سکینہؑ فاطمہؑ کے نورِ عین سے
ٹوٹی امید سب کی شہِ مشرقین سے
سونی ہے قبرِ فاطمہؑ سے یاس ہو گئی
بیٹے سے روحِ فاطمہؑ بے آس ہو گئی

۲۵۲

اب یاں وہ دردناک روایت کروں بیاں
سنکر جسے گروہِ حسینیؑ ہو خوں فشاں
ہونے لگی تھیں فاطمہؑ جب خلد کو رواں
زینبؑ سے کی تھی ایک وصیت بصد فغاں
رن میں چلی جو لٹنے کو دولت بتولؑ کی
اس وقت کے لئے تھی وصیت بتولؑ کی

۴۵۳

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۵۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۵۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۵۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۵۷

سو ایک تو بر آئی یہ اماں کی آرزو
اب حکم دیں حضور تو لوں بوسۂ گلو
شہ بولے میں لرزتا ہوں سن کر یہ گفتگو
ہاں کر دعا کہ پیش خدا جاؤں سرخرو
کاٹے گا جبکہ سجدے میں قاتل گلا مرا
اُسوقت ہوگا بوسے کے قابل گلا مرا

۵۵۸

آئی صدا یہ عرش سے اے حامل بلا
اُسدم ادا ہوگا پیار کا اپنے معاملا
سجدے میں جب کٹے گا چھری سے سر آپکا
جبریل سے کہیں گے کہ جا سوئے کربلا
ہاں بوسہ گاہ صاحب معراج چوم لے
میری طرف سے حلق حسین آج چوم لے

۵۵۹

تعظیم کو ندا کی اُٹھے شاہ اتقیا
بوسہ گلوے خشک کا زینب نے لے لیا
مولا رواں ہوئے سوے دربار کبریا
لبیک زن بہشت سے دوڑے سب انبیا
پردہ اُٹھا کے سب جو نمودار ہو گئے
بے پردہ ذو الجلال کے اسرار ہو گئے

۵۶۰

ہاں جوش طبع طرز فصاحت گرنے پائے
مصرع نہ اپنی راست قدی پر اکڑنے پائے
عالم کی انجمن ہے یہاں رن نہ پڑنے پائے
صابر کا مرثیہ ہے یہ مضمون بھی لڑنے پائے
خود نظم بول اُٹھے کہ بنا انتظام ہے
افسانہ یہ نہیں ہے جہاد امام ہے

۶۱

آپہونچے حسینؑ کی اس دھوم دھام سے
سب کے اُڑے حواس جو نور کے بزم امامؑ سے
میدانِ جنگ ہو تہ و بالا کلام سے
عصیاں کو دور باش کہوں خاص و عام سے
آنکھیں کہیں قسم ہے تجلی طور کی
دیکھی اس انجمن میں سواری حضور کی

۶۲

آیا جلو میں سلطنتِ حشر کا علم
ڈنکا بجا حضور کا آوازۂ کرم
لرزا کیا کم شیشوں کے ہیں دل فرشِ قدم
کونین کا جلال ہے دارین کا حشم
پاتا نہیں جو حکم حضوری حضور سے
ہے عرش ذوالجلال زمیں بوس دور سے

۶۳

اللہ رے جلال و تجمل حضور کا
عالم ہے محو حسنِ امامِ غیور کا
گل ہے چراغ وادیِ ایمن میں طور کا
پھٹتا ہے بال بال سے فوارہ نور کا
ٹھنڈی ہے چراغ کی ضو ماہتاب کی
قلعی کھلی ہے آئینۂ آفتاب کی

۶۴

لاریب جرم ہے جو کہیں چاند رخ کو ہم
ہے چاند میں تو جرم یہ بے جرم لا جرم
رخ ہے وہ صبح شمس ہیں جس کے خدم
گیسو وہ شب کہ قدرِ شبِ قدر جس سے کم
رخسار و زلف قدرتِ داور دکھاتے ہیں
ہر وقت صبح و شام برابر دکھاتے ہیں

۷۶۵

شمع و چراغ و انجم و صبح و آفتاب
باغ و بہار و یاسمن و لالہ و گلاب
ناہید و بدر و مشتری و قطب ماہتاب
آب حباب لعل بدخشاں دُرِ خوشاب
یوسفؑ اور اُن کے سات خریدار اک طرف
سب اک طرف یہ رشکِ ضیا بار اک طرف

۷۶۶

شرح بزرگیِ رخ و کاکل ورا نہ ہے
نسبت سے صبح شام کو یہ امتیاز ہے
قصرِ نماز گو کہ سفر میں جواز ہے
پر دو اں بھی صبح شام کی پوری نماز ہے
عقدے فضائلِ رخ و کاکل کے وا کئے
دونو فریضے وقتِ فضیلت ادا کئے

۷۶۷

ہم سواری علوِ شانِ فخرِ امم
ہفت آسماں سپہر نے کی پشت اپنی خم
میکالؑ و جبرئیلؑ میں جھگڑا پڑا بہم
وہ بولے میں عناں کا ہوں [illegible] ہم
پر دم کی بیکسی نے کہا شور و شین سے
اب تو ہیں ہمرہ و رہوں رکابِ حسینؑ سے

۷۶۸

اللہ رے جلوسِ حسینی کی آب و تاب
نصف النہار خانۂ زیں ہے آفتاب
پڑھ کر نقیب دبدبہ کرتا ہے یہ خطاب
اے عرش کورنش کر کہ آمد ہے جناب
رونق فزو شاہِ شہیداں ہیں زین پر
کہہ دو مسیحؑ سے اتر آئیں زمین پر

۹۶۹

کیا ہے کسی اب ان اداؤں کا ہیں
ان میں ہیں قیامت کی بھی فتنے پنہاں ہیں
ان ناز بھرے نینوں کی کیا بات کہیں
کس طرح کہیں دل سے جو ارماں ہیں
دیکھو تو ذرا آپ کو ایسا کیا ہے
دیکھو تو سہی آپ نے کیا کیا ہے

۹۷۰

پھولوں کی طرح ہنستے ہو دل داری سے
ہر بات میں ہے لطف تری یاری سے
جب سے یہ سنا ہے وہ بہاریں آئیں
ہیں کیسے عجب ان کے سبب ہیں
باتوں کی ادا تیری ہے دل دار کی
دل لے کے ہیں جاں بھی ہر بار کی

۹۷۱

ہونا ہو جو ہو آپ کے ہوتے ہیں
ہر بات پہ کیا آپ کے روتے ہیں
ہم کیا کہیں کیوں آپ ہی کھوتے ہیں
ہم آپ کی ہر بات پہ جیتے ہیں
ہیں آپ کے ہم آپ ہی کے ہیں
ہم آپ کی باتوں میں ہی کھوئے ہیں

۹۷۲

چلنا ہے تو چل ساتھ مرے اے یار
دیکھا ہے جو ہم نے تجھے ہر بار
جب آئے گا تو پاس مرے دل دار
ہم تجھ کو دکھائیں گے یہ گلزار
ہم ہیں کہ ترے عشق میں بیمار
ہم ہیں تری الفت کے گرفتار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۷

دنیا میں جسکی تیز روی کی پکار ہے
وہ پاؤں کا وہ ابلق لیل و نہار ہے
مختار چار پاؤں کا یہ راہوار ہے
بسم اللہ آکے اس سے بھرے اختیار ہے
دوڑا جو اسکے ساتھ تو وہ رہ بدل گیا
ابتک ہے یہ جہاں میں وہ آگے نکل گیا

۷۸

مشہور ہے بلال حبش اخلاص کی اذاں
جاتی تھی گوش عرش میں آواز بیگماں
اسمیں بھی ذوالجناح کا ہو جائے امتحاں
واں تو کہیں بلال اذاں یاں آئے تو واں
پہونچے اذاں نہ عرش معلی کے کان میں
یہ عرش سے گذر کے پھر آئے جہان میں

۷۹

وہ ہو گئی ہے وحشت دُلدُل سوار کی
سمجھا ہیں رمز اس فرس نامدار کی
صنعت ہے کلک قدرت پروردگار کی
کھینچی ہے شکل جنبش باد بہار کی
جنبش کے ساتھ صورت جنبش محال ہے
یہ خاص کلک قدرت حق کا کمال ہے

۸۰

آئے ہیں آفتاب سے یہ کس طلب سے آئے
ساں نعل گر نہ گوندھے تو ہیکل میں جگمگائے
اور نعل بند چارہ یہ لو کہاں سے لائے
لائے تو سم کی آنکھیں وہ کس طرح سمائے
سانچہ بنا جو بدر کا تو شکل سُم بنی
خورشید کی کرن جو ہوئی جمع دُم بنی

۴۶۱

[illegible]

۴۶۲

[illegible] الصلوٰۃ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آسمان کی

۴۶۳

[illegible]

۴۶۴

[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible]
[illegible]

۴۸۵

[illegible]

۴۸۶

[illegible]

۴۸۷

[illegible]

۴۸۸

[illegible]

۸۹

وارث ہیں ہم جناب شہ ذوالفقار کے
کافی ہمیں ہیں جن سے ہیں کارزار کے
کامر جام تشنوں سے مرحب کو مار کے
آئے کو تم ہو ہیں کیا سر او تار کے
یکتا تھا عہد وہ کا پر اپنے ڈھنگ میں
پر کیسی منہ کی کھائی ہے خندق کی جنگ میں

۹۰

عالی نسب ہے ہم سا کوئی فی زمانہ
نانا محمد عربی نانی آمنہ
ابنا نا ہیں شاہ رسل نے ہمیں گنا
بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا آگاہ ہے منا
و بضعۃ النبی ہے میں اسکی کمائی ہوں
جس نے رکاب تھامی تھی میں اسکا بھائی ہوں

میت ہے جسکی نیر چلے اسکا بھائی ہوں

۹۱

پہ... خدا و نبی کی قسم تمہیں
کیا ہم کو قتل کرتے ہو ناحق کرم تمہیں
کیا کہتے ہو نگے خلد میں جز الم تمہیں
مہمان پر کرم تھا روا یا ستم تمہیں
کیسا طعام آب بھی دیتے نہیں ہمیں
آب اک طرف جواب بھی دیتے نہیں ہمیں

۹۲

ہم بقا و فنا ہیں خدا کے بعد
مختار برق آب و ہوا ہیں خدا کے بعد
بخشندہ ثواب و خطا ہیں خدا کے بعد
حاجت روائے خلق خدا ہیں خدا کے بعد
بے اذن آسماں جو ہلیں خاک پر گریں
بے حکم گر فرشتے اڑیں بال و پر گریں

۹۵۳

[illegible]

۹۵۴

[illegible]

۹۵۵

[illegible]

۹۵۶

[illegible]

۹۷

ہاتھ اٹھا کے کھینچ کے بڑھی تیغ جانستاں
وقت شمار سب پہ حسب ہو گیا عیاں
پھل دونوں دیکھ دیکھ کے چلائے مرزباں
پیکر تو ہیں عیاں ملک الموت ہیں نہاں
پھل خرد وہ گوشہ نشین نیام ہیں
اسوقت ذوالفقار کے قائم مقام ہیں

ع حسن کے عدد ستر ہیں

۹۸

اس پھل سے طرفہ پھول کھلے ایک وار میں
دشمن میں رکا نہ سو میں رکا نہ ہزار میں
لوٹا عدو کا دل چمن کارزار میں
جیسے شراب خوار کی توبہ بہار میں
دہشت میں بھاگنے کا بھی چارہ نہ بن پڑا
چہرے سے رنگ اڑا تو گریبان پر پڑا

۹۹

پھیرا جو سوئے آئینۂ ذوالفقار منھ
اک منھ کے سب کو پھر نظر آئے ہزار منھ
موڑا نہ گوشت پوست سے پھر زینہار منھ
ظاہر تھی بھوک تیغ ابھی تھی نہار منھ
پیمانۂ دم تلاش ہر اک استخوان کیا
اعدا کی جان کھائی لہو نوش جاں کیا

۱۰۰

تیغ دودم کو سر پہ بٹھاتے تھے خاص و عام
سر سے بلند صاحب جوہر کا ہے مقام
چپ تھے حضور تیغ زبان آوران شام
کیا منھ جو کوئی اہل زباں سے کرے کلام
بچنے کی زیست کی نہ خدنگ و حسام نے
سب کی زبان ہو گئی اُس کے سامنے

۱۰۱

جسم پہ چمک چمک کے یہ جوشن پہ جا پڑی
تھی چار آئینے کو چکاچوند اوس گھڑی
پاپچھو زرہ سے جس نے اٹھائی تھی یہ کڑی
کہتا تھا باغبان اجل عقل اب لڑی
پھل تیغ کے زرہ پہ نہیں ریزے گرے ہیں
یہ اوس چاٹتے ہوئے دو سانپ کھڑے ہیں

۱۰۲

یہ صف کی صف قلم وہ پرے کا پرا قلم
قلب و جناح و میمنہ اور میسرا قلم
اک سر نہ گرنے پایا کہ تھا دوسرا قلم
مرغ ہوا کے پر تھے پرندوں کے پر قلم
تن سے ملاحدہ کے ہوئے سر علیحدہ
دن سے علیحدہ ہوئے ڈر کر ملاحدہ

۱۰۳

ناگاہ اک جوان قوی الطبی لقب
اژدر نفس مرید ہوس ابن شیخ عرب
اس قہر سے بڑھا کہ اماں الٰہی غضب
کہتا تھا میری تیغ وہ ہے اژدہا کہ سب
سایہ جو ڈالے اڑ کے فلک سے زمیں ملے
کاٹے تو کاٹے کا نہ منتر کہیں ملے

۱۰۴

بجلی کی طرح یاں سے چلی سیف قلم گیر
پھر تو ملی نہ تیغ نہ برچھی نہ گرز و تیر
جوہر کے منہ کا ایک نوالہ ہوا شریر
چلائے خاص و عام پکارے جوان و پیر
جوہر کے خود و زرہ سے دنیا دہل گئی
قدرت خدا کی سانپ کو چیونٹی نگل گئی

۱۰۵

مشغول تھے جہاد میں یوں شاہ تشنہ کام
یاں عزم شکار کھیلتا تھا قیس بے حسام
مرقوم ہے کہ ہند کا سلطان قیس نام
آیا تھا صید گاہ میں با جاہ و احتشام
روز ازل سے عاشق شیر علی کا تھا
مجنوں یہ قیس لیلیٔ شرع نبی کا تھا

۱۰۶

سب گرد و پیش تھا جمع سواری کے درمیاں
زنگی غلام جیسے کہ آنکھوں میں پتلیاں
اور سبز پوش کی ڈاب میں ہندی کمر بیاں
رومی گروہ تیر زنیاں کو جو دیں زیاں
گھوڑوں کی گرد چھا رہی تھی جلوہ گاہ میں
جھونکے ہوا کے ہیں یہ مجسم سپاہ میں

۱۰۷

داہنے کو آہوان ہنر مند کی قطار
بائیں طرف سگان شکاری وفا شعار
شاہین و جرہ کو لیے ہاتھوں پہ باز دار
زریں کمندیں کاکلستاں سے بھی استوار
رونق فزا وہ قیس تھا پشت سمند پر
جس طرح نور عقل کا فکر بلند پر

۱۰۸

ناگاہ اک ہرن ہوا صحرا سے آشکار
تازی کو تیز کر کے بڑھا قیس نامدار
اک چوکڑی میں حد نظر سے ہوا وہ پار
جنگل میں اپنی فوج سے چھوٹا وہ شہسوار
صحرا سے وہ ہرن درۂ کوہ میں گیا
عالم سے قیس عالم اندوہ میں گیا

۱۰۹

دیوانہ وار دل سے یہ کہتا تھا وہ جری
آہو تھا یا کہ جس میں ہیں آہو کی تھی پری
شوخی تھی مثل چشم ہر اک عضو میں بھری
رفتار وہ کہ جس سے چلا سحر سامری
گم ہونے سے شکار کے سرور کمند تھا
آہو کے غم میں نعرۂ یا ہو بلند تھا

۱۱۰

نازل بلائے تازہ ہوئی سر پہ ناگہاں
بیشے سے ایک شیر قوی تن ہوا عیاں
صورت مہیب قہر خدا آفت جہاں
دیکھے نہ آنکھ بھر کے جسے شیر آسماں
منھ کھولے دم علم کیے قصد شکار پر
للکارتا ہوا اس تاجدار پر

۱۱۱

تو لگ گئی خدا سے پھر اس تشنہ کام کو
رو کر مڑا مدینۂ خیر الانام کو
آواز دی امام علیہ السلام کو
دیکھو حسینؑ شیر نے گھیرا غلام کو
پنجے میں موت کے ہیں تڑپتا ہوں پیٹ پر
شیر خدا کے شیر بچا مجھکو شیر سے

نسخہ۔ دوڑو

۱۱۲

حضرت کو عرضیاں تو ہیں لکھتا رہا مدام
آیا کیے حضور کے شقّے بھی میرے نام
حاشا جو ملک و مال کا کچھ غم ہو یا امامؑ
چلتے چلا جہان سے دو حسرتیں غلام
اک اشتیاق روئے شہ دیں پناہ کا
ارمان دوسرا علی اکبرؑ کے بیاہ کا

۱۱۳

نیت یہ تھی دکھائیگا خالق وہ روز جب
پھر ہو غلام آئیگا یثرب میں بے طلب
سنتا ہوں میں وہ بیاہ کے قابل ہوئے ہیں اب
سہرا نہ دیکھا اصغرؑ ثانی کا ہے غضب
وہ داغ لیکے لحد میں بھی سوئیں گے
سب ہونگے اُنکے بیاہ میں اک ہم نہ ہونگے

۱۱۴

اب اُس قمر لقا کو مرا آخری سلام
ہم شکل مصطفیٰ کو مرا آخری سلام
عباسؑ باوفا کو مرا آخری سلام
فرزند مجتبیٰؑ کو مرا آخری سلام
آنکھوں کو مل چکا درِ دولت پہ دور سے
آقا غلام ہوتا ہے رخصت حضور سے

۱۱۵

یوں خاک میں نصیب کسی کو ملا نہ دے
اس بیکسی کی موت کسی کو خدا نہ دے
مٹی جسے عزیز نہ دے آشنا نہ دے
مردہ درندے کھائیں کوئی فاتحہ نہ دے
سلماںؓ پکارتے تھے شہِ بدر و حنین کو
میں کہتا حسینؑ کا سو پکارا حسینؑ کو

۱۱۶

کیا کیا حمایتی نہیں اس خستہ تن کے ہیں
عباسؑ شیر حضرت خیبر شکن کے ہیں
زینبؑ کے لال فخر زمین و زمن کے ہیں
قاسمؑ جلال و جاہ میں ثانی حسنؑ کے ہیں
میرے حسینؑ شاہ ولایت کے واسطے
بھیجو کسیکو میری حمایت کے واسطے

۴۱۷

پہلو دود دل حسین سے کیا شعلہ اٹھا تار
پیدا کیسا دو شی کا دل بیکسی آہ اچھا
اثر بیٹھے درد سے اٹھا گیا ایسی ٹکڑی نیا
ایک تم پی نہیں آہ کبھی بیٹھی بہتر نیا
ہم درد سبب بہ دن کیا آسمان کو نہیں پر
پیغام کیا طوالی ہی ستان کو بیچ دن

۴۱۸

پھر سے یہ صحبت سے کیا جائے گا دل
ہم کی کیا کیا ہی کیا وہ آہ سے نے ستم
آپ تیرے کیا دیکھ لیا کہ عشق کی یہ سب
کیا دوستی کی ہی کیا گئی تیری ستم
کیا اٹھ دوں گی تیری اس ستم
کیا اٹھ نہیں سبب کیا دیکھے

۴۱۹

کیا اچھی بات ہم سے مجھی کو سب ہیں سب
کیا دل کا کیا ہے آہ کی ستم کا یہ غضب
کیا ہیں یہ ابھی آنسو کے آہ کا ہیں بس
پیغام ساتھ آہ انکار سے آہ اکیلا عالم
بعد ہم مرے سے کہہ یہ نہ لایا ہیں
ہم دن کی وفا سے کیا یہ ہی ہے

۴۲۰

یہ کیا یہ سب سے ہی صبا کو ترا
اپنے گھر آہ کبھی ٹوٹی کا ہاں
اسی دل کا بیٹھا کا ساتھ ہم
کیا سے ہی وہ آہ کا ساتھ ہم
اسی نے کیا وہ ہم کو یہ ہے
کیا ساتھ ہم سے کیا دل ساتھ ہم

۱۲۱

ہم پہ چمک کے تاج اُٹھا فیض نامدار
گھوڑے سے گر کے پھر کے پکارا وہ بیقرار
کچھ مجھ کو سوجھتا نہیں ایسا ہے انتشار
عباسؑ ہیں جناب کہ قاسمؑ ہیں یہ نثار
اکبرؑ مرے امامؑ کے فرزند آپ ہیں
یا خود حسینؑ میرے خداوند آپ ہیں

۱۲۲

بولے کہ کیا پکارتا تھا تو دم ہراس
جی بھر کے دیکھ لے کہ پڑا حشم تیرے پاس
اب تیرے دادرس کو نہیں زندگی کی آس
آؤں گا قبر میں شب اول تو تیرے پاس
عاشق مرے رسولؐ کا ہیں زین عابدینؑ
جسکو بلایا تھا وہی بیکس حسینؑ ہوں

مجروح تیغ و خنجر و تیر و حسین ہوں
اے عاشق حسین میں ہی تو حسین ہوں

۱۲۳

منہ پر طمانچے مار کے بولا وہ قہرواں
بہکے ہیں ایسے وقت ہوا طالب اماں
مشغول تھے جہاد میں حضرت کہاں کہاں
جلاد چار لاکھ تھے اور اک یہ نیم جاں
یہ جو صلے ہمیں نے جہاد کے پائے ہیں
نامحرموں میں چھوڑ کے زینبؑ کو آئے ہیں

۱۲۴

اُس نے کہا زبان کو لکنت ہے کسقدر
فرمایا پیاس کو ہے یہ چوبیسواں پہر
پوچھا میں صدقے جاؤں خمیدہ ہے کیوں کمر
فرمایا قتل ہو گئے عباسؑ نامور
پوچھا جگر سے اُٹھتی ہے کیوں یہ چراغ سی
شہ نے کہا اے علیؑ اکبرؑ کا داغ ہے

۱۲۵

اُس نے کہا علاج نہ اس داغ کا کیا
بولے کوئی علاج نہیں موت کے سوا
اُس نے کہا لگائیے زخموں پہ تو دوا
فرمایا اشک شیعوں کے ہیں مرہمِ شفا
جتنا مرے محب مرے ماتم میں روئیں گے
اچھے یہ زخم اُتنے ہی مرقد میں ہوئیں گے

۱۲۶

یہ کہتے تھے کہ زین پہ تڑپے شہِ ہدیٰ
چلایا قیس خیر تو ہے میں ترے فدا
فرمایا بے میں جاتا ہوں حافظ ترا خدا
اس وقت آئی کان میں زینبؑ کی یہ صدا
بچھڑے تھے سب حضور بھی بے آس کر گئے
بھیا حسینؑ چھوڑ کے ہم کو کدھر گئے

۱۲۷

فوجیں بھی آئیں خیمہ کو اس آن الغیاث
لاشوں کے روندنے کا ہے سامان الغیاث
سیدانیاں ہیں سخت پریشان الغیاث
تھرا رہا ہے قتل کا میدان الغیاث
اکبرؑ کو روحِ پاکِ پیمبرؐ کی ضامنی
اصغرؑ کی ننھی لاش کو حیدرؑ کی ضامنی

۱۲۸

فرما کے یہ نظر سے نہاں ہو گئے امامؑ
جھپکی نہ تھی پلک کہ پھر آئے شہِ انام
دیکھا کہ دشمنوں نے کیا رخ سوئے خیام
غارت گری کے قصد سے ہے اژدہام عام
بدعت کے در کھلے ہیں رہ چارہ بند ہے
رانڈوں میں شور ہائے حسینا بلند ہے

۹۲۵

[illegible] حسین سے [illegible] آئے
[illegible] اٹھائے
[illegible]
[illegible]
[illegible] آئی
[illegible] آئی

رباعی

وہ دل نہ رہا اب [illegible] ہے
اسباب [illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ان شاء اللہ
[illegible] ہیں

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

گل ہو نہ چراغ جلتے جلتے
ہو جائے پچھاؤں دھوپ ڈھلتے ڈھلتے
چلنا ہے تو چل جلد زیارت کو دبیر
آجائے نہ موت راہ چلتے چلتے

رباعی

عصیاں کا فرمان معافی نہ ملا
کی عمر تلف وقت تلافی نہ ملا
کس کس سے کیا گلہ کے واں کا سوال
جز خاک شفا جواب شافی نہ ملا

رباعی

جو روضۂ شاہ کربلا تک پہونچا
معراج ہوئی عرش علا تک پہونچا
کیا قرب ہے اللہ کا اللہ اللہ
پہونچا جو حسین تک خدا تک پہونچا

رباعی

اک دل ہے دبیر لاکھ ارمانوں میں
حسرت ہے کہ ہوں شاہ کے دربانوں میں
نکلے قفس تن سے جو واں طائر روح
ہو گرد وہیں چراغ پروانوں میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۱۳

بھائی حسینؑ آپ ہیں تو ہیں کہاں
لاتی ہوں کپڑے پیچ پہ پہر الکفن کہاں
بیت کی قدر بعد شہ بے وطن کہاں
پھر جنازہ دوش امام زمن کہاں
دکھلاؤ یاں نہ تھا شہ بیجان سے
صدقے نبی کی گور کا دے وکفن تجھے

۲۱۴

رو کر حسینؑ بولے سنو حکم ذوالمنن
جسکا کہ بھائی ام ہا ایسا غریب وطن
جائز ہے آپ غسل و کفن دے اسے بہن
بھائی اُسی بہنوں کو ہے بنانا ہی کفن
اسکی تو جیب سا ہے پیرہن سے بہن یہیں
دشمن روا نہ دیں تو دینا کفن یہیں

۲۱۵

وہ بولی کیا روا ابھی سر کو اتاریں گے
فرمایا ہاں بہن تری چادر اتاریں گے
لوٹیں گے گھر سکینہ کے گوہر اتاریں گے
اصغر کی ننھی لاش کا سر اتاریں گے
مغرب کے وقت دیکھیو ظلم ہوئیگا
سجاد یاں سے گیجا اسیر یہیں کون روئیگا

۲۱۶

یہ سنکے تو تھی فاطمہ کو زینبؑ بھی اداس
اور پیچھے پیچھے دوڑی سکینہ بھی بے حواس
پھر آئی خالی ہاتھ بہن شاہ دیں کے پاس
مانگا جو اس نے تو بولی وہ حق شناس
عامر نے یاکہ گھر سے عزا ہیں حکم شاہ ہیں
جتنے کہ تھے سب ہیں سکینہ نے لادیں

۱۷

رن دن بچھا کے آگے بڑھے شاہ بحر و بر
دیکھا سکینہ نے پیچھے ہے سب کی تیغ سر
ایک ایک کو دکھائی ہے کپڑے بچشم تر
کہتی ہے لوگو آج تو ہے عید کی سحر
ہائے پھٹا لباس بدن پر سنواریں گے
کیوں صاحبو کہاں مرے بابا سدھاریں گے

۱۸

شہ بولے عیدگاہ شہیداں میں جائیں گے
اُس نے کہا مرے لیے کیا آپ لائیں گے
فرمایا جو تمہارے مقدر سے پائیں گے
اس جا سے نماز جماعت پڑھائیں گے
تم نے جو باپ کو یہ لباس کہن دیا
گویا شہید راہ خدا کو کفن دیا

۱۹

دو اب یہ ضد کرو کہ یہ کار ثواب ہے
دیکھو ہمارے کپڑے کہ جانا شتاب ہے
منزل ہے دور راستے میں قحط آب ہے
بی بی کی پرورش کو خدا کی جناب ہے
منہ دیکھ کر وہ بولی بجا آپ کہتے ہیں
پر میں نہیں سمجھتی یہ کیا آپ کہتے ہیں

۲۰

آخر کہاں سدھارتے ہو کچھ بتاؤ تو
جلد آؤ گے قسم علی اکبر کی کھاؤ تو
رخصت تو ہوتا ہے پھر میں جیتا ہوں بتاؤ تو
مر جاؤں گی تڑپ کے سدھارو تو جاؤ تو
کس چیز کو یہ بچی یہ صدمے نصیب ہیں
کیا اس جہاں میں ایک ہمیں بے نصیب ہیں

۴۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۲۵

کیا نظر یہ عالم غش میں آ گیا مجھے
گویا طمانچے مار رہا ہے کوئی مجھے
زلفیں پکڑ کے کھینچتا ہے اک شقی مجھے
ہاے ستم چچا نے تو نہ آن چھڑائی مجھے
موتی اُتارتا ہے کوئی میرے کان سے
شانوں کو باندھتا ہے کوئی ریسمان سے

۵۲۶

اب ہو گیا یقین کہ ہونگے یہ سب ستم
بابا کسے پکاریں گے ان آفتوں میں ہم
بچپن میں ہو کسی کو نہ بیوارثی کا غم
اب آئی پرورش تو کرو اے شہ امم
داغ فراق اپنا کسی کے ساتھ دو
بابا چچا کے ہاتھ میں بیٹی کا ہاتھ دو

۵۲۷

یہ سنتے ہی تڑپ گئے سلطان کائنات
فرمایا صبر دے تمھیں معبود پاک ذات
کیونکر چچا کے ہاتھ میں بی بی کا دوں میں ہات
اُن کے تو ہاتھ آج کٹیں گے لب فرات
ہم جا کے روئیں گے بدن پاش پاش پر
پیٹو گی تم ہاتھوں سے سر اُن کی لاش پر

۵۲۸

بانو کی طرف سے بھی ٹوٹی جو دل کی آس
کپڑے وہ اُس نے رکھ دئیے اپنے پدر کے پاس
پہنا کفن کی طرح سے حضرت نے وہ لباس
ایک ایک سے گلے ملے پھر بے حواس
رن کو رواں جو یوسفؑ خیر البشر ہوا
بے نور مثل دیدۂ یعقوبؑ گھر ہوا

۴۲۹

تسلیم گاہ میں ہوئی مجرے کی دھوم دھام
یوں دفع دفع جانب آقا بڑھے غلام
جس طرح دانے ایک کے بعد اک سوئے امام
پھر آخری یہ فوج کا مجرا تھا والسلام
آنے سے شہ کے جان پڑی جاں نثاروں میں
گویا اک آفتاب بہتّر ستاروں میں

۴۳۰

شہ نے نگاہ غور سے کی سوئے فوج شام
دیکھے نئے سلاح نئی پیرہن تمام
آہستہ مڑ کے بھائی سے کہنے لگے امام
تکلیف ہم کو ہوگی یہ زینبؑ کو دو پیام
خواہر تبرکات کا صندوق بھیج دو
باہر تبرکات کا صندوق بھیج دو

۴۳۱

عباسؑ واں رواں ہوئے کرسی بچھا یہاں
کرسی پہ جلوہ گر ہوئے آقائے انس و جاں
شان نزول آیۂ کرسی ہوئی عیاں
آئے تبرکات کے صندوق ناگہاں
سب جامۂ حضور رسالتمآبؐ کے
مفتاح باب علم نے قفل اُن کے وا کئے

۴۳۲

پردہ اٹھا کے ڈیوڑھی سے زینبؑ نے کی نظر
دیکھا سلاح بانٹتے ہیں شاہ بحر و بر
بیساختہ پکاری بہن صدقے آپ پر
حقدار اُمیدوار کھڑے ہیں اِدھر اُدھر
آقا ہر اک غلام کے جوہر شناس ہیں
دو بچے بھی فوج حسینیؑ کے پاس ہیں

۳۴۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٥٣٧

حضرت نے بھانجوں کو گلے سے لگا لیا
خود بھتیجوں کو پیار سے زینب نے کر لیا
زینب نے سر زمیں پہ اپنا جھکا دیا
ناگہ ہوا ورودِ تجلیٔ کبریا
عرشِ علا پہ صلِ علا کی ندا گئی
خوشبو نبی کی سب کے دماغوں میں آ گئی

٥٣٨

زینب نے پھر نظارہ کیا رخ شاہ کا
دیکھا کہ سر جھکا ہے شہِ کم سپاہ کا
اک ہاتھ میں ہے تاج رسالت پناہ کا
اک ہاتھ میں نشان ہے شیر الٰہ کا
تجویز کر رہے ہیں کسے یہ عطا کریں
منصب ہیں دو عزیز بہت عذر کیا کریں

٥٣٩

بھائی کو پاس ہے ہیں علم بخشیں شاہ دیں
پھر بھانجوں کے کرتے سے غازی نشاں نہیں
تجویز تاج کی ہے پسر اکبر حسیں
لیکن کھڑے ہیں قاسم دلگیر بھی قریں
حضرت کو ان کی دل شکنی کا خیال ہے
بن باپ کا پسر ہے یہ بیوہ کا لال ہے

٥٤٠

قاسم کی ماں سے حضرتِ عباس نے کیا کلام
کچھ آپ سمجھیں نہ کریں کیوں ہیں تشنہ کام
دولہا بنا ہے لال تو ہے تابع امام
زینب پکاریں ہم سے بھی فرزند ہیں غلام
پھر ایک دم کو پاس بلانا ضرور ہے
قول و قسم کا یاد دلانا ضرور ہے

٩٢١

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٢٢

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٢٣

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٢۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵

نذریں لگے دکھانے جوانانِ حیدری
غل تھا امام زادے سے پیارا کی قنبری
پوچھا جناب بھی کہ یہ ہے نام آوری
اکبر نے آہ سرد عجب درد سے بھری
بولے جوانا مرگ قتیل جفا کہو
بابا ہمکو شہید اول فوج خدا کہو

۴۶

یہ تہنیت سنی جو سکینہ نے بار بار
عباس کی ولا نے کیا اسکو بیقرار
پردے سے منہ نکال کے بولی وہ دلفگار
بھیا ہوئے پھوپھی کی سفارش سے صاحب [illegible]
خاطر مری بھی قبلۂ ابرار کیجئے
بابا مرے چچا کو علمدار کیجئے

۴۷

ناگہ پکارا شاہ نے اپنے فدائی کو
لبیک کی ندا دی بہادر نے بھائی کو
دامن علم کا اٹھ کے چلا پیشوائی کو
ٹھنڈی ہوا نے یاد دلایا ترائی کو
رایت ملا کہ قافلۂ صدرِ انام تھا
گویا علم کے شقہ میں غازی کا نام تھا

۴۸

کھینچا تھا یوں علم طرف بازوئے امام
دل جس طرح سے شیعہ کا سوئے علی امام
شکل زباں بنا تھا نشانِ شہِ انام
گویا پکارا جاتا تھا لیکے انکا نام
عالم جو دیکھا دوشِ مبارک کی شان کا
بیساختہ پھڑک گیا شانہ نشان کا

۴۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۷

بائیں حسینوں نے اٹھائیں جو کمان
دستِ فلک سے چھٹ گئی جوزا کی کمان
اللہ رے دبدبہ کہ دبا اوجِ آسمان
اللہ رے طنطنہ کہ تھرا گیا جہان
بےسہم ہو کے شرع کا آئین رہ گیا
رستوں سے کفر بھاگ گیا دین رہ گیا

۵۸

رن تھا ورق ستاروں کے جو غرق ہیں
بجلی سے دم ہوا تھا فاروں کے فرق ہیں
گر شرق غرب میں تھا کبھی غرب شرق ہیں
چمکی تھی برق رعد میں اب رعد برق ہیں
بھاگیں جدا جدا یہ زمینیں دہل گئیں
زندوں کے گرد مُردے کی قبریں بدل گئیں

۵۹

آوردگاہ آ فوجِ الم سے
روشن ہزار چند ہوا برج ماہ سے
پیاسوں پہ تیر برسے یزیدی سپاہ سے
بچپن کے آشنا تھے چھٹے شاہ سے
لشکر تمام ہو گیا نصف النہار تک
فوج اک طرف شہید ہوا شیرخوار تک

۶۰

جھولے سے آ کے خاک پہ سویا جو شیرخوار
گہوارۂ نیام میں چونک اٹھی ذوالفقار
اصغر کا خون پیتے کماں تڑپی ایکبار
جیسے بغیر دودھ کے بچہ ہو بیقرار
یوں چھوڑ کے نیام نکل آئی خشم سے
جس طرح اشک صاحبِ ماتم کی چشم سے

۶۱

تیغ و نیام سے تھے سب انگشت در دہاں
خورشید ماہ نو سے گریباں سے تھا عیاں
کشتی کو نوح چھوڑ کے طوفاں میں تھا رواں
ماہی نے اُٹھ کے غیظ کہا سمے الاماں
پرواز شاخ سدرہ سے کی جبرئیل نے
محراب سے بلند کیا سر خلیل نے

۶۲

ہم آتش زباں جو کھنچ کے ہوئی ناگہاں بلند
یہ غلغلہ نیام سے تھا درمیاں بلند
ہوگا نجف میں مرّہ کا جسم نشاں بلند
قبر علی سے ہوئیں گی دو انگلیاں بلند
کھینچا یہ نقش تیغ نے تشنہ قلم گر نے
اژدر کو دو کیا ہے جناب امیر نے

۶۳

رغبت سے نور عین علی نے جو کی نظر
قبضے نے پائی آنکھ کی دست پاک پر
اعدا کے سر گروں کہ برآمد ہوئی سپر
ترک فلک لرز کے پکارا کہ الحذر
جب تیغ کے نظر سے سب چرخ کہن گئے
نو دائرے سمٹ کے بس اک نقطہ بن گئے

۶۴

روح القدس پکارے کہ زیر دم کی ڈھال
جبریل کہتے نعوذ کی پر بال ہم کی ڈھال
سب انبیا پناہ دعا و افغ ملال
لائے ہیں ہم پیش کش شاہ خوش خصال
پریاں ندا ہے ہمت شاہ ہدا کی ہے
حاجت ہمیں خدا سے ہے الفت خدا کی ہے

۔۔۔ ہے وہ زباں جو ہوئی ناگہاں بلند

۵۶۵

یہ امتحان صبر و شجاعت کا وقت ہے
مالک کی بندگی و عبادت کا وقت ہے
ان مرحلوں کے بعد شہادت کا وقت ہے
وہ خاص دوستوں کی شفاعت کا وقت ہے
غالب ہے سب پہ کیا ہو ایسا حسین ہے
سمجھو تو دل میں کس کا نواسا حسین ہے

۵۶۶

پھر پاک شیر بیشۂ سرعت کی لی کہاں
اُٹھا اِدھر سم اُسکا اُدھر بیٹھا آسماں
گاوِ زمیں ہراں ہوئی بجلی رواں دواں
عمر و اس چمک سے پکاری چھپوں کہاں
خالی فقط ہلال پہ دھوکا تھا نعل کا
نقرہ رہا فلک کا نہ سبزہ زمین کا

۵۶۷

اک حملہ میں صفوں پہ ہزار انقلاب آئے
شبنم کی کیا بساط ہے جب آفتاب آئے
غل پڑ گیا جناب جلالت مآب آئے
مولا سے عرش منزل و گردوں جناب آئے
دل بہر پیشوائی تیغ دو دم چلے
سر اُڑ کے گردنوں سے مثال قدم چلے

۵۶۸

جوہر میں تھی وہ تیغ سفید آب پر کاہ
چمکی تو ناریوں کی صفیں ہو گئیں تباہ
ڈوبے وہ آب تیغ میں جنکو تھی نہر کی چاہ
ٹھنڈی ہوا چلی تو جلے بدکار و روسیاہ
سنتے تھے گرم و سرد کو آپس میں لاگ ہے
یہ دیکھو ایک موج میں پانی اور آگ ہے

٦٦٩

ناگاہ رستمانہ بڑھا ایک پہلوان
پہلو نشین زال و پشن پہلوی جوان
پشت و پناہ فارسیاں صاحب توان
آمد سے اسکی ڈر کے ہوا رن ہوں دواں
پہلے بیان نام و نسب اپنا سب کیا
دریافت پھر حسین سے نام و نسب کیا

٦٧٠

فرمایا یادگار سپاہ قتیل ہوں
پیش خدا عزیز ہوں تم میں ذلیل ہوں
صدق اسم اعظم رب جلیل ہوں
شہزادۂ ملائکہ و جبرئیل ہوں
حسن البلاد ہے وطن اپنا جہان میں
آیا صحیفہ حق کا ہماری زبان میں

٦٧١

میں ہوں مکین دوش نبی ہر زماں کا فخر
شیر خدا کا لال ہوں دو جہاں کا فخر
کوثر کی آبرو ہوں اہل جناں کا فخر
کعبے کا نور عرش کا اوج آسماں کا فخر
نام و نسب سے قدر عجم اور عرب کی ہے
رونق ہماری ذات سے نام و نسب کی ہے

٦٧٢

پیدا ہوئے عجم میں عرب جا کے چند بار
جب ہم گئے تو فتح ہوئی صاف آشکار
چھپتی ہی مثل راہ کہیں فوج نابکار
دونوں قدم چلا ہیں پہنچیں ذوالفقار
پیدا ہم سے شہروں میں ڈالی ہے دین کی
نقش قدم ہمارا سپر ہے زمین کی

۵۷۳

پیرو ہمارے نانا کا جو روزبہؑ ہوا
ایمان روزبہ کا ہر اک روز بہ ہوا
ذرے سے آفتاب ہوا کہ سے مہ ہوا
خدمت میں قنبر و فضہ شرف اُسکا یہ ہوا
ہم رنگ آل سے ہے نبی کی جناب میں
من اہل بیتی آیا ہے سلمانؑ کے باب میں

۵۷۴

روشن پدر کا نور ہے دیتا ہے چین پر
ششپر رکھے جبرئیلؑ کے جبکہ بدن پر
چاہیں تو بیٹھے بیٹھے اک انگلی پہ زمین پر
گردوں کی ڈھال چیر کے رکھیں زمین پر
ہم نو بہار گلشن صبر و ثبات ہیں
ہم شہسوار توسن والعادیات ہیں

۵۷۵

برجوں کو اپنی مہر سے شمس و قمر کیے
دریا کو اپنی چاہ سے لعل و گہر کیے
بچے پرندے بس کیا جو ہیں بال و پر کیے
فطرس کے ذہن میں بھی نہ یہ پیچ پر کیے
اس رتبہ کا اسی پہ فقط خاتمہ ہوا
آزاد کردۂ پسر فاطمہؑ ہوا

۵۷۶

کی ان اتا حذا نے عطا ہم کو جو کی ہیں
نادِ علیؑ بھی جیسی بنی ہے جنگ توک ہیں
عالم کے پردہ پوش ہیں ہم جھونک چکے ہیں
ہم خضر سے کہیں ہیں زیادہ سلوک میں
گویا تجرباتے ہیں بیان صفات ہیں
بولے ہیں سنگریزے مرے جد کے ہات میں

؏ روزبہ حضرت سلمان فارسی کا اصلی نام تھا حقیر خبیر ۱۲

۵۷۷

مطلب ہر ایک حق کی عنایت سے بن گیا
خطبہ ہمارا نام امامت سے بن گیا
محضر نسب کا مہر نبوت سے بن گیا
امت کا کام اپنی شہادت سے بن گیا
جوہر جو حرب و ضرب کے ہیں کھل ہی جائیں گے
اب مجھکو دو زباں کی زبانی بتائیں گے

۵۷۸

گن آئیے ہم ہیں چار تن ہیں بس
نقش نگیں نانا کے خیبر شکن ہیں بس
اپنا انا کا ترجمہ ہم اور حسنؑ ہیں بس
اماں ثنا ثنا ہیں تو بچہ حسن ہیں بس
ہیں چار تن یہ ایک یہ عالی وقار ہیں
جیسے کہ واحد ایک ہے اور حرف چار ہیں

۵۷۹

چودہ عدد سے دوست ہیں سچے ہیں ہم
جسکا ہو سر قلم وہ ہے یکبار یک قلم
پر میری پیروی میں ہے یہ رتبہ قلم
سر کٹ کے پھر رواں ہو زیادہ دم رقم
چودہ تنوں سے حق نے یہ رتبے بڑھائے ہیں
دو بار سات سورۂ الحمد آئے ہیں

۵۸۰

جھوما پسر کو روک کے منھ پر دو دو پہ
جیسے شب فراق میں عاشق کا دو پہ
یاں سے بڑھا سفید یہ صبح حسام شاہ
آواز ڈھال سے ہوئی پیدا کہ واہ واہ
کوسوں تھا غل سپر جو کبھی بد صفات کی
سچ ہے کہ دور جاتی ہے آواز رات کی

۵۸۱

اُس نے بھی حملہ غالبِ کونین پر کیا
تیغِ دو دم نے ضرب سے حربہ دو نیم کیا
گرزِ گراں کے پیش کو زیر و زبر کیا
شش پر کو اُسکے طائرِ بے بال و پر کیا
سہما یہ ترکش اُسکا کہ سب تیر گر پڑے
کانپا یہ پھل کہ جوہرِ شمشیر گر پڑے

۵۸۲

آیا جلال میں اسدِ پنج جہاں
فاقے میں زورِ دلبرِ حیدر ہوا عیاں
یوں اُسکے تن میں تیغِ دو پیکر ہوئی نہاں
جس طرح در میں فاتحِ خیبر کی انگلیاں
دو ہو گیا وہ دشمنِ دیں ذوالفقار سے
گرنے لگا تو چار کیا ایک وار سے

۵۸۳

چلایا ابنِ سعد تمہیں ہے خیال کیا
اک اک لڑے حسینؑ سے تو یہ مجال کیا
انکے حضور تیغ زنوں کا کمال کیا
اسفندیار و بہمن و سہراب و زال کیا
ملکر لڑو کہ گر نہ ہزیمت ہے صاحبو
اسپر بھی فتح ہو تو غنیمت ہے صاحبو

۵۸۴

پھر تو پڑا جھپٹ کے وہ توسن پہ جدال
جولاں ہوا سمند اُدھر عزمِ قتال
بجلی نکل کے گرد سے یہ تیغ جو نکال
جیسے فلک پہ ابر کے ہٹ جانے سے ہلال
روشن یہ ماہِ نو سرِ دشتِ مصاف تھا
رویت کی وجہ یہ تھی کہ مطلع بھی صاف تھا

۴۵۵

حملہ کیا امامِ سلیماں وقار نے
یا مرسل الریاح کہا راہوار نے
خیبر شکن کو یاد کیا ذوالفقار نے
دیکھا صفوں کو ہیبتِ پروردگار نے
آوردگاہ دیکھ کے آمد رواں ہوئی
رن کی زمین دہل کے اُٹھی آسماں ہوئی

۴۵۶

میزانِ تیغ پنجۂ ہمت تولنے لگی
دریا کو ریل کر دُرِ جاں رولنے لگی
ہر خود ہر زرہ کی گرہ کھولنے لگی
اعدا کی پشت پیشِ نگہ بولنے لگی
گردن بلا سے تیغِ رواں جھیلنے لگی
نو لاکھ کے سرو سینہ اجل کھیلنے لگی

۴۵۷

سایہ گرا تو بولی سنبھل تیر ساتھ چل
ہاں چل پہ مہرباں ہوئی چل میرے پاس چل
للکاری رُخ کو کم نہ کر اے تیر پاس چل
آواز دی ہوا نے اجل میرے ساتھ چل
ہل جاتے تھے زمین و فلک درمیاں نہیں
کہتی تھی موت کون پڑے تیر بیچ میں

۴۵۸

دم مارا جس نے صاف اُسکا قلم کیا
بے مغزوں نے حباب صفت جس دم کیا
اُس جس دم نے موت کا پیدا ورم کیا
بڑھتے ہی موجِ تیغ نے نقشِ عدم کیا
رخت و بدن لعینوں کا فی الفور پھنکا تھا
پانی کا بلبلا تھا فقط اور کچھ نہ تھا

۹۸۹

بیچ کا سلسلہ تھا اک کہ جلیبیوں کا جال
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۳

اک ضرب میں پلنگ کے سو رنگ کرتی تھی
روشن بصورت مہ نو رنگ کرتی تھی
ہر خار و قد کو یہ گل اورنگ کرتی تھی
پیاسے جو خوں کے تھے وہیں تنگ کرتی تھی
روپوش ریت میں تھیں لب جو کی مچھلیاں
دریا میں جا کے چھپتی تھیں بازو کی مچھلیاں

۹۴

سایہ دو نیم رنگ دو نیم اور بو دو نیم
رو کا بیاں شمار ہے کیا آبرو دو نیم
ہر بار چار آئینہ تھا چار سو دو نیم
سینے میں دل تو دل میں ہر آرزو دو نیم
دل خوب اسکی کاٹ کی لذت سمجھتا تھا
کٹتی تھی جو گھڑی وہ غنیمت سمجھتا تھا

۹۵

آگاہ اہل علم ہیں یہ کیا بیاں کروں
تفسیر لا یمسہ الا المطہرون
پاکیزہ اسکا پھل تھا نجس ظالموں کا خوں
صورت تھی کون رہتی یہ بے ننگ و زبوں
پیدا ہوئی تھی ظالموں کا خوں بہانے کو
ہمراہ آب رکھتی تھی اپنے نہانے کو

۹۶

اس سے نہ کوئی پہلوے امن و اماں چھٹا
چلہ نہ زہ نہ گوشہ نہ دوش کماں چھٹا
پہونچی کماں لب کی نہ تیر زباں چھٹا
پیچھے کو اس سے جو کہ گیا وہ یہاں چھٹا
اک بوند بھی نہ جوشن کے حلقے نکل سکی
اسکے حضور دھار کسی کی نہ چل سکی

۹۵۷
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۸
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۹
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۶۰
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۱

اب یوں بیاں کرتے ہیں ارباب اعتبار
فاقے میں تین روز کے کی تھی جو کارزار
گھوڑے پہ تھرتھرانے لگا جسم زخمدار
اک ساعت ابن شیر خدا نے کیا قرار
گیسو دکھاتے تھے تباہی حواس کی
کانٹے زباں سے توڑتے تھے پیاس کی

۱۰۲

آگے ہے اُس جفا کا بیاں وا مصیبتاہ
شیعوں کے دل پہ چوٹ لگے گی خدا گواہ
برچھوں کی صفوں سے بڑھا ایک روسیاہ
برچھی لگائی پشت حسین پہ آہ آہ
سینے سے پھل لبوں سے صدا نکلی یا علی
اور کانپ کر گرا علم مرتضیٰ علی

۱۰۳

وہ لو وہ بھاپ ریت کی وہ جسم نازنیں
وہ حربے گرم دھوپ سے وہ سینہ و جبیں
پہلے فلک پہ شمس تھا اور رخ سوئے زمیں
سایہ جو ڈھونڈیے تو سناں کے سوا نہیں
پھل برچھیوں کے چھل کے سینے پہ کھنچے تھے
جو رہ گئے تھے ہاں دعا انکو دیتے تھے

۱۰۴

جس ابن کی رسولوں سے برتر مقام تھا
دیباچہ اس بلا کا شہ دیں کا نام تھا
امت بھی جس کی زباں سے کلمہ گو تمام تھا
یعنی حسین علیہ السلام تھا
جن کے لئے انبیائے سلف جان دیتے تھے
سو لاکھ دکھ اُٹھاتے تھے اور شاد ہوتے تھے

١٠٥

کہتے ہیں یہ مصائب جرجیس نیکنام
اک ظالم اُن کے عہد میں تھا بادشاہ شام
اس عہد میں یزید لعیں کا تھا وہ غلام
آزار اُس نبی کو وہ دیتا تھا صبح شام
نور خدا کو خاک میں ناری ملاتا تھا
بندوں کو قتل کرتا تھا ان کو جلاتا تھا

١٠٦

اک دفعہ سنگدل نے کیا اُن کو سنگسار
اک مرتبہ جلا کے خریدا عذاب نار
اکبار زندہ دفن کیا ہائے خاکسار
یوں طرز نو سے قتل کیا اُن کو سات بار
ان سات حادثوں سے غرض بچ گئے جرجیس
اور آج [illegible] سے بھی جرجیس بچ گئے

١٠٧

باقی کوئی نہ اُن پہ جفائے جہاں رہی
اک چاشنی نہ زخم تیغ و سناں رہی
محفوظ حق کے فضل سے ان کی زباں رہی
مر مر کے جیال موت میں شادی عیاں رہی
اُن کو کسی سے شکایت جور و جفا نہ کی
مرتے رہے [illegible] لیکن کبھی پروا نہ کی

١٠٨

پھر خلعت حیات جو حق نے عطا کیا
حاکم کے پاس جا کے یہ شکر خدا کیا
زندہ کئی کو قبر سے بھی پھر سے جلا لیا
پیغمبر خدا نے تو یہ کرم بارہا کیا
اور بت پرست تھا [illegible] گنہگار تھا
عاقل نبی کا [illegible] ہشیار تھا

٥٠٩

یہ سن کے اپنی فوج سے اُس نے کہا کہ ہاں
لیجاؤ اُس خرابے میں اسکو کشاں کشاں
جس دشت لق و دق میں درندوں کے ہیں مکاں
باقی نہ ایک بار رکھو نام کو نشاں
تیغوں سے قیمہ قیمہ سراپا بدن کرو
مرجائے تو نہ دفن نہ غسل و کفن کرو

٥١٠

صابر کو لے گئے اُسی جنگل میں روسیاہ
جمعے کا دن تھا ماہ محرم کی دہم تھی آہ
تیغوں سے پرسے پرسے جو کرنے لگے سیاہ
پیاسا حُسین پکارے کہ فریاد یا الٰہ
اپنے حصارِ حفظ میں بندے کو جا دے
یارب عدو کے ظلم و ستم سے پناہ دے

٥١١

آئی ندا کہ صبر و تحمل یہاں نہیں
تیغوں کی ضربیں سہنے کی تاب و تواں نہیں
کی عرض ہاں نہیں مگر معبود ہاں نہیں
قابل اس امتحان کے یہ خستہ جاں نہیں
دولت ثواب صبر کی یہ درد کھوئیگا
یاں تو نہ ضبط مجھ سے ہوا ہے نہ ہوئیگا

٥١٢

زندہ ہوا میں دفن رہ کردگار میں
بچھڑ گئے یہ فرق نہ آیا قرار میں
تیغوں کی آنچ سے نہ رہا اختیار میں
سختی نہ سنگ میں نہ گرمی ہے نار میں
میں جانتا ہوں یا کہ مرا دل ہی جانتا
دل سے زیادہ خالق عادل ہے جانتا

١٢١٣

آنکھوں کا تیری ہے یہ عیاں سب کو حال ہے
بہتر ہے کہاں عشق الٰہی کا خیال ہے
یہ جان و تن ٹھکانے لگے کیا کمال ہے
بیمار ہے یار کا [illegible]
جب [illegible]
ایک [illegible]

١٢١٤

[illegible]

١٢١٥

[illegible]

١٢١٦

[illegible]

۴۱۷

[illegible] تھا
[illegible] تھا
[illegible] تھا
[illegible] تھا
[illegible]
[illegible]

۴۱۸

[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] دن
[illegible] دن

۴۱۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۰

[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible]

١٢١

باحسرت وہ نہ بھولیگی زینب جگر آگاہ
جس شکل سے حسینؑ نے وامصیبتاہ
اک آہ کھینچ کرتے تھے اک کھینچتے تھے آہ
پھیلا تھا ایک پاؤں تو سمٹا تھا ایک گاہ
کچھ سر پہ کچھ زمیں پہ گرا بی بی عمامہ تھا
آلودہ خاک و خوں میں پیمبر کا جامہ تھا

١٢٢

دوڑی پلنگ سے اور گری دختر علی
رو کر کہا حسینؑ حسینؑ اور آہ کی
مشتاق بولنے کا ہوا تا لب نبی
پر لب ہلا کے رہ گئے ہچکی ایسی لگی
اس بیکسی سے مڑ کے بہن پر نگاہ کی
غش ہو گئی نواسی رسالت پناہ کی

١٢٣

آیا جو ہوش بولی پیمبر کا واسطہ
آئی بہن جواب دو حیدر کا واسطہ
خیر النسا کا واسطہ شبر کا واسطہ
ننھے سے بے زبان علی اصغر کا واسطہ
بھیا اٹھو چلو کہ سکینہ تباہ ہے
یہ وقت ہیں خاندان رسالت پناہ ہے

١٢٤

ان واسطوں سے ہل گیا شبیر کا جگر
ہچکی سے اتنا بولے کہ ہمشیر صبر کر
نانا ہی نے دی تھی اسی وقت کی خبر
بے سر حسینؑ ہوگا پھرے گی تو ننگے سر
یاں رہ کے کیا کریں یہ ستم اٹھانے ہیں
اکبر جہاں سدھارے ہیں ہم بھی جاتے ہیں

۱۳۵

اس یاس کے کلام سے چھاتی جو پھٹ گئی
بانہیں گلے میں ڈال کے زینبؑ لپٹ گئی
چلائی ہے غضب مری قسمت اُلٹ گئی
اماں ہی میں بزرگوں کی سب عمر کٹ گئی
مرتے ہو تم بھی ہائے زباں بند ہو گئی
زینبؑ نہ آج خاک کا پیوند ہو گئی

۱۳۶

یہ بَین کر کے منہ پہ ملا منہ کو ایک بار
بھائی کو لے کے گود میں بیٹھی وہ بیقرار
بولی کہ سر کو دوش پہ رکھ دو بہن نثار
اب سب تمام ہوتا ہے بھائی بہن کا پیار
سبطِ نبی کے سر سے بدن کی جدائی ہے
بھائی سے بے نصیب بہن کی جدائی ہے

۱۳۷

اتنے میں تازیانہ لئے اک شقی چلا
اتنا ہی بس ہے رشتے کو [illegible]
لیکن نہ اس جفا پہ بھی زینبؑ ہوئی جدا
شہ نے کہا بہن تری الفت پہ میں فدا
زینبؑ سنبھل سکے جو کلیجہ سنبھال لو
اب تو گلے سے بھائی کے بانہیں نکال لو

۱۳۸

جاؤ سدھارو ہم کو گلے سے لگا چکیں
الفت دکھا چکیں مرے دکھ کو دکھا چکیں
کانٹی زمیں جس سے وہ تکلیف پا چکیں
اب اور کیا ارادہ ہے درد و دکھا چکیں
ضربت کہاں لگی ہے ذرا و بیان کیجے
گھر جا کے اپنے درد کا درمان کیجے

١٢٩

[illegible]

١٣٠

[illegible]

١٣١

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

یارانِ گذشتہ کی خبر خاک نہیں
ایسے ہی گئے کہ اب اثر خاک نہیں
جن جن کے کیا خاک ہنر مدفون ہو
اے چرخ تجھے قدرِ ہنر خاک نہیں

رباعی

دنیا زنداں ہے جائے آرام نہیں
گہوارۂ جبر گردشِ ایام نہیں
آنکھوں میں سپیدی و سیاہی کیطرح
جھپکی جو پلک صبح نہیں شام نہیں

رباعی

پیشِ امرا طالبِ زر جھکتے ہیں
سجدے کی طرح مجھ سے کو سر جھکتے ہیں
سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کیطرح
ہے مال سوا جدھر ادھر جھکتے ہیں

رباعی

ہر رنگ کا عجب یاں سروساماں دیکھا
اقبال اور ادبار کو یکساں دیکھا
دنیا کے خیال میں جو کیں آنکھیں بند
نسخہ
ہم نے تو عجب خواب پریشاں دیکھا

نسخہ۔ حفظ

کوہِ رقیم پر جو علیؑ کا گذر ہوا
اور غار میں نبیؐ کا وصی جلوہ گر ہوا
پتھر سے کی آب و تاب سے روشن وہ گھر ہوا
درجِ گہر بنا کبھی برجِ قمر ہوا
عکسِ رخِ علیؑ تھا وہ چند آفتاب سے
اصحابِ کہف ہو گئے بیدار خواب سے

۴۳

تعظیم کی علیؑ کی ہر اک نیک نام نے
فرمایا السلام علیکم امامؑ نے
سب نے دیا جواب سلام اُس کے سامنے
ہنس کر کہا امیر علیہ السلام نے
آگاہ ہو کہ دین کی اصل اصول ہوں
اس وقت میں رسولِ خدا کا رسول ہوں

۴۴

ہم کو محمدِ عربی کا ہے یہ پیام
لے حق شناسو دین مراتب و السلام
سنتے ہی اس کلام کے وہ بولا کلام
مدت ہوئی انھیں کے طریقے پہ ہیں غلام
آفاق میں نبیؐ و علیؑ تو اب آئے ہیں
خادم تو ان کے نام پہ ایمان لائے ہیں

۴۵

بولے علیؑ خدا ہے بہت تم پہ مہرباں
لاریب راز غیب اُسی نے کیے عیاں
پہچان لو علیؑ کو جو دیکھو کہاں کہاں
پوچھا وہ اس گھڑی ہیں کہاں عرش آشیاں
وہ بھی ہیں ایسے جیسے خردمند آپ ہیں
پھر صاف کہہ دیا کہ خداوند آپ ہیں

۴۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۷

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۸

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹

کل ہوتے ہی سحر کے قیامت کا وقت ہے
گھر سے مرے حسینؑ کی رخصت کا وقت ہے
ہنگام عصر عین شہادت کا وقت ہے
مغرب کے وقت خیمہ کی غارت کا وقت ہے
آبادیوں میں حشر تلک خلق روئیگی
ایسی کسی کے گھر کی تباہی نہ ہوئیگی

۱۰

یہ سن کے نیند کیسی کہ جاتا رہا وہ چین
روتے ہیں خادم آٹھ پہر کہہ کے یا حسینؑ
منہ پیٹ کر زمیں پہ گرے شاہ مشرقین
سب نے کہا کہ خیر ہے یا فاتح حنین
بولے نبی کیوں نہ بلند کروں شور و شین کو
سب دیکھیں اور باپ نہ روئے حسینؑ کو

۱۱

پرسا علیؑ کو دے کے یہ بولے وہ بے ریا
یہ کیا خدا کی رحمت ہے اے شاہ اوصیا
قبل از وقوع واقعہ حکم عزا دیا
رو کر کہا علیؑ نے کہ عالم ہے کربلا
بے وارثی حسینؑ کو مرکر ہوئیگی
جو قبر میں تڑپ کے مری روح روئیگی

۱۲

اتنا تو ہوگا کوئی کہ لاشہ اٹھا کے لائے
یا جا کے اس کے مرقد پہ آنسو بہائے
باقی ہے جو حرم سو وہ در در پھرینگے ہائے
جس کا نہ گھر نہ کنبہ ہو پرسے کو کون آئے
روشن ہے حق پہ حال مرے نور عین کا
سو حکم ہے ابھی سے عزائے حسینؑ کا

۱۳

اس گفتگو سے اونکا جگر تھرتھرا گیا
نیند آگئی رونے میں تو کچھ آرام آگیا
دولتسرا کو نانا کی شبیر اور آگیا
گریاں نبی کے آگے ولی خدا گیا
سنکر یہ حال سینے میں ناسور ہوگیا
وہ دن رسول کے لئے عاشور ہوگیا

۱۴

شبیر سے لپٹ گئے محبوب کردگار
بوسے حسن کی چھاتی پہ لیے بے شمار
زہرا پھری حسین کے چوگرد سات بار
بہنیں بلائیں لینے لگیں ہو کے بیقرار
یوں کنبہ اشکبار تھا اس نور عین پر
اب جیسے لوگ روتے ہیں قبر حسین پر

۱۵

منھ دیکھتا تھا کنبہ کا ہر دو نیک ذات
اک اک کے آگے جوڑتا تھا ہاتھ شش جہات
آنسو نبی کے پونچھ کے آخر کی یہ بات
بس نانا جان بس کہ لرزتی ہے کائنات
ہونگے کبھی ابھی تو نہیں ذبح ہوتے ہیں
نانا ابھی سے اپنے نواسے کو روتے ہیں

۱۶

نانا ہی ہم پہ بلا آنے کی پھر ہے
سب ہیں حصوں کا کڑھنا غضب ہے
ماں میری فاقہ کش ہے سنبھالو ہم ہے
بہنیں جدا تڑپتی ہیں اکبر جدا ہے
راہ خدا میں سر بھی ہے حاضر گلا بھی ہے
بابا یہ تو کہئے ہمیں کیسا بھلا لگا ہے

۵۱۷

فرمایا ہاں محبوں کی اسی میں نجات ہے
یہ بوسہ ایسی موت تو نانا! حیات ہے
نانا بھلا یہ آپ کے رشتے کی بات ہے
لو ہم تو خوش ہیں دکھ تو قرار و ثبات ہے
واللہ اپنے شیعوں کے ہم کام آئیں گے
مر جائیں گے جان دیں گے انھیں بخشوائیں گے

۵۱۸

اب عرض ہے یہ اہلِ عزا کی جناب میں
یہ قول ہے حسین کا پہنچو گے باب میں
کوشش ہے گو کہ غم میں بہا کے ثواب میں
کب سے یہ غم بپا ہے جہانِ خراب میں
نے تم ستمگری نہ شمر لعین تھے
اصحابِ کہف تعزیہ دارِ حسین تھے

۵۱۹

اس میں اُٹھے گا رتبہ تو کیا کیا بیاں ہیں
سب صورتوں سے قدرتِ حق کی نشاں ہیں
مسکن زمیں پہ ہے یہ تو وہ آسماں ہیں
گنتی میں آٹھ سات ہیں پر نوجواں ہیں
سن تو دراز ہیں یہ مسن کب ہوئے ہیں
فردوس کے جوانوں کے سید ہوئے ہیں

۵۲۰

ماتم میں جو رہے ہیں فوائدِ عزا
دل کی صفا غم کی ضیا آنکھ کی جلا
عفوِ خطا رضائے خدا قربِ مصطفیٰ
طولِ بقا حصولِ شفا دفعِ ہر بلا
کیسا عذاب قبر نہ ہوگا فشار تک
ہوگی یہ پیشوائی کہ جنت مزار تک

۵۲۱

اصحاب کہف کا تجھیں دستور چاہئے
دل حب اہلبیتؑ سے معمور چاہئے
آنسو بہیں گے سینے میں ناسور چاہئے
ہر ایک روز گریۂ عاشور چاہئے
رو کر ثواب روز جزا آج لوٹ لو
کل ہو گا جو ثواب دہ کا دس آج لوٹ لو

۵۲۲

سر پہ کھڑی ہوئی ہے گھڑی انقلاب کی
دنیا کا رنج گنج ہے کشتی حباب کی
پیری میں آرزو ہے حصول ثواب کی
کیا جب خبر نہیں ہے مرگ شباب کی
تصویر کے کھنچے تھا زوال ہے
طفل و جوان و پیر کا یکساں ہی حال ہے

۵۲۳

عبرت سرا یہ باغ ہے پیش نظر ہے اصول
شاخوں کا ہاتھ زیر زنخداں ہے پائمال
صیاد باغ باغ تھا بلبل کا دل ملول
آخر خزاں ہوئی تو فصل بہار کا کیا حاصل
ہر رنگ بے ثبات ہے نیرنگ کی ہوا
غنچہ کو کیا ملا ہے دل تنگ کے سوا

۵۲۴

ہر وقت خزاں نے کئے جگر پامال
ہر برگ و ثمر جھڑ کے ہوا ایک نہال
یکساں کسی حسین کی نہ سبز خط و خال
نرگس کسی کی آنکھ نہ سنبل کسی کے بال
جب زلف کو جھڑ کا سلسلہ نہاں ہوا
آنکھ کا الف سرمہ ذرا میں عیاں ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طرحی ۔ ... والد مرحوم کے لئے ۔ دل کا شگفتہ چاہئے مظلوم کے لئے

[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۱

خیر الانام خیر النسا فاطمہ حسنین
جد بزرگوار ہیں اور مہر والدین
عمران دادا جان حسن بازوے حسین
جعفر ہیں وہ چچا جو فرشتوں کے ہیں قرین
شانے جدا ہوے تو شرف کس قدر ملے
انعام سے نبی سے نہ طالب پہ پر ملے

۴۲۲

ہمراہ کے ہم ہیں نہیں دریا نہیں سہی
قابل نہیں ہیں پانی کے اچھا نہیں سہی
عباس کیا نہیں ہیں جو ہم اب نہیں سہی
پیاسوں میں سے کسی کو یہ ایذا نہیں سہی
ہم دل میں سوچتا ہوں کہ قسمت کیا ہوئی
پر بستے ہوے بن کے شہادت خطا ہوئی

۴۲۳

کیونکر ہم ہیں رحم کے قابل ہیں یا نہیں
توحید ذوالجلال کے قائل ہیں یا نہیں
بیکس ہیں پابہ بند ہیں بیمار ہیں یا نہیں
فاقوں سے زرد چہروں سے بیمار ہیں یا نہیں
ہادی نہیں نبی کا نواسا بھی کیا نہیں
مہماں تمہیں خبر ہے بلایا تھا یا نہیں

۴۲۴

جلوہ ذات ہے وہ خاکسار ہوں
حق جس کا برقرار ہے وہ بیقرار ہوں
فاقہ کی جسکو عید ہے وہ روزہ دار ہوں
جسکا وطن ہے عرش پہ وہ بے دیار ہوں
کعبہ ہے جسکا گھر میں وہ عالی مقام ہوں
تسبیح جسکی خاک ہے میں وہ امام ہوں

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

۴۹

قرآں ہے ایک اور ہے مشرقین ایک
شیر الٰہی ایک فاتح بدر و حنین ایک
بابا کا جسم ایک ہے مری زیب و زین ایک
سب کا خدا ہے ایک خدا کا حسین ایک
طاعت کرو خدا کی نبی کی امام کی
اسکے سوا نہیں ہے کوئی بات کام کی

۵۰

خاموش ہو گئی یہ رجز سن کے سب سپاہ
پر لائیں ابن قحطبہ تھا ایک روسیاہ
اگلا وہ زہر اس نے کہ ناگوں نے کی ہے آہ
کانپیں کلیجے سن کے حضرت حجت الٰہ
بولا کہ قہر سے وہ زمیں پر تپاں ہوا
اک اژدہا ہی دیکھ کے پیکاں عیاں ہوا

۵۱

بجلی کی شکل منہ میں در آیا وہ اژدہا
پہنچو وہ تھا حسین کو جس سے بڑا گلہ
تن گل کے صورت کف مار سیہ ہوا
باقی اگر عذاب سقر دم پہ رہا
عقرب کے نیش کو شرر شعلہ تاب کر
دوزخ بنا نہ مار کیا ہم عذاب کو

۵۲

ناگہ وہ سانپ کانپ کے رن سے رواں ہوا
یعنی عصائے کلیم کا پھر تو نشاں ہوا
طاؤس ذوالفقار تڑپ کر عیاں ہوا
اژدر کے ہر زمیں کا طبق آسماں ہوا
چلائی عاقبت میں رہوں کس مکان میں
مر کر پھر تیغ بولی کہ میرے میان میں

۴۵۲

[illegible]

۴۵۳

[illegible]

۴۵۴

[illegible]

۴۵۵

[illegible]

۵۷

کبھی ہمدمی صورِ اسرافیل کرتی تھی
کبھی عبادت پہ جبریل کرتی تھی
کبھی برجِ ہم و ماہ میں تحویل کرتی تھی
کبھی فلک کی سیر پہ تعجیل کرتی تھی
پڑھ کے سب معوّذ نظارہ ہو گئی
وہ صحفِ اخترِ سیارہ ہو گئی

۵۸

آنکھوں میں خواب راحت و عیش و طرب دونیم
دل میں عنادِ کلفتِ رنج و تعب دونیم
ساعت زمانہ وقت گھڑی روز و شب دونیم
اک ضرب ذو الفقار سے تھے سب کے سب دونیم
سایہ بھی دو وہ ساری جگہ بھی دو جسم و جان بھی دو
یا دشمنی کی طرح بات بھی دو اور زبان بھی دو

۵۹

ہر سو تھا شور تیغ کا چمکا اور ڈھنگ ہے
قالب پہ اسم رنگ تھی گر یہ نہنگ ہے
داخل میانِ خانۂ دل بے درنگ ہے
رب کی قسم یہ تیغ بڑی خانہ جنگ ہے
سچ تو یہ ہے کہ سلسلہ واں تیغ شاہ ہے
سر پہ چڑھے سے اُترتی ہے اور کلاہ ہے

۶۰

اٹھی تھی بار بار قضا کیا ہے تیغ نے یہاں میں
طوفانِ حشر و قہر و بلا کیا ہے تیغ نے عیاں میں
دوزخ سقر عذابِ خدا کیا ہے تیغ نے نہاں میں
راہِ عدم دیا ہے قضا کیا ہے تیغ نے جہاں میں
حق سے ورودِ قہر تو وہ فضلِ الٰہ ہے
توبہ کرو تو غصے میں بھی سپر پناہ ہے

۹۶۱

بم عدو بلا تھی شہ کربلا کی تیغ
گویا قضا کا ہاتھ تھی دست خدا کی تھی
درکھولتی تھی فتح کا خیبر کشا کی تیغ
عاجز تھی عقل دیکھ کے معجز نما کی تیغ
اس برق ذوالفقار کے جلوے کہاں نہ تھے
واں تھی جہاں زمیں نہ تھی آسماں نہ تھے

۹۶۲

قالب کی تو یہ دشمن جاں تھی دم نگاہ
قطع نظر بدن سے نگہ کو نہ تھی پناہ
دعوے صدق کیجئے حجت تھی اور گواہ
سن ہو دلیل قطعی اگر ہو کچھ اشتباہ
آیا نظر نہ رستم و لا سپاہ کو
تیغ علی نے قطع کیا ہر نگاہ کو

۹۶۳

مل کر چلی فلک سے تو بجلی جدا ہوئی
پہنچی بزیر خاک تو پنچھی ہوا ہوئی
چمکی جو تودہ پر تو قیامت بپا ہوئی
سب گرز سرنگوں ہوئے نازل بلا ہوئی
کھولے زرہ کے ایک نگہ میں ہزار بند
کاٹے ہزار طرح عناصر کے چار بند

۹۶۴

بے نام و بے نشان تھا ہر ایک پہلواں کا نام
تقسیم ضرب سے نہ رہی باقی کوئی قسم
سایہ کی طرح ڈھال چراتی تھی اپنا جسم
پر تیغ کے ہنر تھے کہ جادو تھا یا طلسم
دل زخم زخم کر کے زرہ کو اڑا دیا
طائر کو جال جال کو طائر بنا دیا

۶۵

موجِ زرہ کا تیغ کی گرمی سے تھا یہ حال
شبنم کا جیسے صبح کو خورشید سے زوال
جب یہ گرہ کھلی تو زرہ ہو گئی نڈھال
فولاد بہہ گیا عرقِ شرم کی مثال
جی پر بنی ۔ زرہ کی جو صورت بگڑ گئی
کیا دن ڈھلے کہ غنچوں پہ اوس پڑ گئی

۶۶

ہاں حملے میں سپاہِ لعیں کو الٹ دیا
مانندِ نقشِ نگیں کو الٹ دیا
پا کر کے کاٹا خاتمِ زیں کو الٹ دیا
سہما کیا فلک کو زمیں کو الٹ دیا
اثبات لائے نفی کے سب معنی الٹ گئے
اسوار لام بن گئے گھوڑے الٹ گئے

۶۷

برسا رہی تھی خون کا مینھ تیغِ شعلہ بار
صف روندتا تھا کوند کے رہوارِ برق وار
پُر خوں تھا دشت بیٹھ گیا خون سے غبار
کیلیں نہ تھیں وہ نعلِ ہلالی میں آشکار
رن میں جھڑی لگا دی تھی تیغِ بلند نے
باندھے تھے منہ کے کھلنے کو تالے سمند نے

۶۸

ہمدم قدم قدم تھی قضا ذوالجناح پر
ہر سو شرر فگن ہوا نعلوں کا سم بسر
پتھر پہ اُڑنے لگے تارے ادھر اُدھر
اللہ رے کمال سمندِ براق فر
اُڑتا تھا اس طرح کہ ملائک نثار تھے
داماں زیں سے نور کے پر آشکار تھے

[illegible]

۷۳

ناگہ نگین خاتم پیغمبراں گرا
رونق اٹھی زمیں سے امام زماں گرا
گرنے پہ سب گروہ سے برچھیاں گرا
ہے ہے نہ ان جفاؤں پہ بھی آسماں گرا
زہرا سے پوچھیے یہ قلق نور عین کا
پٹنا زمیں کا اور تڑپنا حسینؑ کا

نسخہ مطلع
جسدم نگین خاتم پیغمبراں گرا

۷۴

سناں بہر ذبح بڑھے اشمر لعیں
قاتل کی طرح ہو کے آگے قریں
کوئی پکارا ہاں کوئی بولا ابھی نہیں
اب دیر کیا ہے سجدے میں ٹیکے ہوئے جبیں
آواز دی عمر نے کہ گردن ڈھلی ہوئی
قاتل پکارا آنکھ ذرا ہے کھلی ہوئی

۷۵

سب تھم گئے کہ گرم تھا شمر بدشیم
سر پیٹنے کی جا ہے دھرا کس جگہ قدم
سینہ دبا تو اور بھی تڑپے شہ امم
شور فغاں سنا اسی حالت میں دمبدم
قاتل سے پوچھا دیکھ کدھر غل ہے ہو رہا
ہے ہے حسینؑ کہہ کے کوئی بین ہو رہا

۷۶

وہ بولا کوئی ہوگا میں دیکھوں بھلا کرم
اب تیغ پر نگاہ ہے شہ رگ پہ ہے نظر
ہاں جب سوار اٹھنے لگا تھا میں سینے پر
سیدانی ایک خیمے سے نکلی تھی ننگے سر
اسلام ہماری فوج میں تو عید ہو گئی
مجھکو یقیں ہے یہ وہی بی بی روتی ہے

۵۸۰

تھم جا خدا کو مان حبیب خدا کو مان
زہرا کو مان حضرت مشکل کشا کو مان
سوگند فقر و فاقۂ آل عبا کو مان
اپنی رسول زادی کی تو التجا کو مان
سارے بزرگ مر گئے مجھ بے نصیب کے
میرا کوئی نہیں ہے سوا اس غریب کے

۵۷۹

وہ رونا بیکسی کا وہ گھبرانا پیاس کا
وہ تھرتھرانا دل کا وہ اڑنا حواس کا
کہنا بلک بلک کے یہ کلمہ ہراس کا
اے شمر واسطہ علیؑ اکبر کی پیاس کا
للہ تین روز کے پیاسے کو چھوڑ دے
صدقہ نبیؐ کا اُس کے نواسے کو چھوڑ دے

۵۷۸

اب آیا وہ مقام کہ غش ہو گئے مومنین
یہ سامنے حسینؑ ہے وہ زینبؑ حزیں
گردن پہ تیغ دل میں سناں سینے پر لعیں
زینبؑ یہ حال دیکھتی ہے اور بس نہیں
ناموس کا وہ دھیان نہ پردے کا ہوش ہے
یہ سب لہو کا جوش ہے الفت کا جوش ہے

۵۷۷

شہ بولے اور کوئی نہیں ہے بہن بہن
عاشق بہن حسینؑ کی تشنہ دہن بہن
بھولیں ہمارے پیار میں ماں کا چلن بہن
بلوہ کہاں کہاں یہ مری ممتحن بہن
قاتل پکارا آگے بھی یہ باہر آئی تھی
شہ نے کہا جب سناں علیؑ اکبر نے کھائی تھی

۵۸۱

اے شمر پاس بھائی کے آؤں جو تو کہے
زخموں سے جلتی ریت چھڑاؤں جو تو کہے
چادر بدن کے نیچے بچھاؤں جو تو کہے
بے کل ہے سر زمیں سے اٹھاؤں جو تو کہے
پانی تو یاں ملے گا نہ زہرا کے جانی کو
آنسو چھڑک کے ہوش میں لاؤنگی بھائی کو

۵۸۲

سونپا کسے بہن کو یہ پوچھونگی بھائی سے
پردیس میں بچھڑتے ہیں زہرا کی جائی سے
پیاسے خطا ہے پوچھے ساری خدائی سے
دعوے ہے کیا تجھے مری ماں کی کمائی سے
کچھ قرض ہو تو بیچ کے گھر کو ادا کروں
سمجھاؤں کس طرح سے تجھے آہ کیا کروں

۵۸۳

اے شمر بیں گلے سے لگاؤں تو ذبح کر
کچھ درد اپنے دل کا سناؤں تو ذبح کر
سید کو قبلہ رو میں لٹاؤں تو ذبح کر
بھائی سے مل کے پیچھے ہٹ جاؤں تو ذبح کر
پانی نہ جو کہ پیاسے کو دے بدخصال ہے
بروقت ذبح آب تو مسلم پکڑا تو وال ہے

نیز

نسخہ ۔ رومال

۵۸۴

یہ کہتے کہتے سست ہوئی دم الٹ گیا
سر پیٹتی یہ رہ گئی سر شہ کا کٹ گیا
یوں لاش پر گری کہ جگر سینے کا پھٹ گیا
باہیں گلے میں ڈال کے لاشہ لپٹ گیا
ماں کی طرح تھی عاشق شاہ زمن بہن
یہ بھائی بھائی کہتی تھی لاشہ بہن بہن

۴۵۹

بارگاہ [illegible] ناز و عشوۂ بتاں کیا
بار ان [illegible] جس میں لطف آ گیا
اب کہاں [illegible] کی [illegible] کیا کیا
بندگی کی آبرو دل [illegible] کیا دل گیا
اپنا تھا [illegible] انداز تھا [illegible]
[illegible] حسین ادا

رباعی

سب عجز کے مضمون نہ یہ پامال اپنا ہے
اللہ [illegible] حال اپنا ہے
کہتے ہیں کہ ہے [illegible] کلام
دنیا میں سخن [illegible] حلال اپنا ہے

رباعی

سو بار زباں کو گر ثناخوانی کیا ہے
ہر آنکھ کو [illegible] کیا ہے
ہاں گل [illegible] کا
[illegible] کیا ہے

رباعی

شیریں ان کی صفائی میں [illegible]
سب [illegible] شیریں [illegible]
[illegible] صفائی [illegible]
[illegible]

عـ۵۔ اس مصرع میں عجب نہیں کہ مصنف نے اپنے جد اعلیٰ ملا علی شیرازی کی مثنوی "سحر حلال" کی طرف اشارہ کیا۔ جعفر خبیر

مرثیہ دوازدہم

جب حرم قلعۂ شیریں کے برابر آئے
غل ہوا کعبے سے مولا مع لشکر آئے
کہا شیریں نے کہ ارمان دلی بر آئے
مرے مولا مرے سلطان مرے گھر آئے
شان حق نور خدا قدرت باری دیکھو
جاؤ لوگو مرے آقا کی سواری دیکھو

۴۲

جن سے روشن ہے مدینہ وہ قمر آئے ہیں
جن کا معدن ہے نجف ہیں وہ گہر آئے ہیں
جن کا گھر عرش پہ ہے وہ مرے گھر آئے ہیں
بے خبر اوسکو نہ تھی یہ کہ پسر آئے ہیں
کہہ رہی تھی کہ جبریل امیں آتا ہے
لو سلام اوابا کہ حسین آتا ہے

۴۳

چھڑی صف میں حسینی علم آتے ہونگے
ساتھ تھی دبدبۂ ہاشم کا دکھاتے ہونگے
نوبتی داخلے کا طبل بجاتے ہونگے
خضر اس قافلے میں پانی پلاتے ہونگے
دل کو دیدار رخ مولا سے تسلی ہوگی
کعبہ جلوے کے مانند تجلی ہوگی

۴۴

مری بی بی کی ادھر آج سواری ہوگی
ساتھ جبریل کے یاں شور عماری ہوگی
مسند نور پہ کمسن کی وہ پیاری ہوگی
کہتا سب تحفۂ توبہ شاکی بھی پیاری ہوگی
پیرقیں نور کی ہاتھوں میں کشادہ ہوگی
فوجیں جو دیں کی سواری میں پیادہ ہونگی

۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹

مسند آراستہ کی سبطِ پیمبرؐ کے لئے
کشتیاں لا کے رکھیں عترتِ حیدرؑ کے لئے
جھولا دالان میں ڈالا علی اصغرؑ کے لئے
لا کے گلدستے برابر رکھے اکبرؑ کے لئے
جامِ شربت کے بھرے ابنِ حسنؑ کی خاطر
گہنا چھوٹا سا نکالا رکھا دولھن کی خاطر

۱۰

دو گھڑی ساتھ دروازے پہ کھڑی بی فضّت
اور چلائی یہ ہمسایوں کو وہ خوش اوقات
صاحبو اجڑے ہاتھوں کہیں کیسی ہے بپت
جب یہ دو تین گھڑیں ساداتِ رفیع الدرجات
پاؤں گھر دولہا کے دروازے سے کہہ اٹھنے دینا
اپنے لڑکوں کو بھی کہتے پہ نہ چھٹنے دینا

۱۱

دن جو ہم آئی تو تم نے بھی سنی ہوگی خبر
بیٹیاں رات کو نکلیں تھیں جنازہ لے کر
ساتھ تابوت کے مردوں میں فقط حیدرؑ
یا حسینؑ اور حسنؑ پیٹتے سینہ و سر
گر پڑی صبح کو چادر پہ جو زینبؑ
شمس طالع ہوا جب تم پہ حکمِ رب

۱۲

ناگہاں راہ میں برپا ہوا شورِ ماتم
سب کے منہ فق ہوا دل شق ہوا اٹھے قدم
دیکھنے کو جو گئے تھے حشمِ شاہِ امم
وہ زن و مرد پھرے خاک اڑاتے باہم
سخت بے چین ہوئی طالبِ آرامِ حسینؑ
دل پہ انگشتِ شہادت سے لکھا نامِ حسینؑ

۱۳

کہا شہ نے سر سے تم لا کے یہ غل ہے کیسا
کس پہ آفت پڑی گھر کس کا لٹا کون مرا
رو کے بولا وہ کہ مری سمت سے جا کر پوچھا
پر تسلی نہ کرو آہ ہے ابن زہرا
یہ محل شکر کا ہے وقت مناجات کا ہے
وا ظلما آج برا روز ہے حاجات کا ہے

۱۴

عقدے کھل جائینگے جب ہونٹ ہلائینگے حسین
رگ گئی پیاسے سے بچھڑ کے ملائینگے حسین
مر گیا ہوگا جو کوئی تو جلاوینگے حسین
جام صحت کا مریضوں کو پلاوینگے حسین
ایک شبیر کو اللہ نے کیا کیا بخشا
رخ یوسف کف موسیٰ دم عیسیٰ بخشا

۱۵

ایک عورت نے یہ بام سے پکارا ناگاہ
اے شہ شیر میں ترے ارمان سے غازی کی
گھر کا گھر ہوگیا خاتون قیامت کا تباہ
وارث آل عبا مر گیا انا للہ
ہم زیارت کو گئے تھے سو یہ محشر دیکھا
لے تری حضرت زینب کو کھلے سر دیکھا

۱۶

بجھ گیا شاہ وہ یہ کہتی ہوئی دوڑی بام
خاک منہ میں ترے کس منہ سے یہ دیتی ہے خبر
کون زینب جسے دیکھ آئی ہو تو ننگے سر
وہ پکاری کہ حسین ابن علی کی خواہر
اک فقط میں تو نہیں دیکھ کے سب آئے ہیں
ریسماں باندھ کے گردن میں عدو لائے ہیں

۵۱۷

جسکا بابا ہے علیؑ شیر خدا وہ زینبؑ
جسکا جد فخر رسولاں ہوا - وہ زینبؑ
جسکا اک بھائی ہے شاہ شہدا وہ زینبؑ
جسکے تھے شبر و شبیر فدا وہ زینبؑ
اور زینبؑ نہیں جانتا یہ بیٹی زہراؑ کی ہے
بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہے

۵۱۸

بخدا حضرت زینبؑ تو انھیں کہتے ہیں ہم
فوج میں اور ہی القاب ہیں زہراؑ کی قسم
کوئی بھائی ہوئی کہتا ہے کوئی کشتۂ غم
کوئی کہتا ہے عزادار شہنشاہ امم
فوج جو چاہتی ہے بغض سے کہہ جاتی ہے
دیکھ کر اہل حرم کو وہ ہنسی جاتی ہے

۵۱۹

یہ جو کہنا تھا کہا شمر نے سن ہو نہ خفا
سب یہ سچ ٹھیک تو دیتی ہے نہیں فرق ذرا
پھر گلہ ہو تو ہوئی شک میں امیر ہے بچا کر بجا
کوئی لوٹے گا پیمبر کی نواسی کو بلا
کھول دیتے تھے علیؑ جب تو تقصیر کے ہاتھ
باندھ سکتا ہے کوئی خواہر شبیرؑ کے ہاتھ

۵۲۰

ان بھائی مری بی بی کا ہے شاہ شہدا
ہے لقب شمر وہ شبیرؑ کا سید ہیں فدا
ہم جسے کہتے تھے عباسؑ کو شمشیر خدا
اور جو زینبؑ سے ہیں بھائی لقب ان کے جدا
نہ لقب ہیں نہ کہیں باعث ہے بڑا ہے چھپنا
کہنے اور سننے میں کچھ فرق بڑا ہے بہنا

۲۱

یاد ہے جب کہ لٹی شاہِ عجم کی سرکار
لوٹنے والے مسلمان تھے تھے کفار
پردہ دارِ حرمِ کسریٰ کی نہ چھینی زنہار
اب یہ اندھیر زمانے میں پڑا کیا اکبار
بنتِ زہرا کی نہ کی رتبہ شناسی ہے ہے
ننگے سر احمدِ مرسل کی نواسی ہے ہے

۲۲

شہربانو بھی جہاں والی تھی آئی تھی نظر
بولی وہ چھوٹ ہیں کہا ایسا کہوں اے مضطر
حال زینب سے ہیں بیحال ہوئی رو رو کر
نہ خبر آئی رہی پوچھیں جو بانو کی خبر
رہ گیا ہائے نہ پردہ جو وطن میں بی بی
اور جیتیاں ہیں تو گرفتارِ رسن ہونگی

۲۳

کہا شیریں نے کہ بس بس ہوا دل کو آرام
وا! کہا پہلوئے زینب میں ہے بانو کا مقام
پھر یہ بی بی ہے کوئی بنتِ علی کی ہمنام
ایسی مشکل کو بھی آسان کرے ربِ انام
جان کی خیر ہو بچھڑا ہوا بھائی مل جائے
نام زینب کے تصدق سے رہائی مل جائے

۲۴

آہ کی طرح روانہ ہوئی پھر وہ ناچار
ہر قدم کہتی تھی یارب ہوں غلط یہ اخبار
پر یہ مقتل میں جو آئی تو یہ دیکھا اک بار
تیغیں کھینچے ہوئے سب پھرتے ہیں ظالم سوار
نوبتیں بجتی ہیں ہر سمت خوشی ہوتی ہے
ایک بندی ہے وہ سر کھولے ہوئے روتی ہے

۲۵

… لشکر ہے کئی کوس کے گرد میں پڑا
اک طرف لوٹ کے اسباب پہ پہرا ہے کھڑا
روک ٹوک اہلِ شہر میں ہے تشدد ہے بڑا
دل اسی حال سے ہے لشکرِ جنگی کا کڑا
کفر و بدعت ہے شریعت ہیں اسلام نہیں
سب تجمل ہے یہ رونق کا کہیں نام نہیں

۲۶

… اور طلائی ہیں علم بوقلموں
اور پھریروں پہ رقم نامِ یزیدِ ملعوں
بوق و نقارہ و قرنا وہاں حد سے فزوں
نیزہ و گرز ہیں آلودہ ہے معصوموں کے خوں
اک علم پیچ میں ہے پنجہ سا خاک پہ ہے
کہکشاں ڈر سے اسے تجمل افلاک پہ ہے

… دھوم ہے اور انجمن آرائی ہے
دور ساغر کا ہے گنبدِ مینائی ہے
کہیں ہمراہ و ہزارہ کی زیبائی ہے
گرم بازاری ہے ذلت و رسوائی ہے
اہلِ لشکر طرب و عیش کا دم بھرتے ہیں
سر کے بل تیغ و نیم تسبیحِ خدا کرتے ہیں

… ہے ہاتھوں میں کئی کفار
گرد ہیں قیدیوں کے ظلم و جفا پر تیار
دم بدم ہے یہی قدغن کہ رہیں ہوشیار
غل نہ کرنا ابھی سوتے ہیں ہمارے سردار
خاک جو بالوں پہ ڈالو گے تو تم جانو گے
منہ سے آواز نکالو گے تو تم جانو گے

۵۲۹

کوئی کہتا ہے بڑے شیر کو مارا میں نے
نہ کیا قتل سے سقے کے کنارا میں نے
ایک کہتا ہے کہ بیعت کی گوارا میں نے
سر ہمشکل نبی تن سے اتارا میں نے
کوئی کہتا ہے عجم اور عرب کو مارا
اس نبی زادے کو کیا مارا کہ سب کو مارا

۵۳۰

یہ سخن قہر کا شبیر نے سنا واں جو حرم
مر گئے ہوش اُڑ گئے اور لگے پیٹنے دم
بے حواسی سے کیا قصد سوئے اہل حرم
چھپی آہستہ بچاتی ہوئی آواز قدم
بیبیاں آ کے شبیر سے بغل ہونے لگیں
بال رخساروں پہ بکھرائے اور رونے لگیں

۵۳۱

یک بیک کانپ کے بانوئے عجم چلائی
کہو لوگو میں کہاں جاؤں وہ شیر بیکسی
بولی خوش ہو کے سکینہ مری قسمت لائی
اب یہ جانا کہ جہاں شاہ امم کی پائی
اسکی خدمت کے صدا ذکر کیا کرتے تھے
بابا گھر جا کے جو شیریں کے کہا کرتے تھے

۵۳۲

سو یقیں ہے کہ شہ دیں نے اسے شاد کیا
کربلا چھوڑ کے شیریں کا گھر آباد کیا
اس کے آنے نے مجھے فکر سے آزاد کیا
بعد مدت مرے بابا نے مجھے یاد کیا
تحفۂ ہدیہ مرے واسطے لائی ہے یہ
قبلہ و کعبہ کی بھیجی ہوئی آئی ہے یہ

۳۴۳

[illegible]

۳۴۴

[illegible]

۳۴۵

[illegible]

۳۴۶

[illegible]

۳۷

یہ بیاں تھا کہ گزر سامنے شمریں کا ہوا
پوچھی سادات کی بو آتی ہے یہاں صبح
کیا ہو نام و نسب مجھ کو بتا دو اپنا
علوی ہو کہ ہو بنی فاطمہ آل طہٰ
یہ میں حیراں ہوں کہ یہ کہاں سادات کہاں
آل یٰسین کہاں اور شکر یزداں کہاں

۳۸

ہائے کچھ پوچھ نہ بچپن میں یتیمی کا حال
کل سے افتادہ تھا یاں آتا ہے ہم کو لال
پھری سپاہیاں آ کے کھینچیں پہ ستیاں
دیکھا کہ پھرے یاں سہو کھٹے بچے بال
صاف سادات کی ہے شان غریبی تم ہیں
کہ یہ زینب کی بہی ہی نام ہے بیبی تم ہیں

۳۹

پاؤں ننگے ہیں سبھی آتی ہوئی نالاں تمام
ڈھونڈتا ہوتا ہے وہاں گھر میں پیتاں کھانا
بولیں بانو کوئی زینب کا نہیں یاں ہمدم
سبھی قیدی سبھی مظلوم سبھی ہیں ناکام
تیر اٹھانا ہے صادق ہے گھر آئے گا
ذبح کر ڈالیگا گر کوئی تو مر آئیگا

۴۰

جان شیریں میں نہ باقی رہی سکتہ یہ بیاں
سب کو جھک جھک کے لگی دیکھنے ہو کر برہم
اور پکاری کہ اس آواز کے شہر پر قرباں
صدقے میں بول رہی ہو مری شہزادی کہا
سخن بانوئے غمگیں کا انداز ہے یہ
نسخہ
یا در سید سجاد کی آواز ہے یہ

نسخہ - حضرت

۱۴۱

پاؤں پہ گر کے کہا سر تو اٹھاؤ بی بی
ہائے کیا ہو گیا یہ جلد سناؤ بی بی
مرے آقا تو سلامت ہیں بتاؤ بی بی
علی اکبر کی ہوں شان دکھاؤ بی بی
لو گنہگار نہ فرماؤ میں قربان گئی
علی اکبر کی چھپیں ماں یہ بچا گئی

۱۴۲

کہا بانو نے کہ کیونکر مجھے آیا باور
ہے غضب ہوئے میں ناموس امام اطہر
لٹ گئی آل نبی کیا چھری وہ در در
مر گیا کیا علی اکبر جو ہوئی تنگ کمر
کیا بلا تھی وہ [illegible]
کیا [illegible] مسلمان [illegible]

۱۴۳

خواب میں فاطمہ نے اسکو مسلمان کیا
پھر عطا شاہ نجف نے اسے ایمان کیا
پاؤں زینب کے قریب بیٹھ کے قرآن کیا
کس نے لوٹا اسے کس نے اسے ویران کیا
طوق و زنجیر گنہگار کو پہناتے ہیں
پا عروس شہ ابرار کو پہناتے ہیں

۱۴۴

مر اکبر پہ پھرا اٹھ اٹھ کے نظارے
اور بھالا کہ اسے جسم نبی کے تارے
حکم کیا ہے مجھے بولو علی اکبر پیارے
کھوئے آپ نے مر کر مرے دل کے سارے
ننگے سر ہوئے میں پیٹنے لگی [illegible] ہیں
واری [illegible] پیاسے کہوں [illegible] ہیں

[illegible]

۴۴۹

گو کہ اُس نے نظر کی جو مقتل کی طرف
دیکھا ہم بیٹھے ہیں سر کے قریب شاہِ نجف
فاطمہؑ کہتی ہیں ہے ہے مرے مظلوم خلف
گود میں لے کے لاش کبھی ہیں مادرِ یوسف
انبیا جتنے ہیں گھیرے ہوئے روتے ہیں
اوصیا سب ہیں پہ قربان فدا ہوتے ہیں

۴۵۰

کس نے انگشتِ شہادت سے اشارہ یہ کیا
السلام اے شہِ مظلوم و غریب الغربا
السلام اے پسرِ فاطمہؑ و شیرِ خدا
السلام اے وطن آوارہ و شاہِ شہدا
ہم ترے حرم کے دربار کے صدقے تیرے
تیری اولاد کے غمخوار کے صدقے تیرے

۴۵۱

ہم ترے آنے کے قربان ابا عبداللہ
واہ کیا جاہ ہے کیا شان ابا عبداللہ
خوب ہم سے ہوئے مہمان ابا عبداللہ
بال زینبؑ کے پریشان ابا عبداللہ
مع گھر مع ناموسِ پیمبرؐ آئے
عین وعدے پہ حضور آپ پہ ہم آئے

۴۵۲

وہ جنت کو سدھارے ہیں بلاؤں کس کو
مر گئے فاقے سے کھانا کھلاؤں کس کو
آپ پیاسے ہوئے شربت میں پلاؤں کس کو
آپ منزل پہ ہیں منبر پہ بٹھاؤں کس کو
دست و پا جوڑنے کا طور بھی بھایا نہیں
ہائے مہمان ترے پاؤں ہیں ہاتھ نہیں

۴۵۳

یہ قول سنتے ہی گیا پاس سلطانِ امم
اور شبیر کی طرف تیر پرتو خون ہوا خم
یہ بیاں تھام کے اٹھے پئے تعظیم حرم
کہا شبیر نے کیا دیکھتی ہے اے پُرغم
زائرِ روضۂ رسولِ الثقلین آتا ہے
ہاتھ پھیلا سر پہ خون حسینؑ آتا ہے

۴۵۴

دوڑی پھیلائے ہوئے دست تمنا زینب
آ گیا قم سے تڑپ کر سرِ پاکِ شہِ دیں
بیٹھی آغوش میں سر لے کے وہ بالائے زمیں
پیچھا ہاتھوں سے ہلا کہا ابھی جیتے ہیں
ہم سے گھر میں جو قدم رنجہ فرمایا
گود میں آئے سر افراز تجھے سر نے کیا

۴۵۵

پھر کے یہ بین کہ بیٹا مرا اب آتا ہے
مر گئے شیرِ خدا احمد و زہرا سب ہے
زینب یہاں ہی سے رونقِ دنیا سب ہے
ہائے ویران ہوا اب تو یہ بطحا سب ہے
آل حیدر کے لئے پانی نہیں قبر نہیں
شہدا کیلئے مرقد نہیں تابوت نہیں

۴۵۶

گود میں آئے ہو تو منہ سے بھی بولو آقا
پانی لاؤں رخِ پُرنور کو دھو لو آقا
شیرِ زہرا کی قسم آنکھوں کو کھولو آقا
ہم سخن خادمۂ خاص سے ہو لو آقا
ہائے تم ذبح ہوئے خون بھی مقتول ہوئی
ہائے آقا نہ ضیافت مری مقبول ہوئی

قطعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قطعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

یارب! غلام ہمہ دم یاد تری ہے
ہر شے سے عیاں قدرت و یکتائی تری ہے
پابستہ سلاسل ادب استغنا
دنیا یہ جو سب کی ہے گدائی تری ہے

رباعی

ناچیز ہوں کامل کا اہل نہیں
پیش نظر کس کی کوئی شان نہیں
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مرثیہ پیر دو عالم

بجز تو یا رب سخن اس پیچیدہ زباں کا
ہر بیت پہ اک قصر طلا باغ جناں کا
ہر لفظ ہے گوہر [illegible] معنی و بیاں کا
ہر مصرعہ [illegible] بلبل ہے [illegible] طوطی زباں کا
[illegible] اس کے سخن کا [illegible]
[illegible] رحمت [illegible]

۴۲

وہ کون رسول عربی جزو کل قبلۂ ایماں
ہر تاج فصیحان عرب آیۂ عرفاں
شہزادہ [illegible] فلک صاحب قرآں
استاد [illegible] بنیان ازل تا بہ ابد [illegible]
[illegible] اشرف [illegible] قرآں کو جانے
قرآں سے پہلے [illegible]

۴۳

جہاں جو کیا عرش معلّٰی پہ ہوا تھا
مشتاق نبی کے لب و لہجہ کا تھا
خالق نے سخن اس کے سے خلق کیا تھا
[illegible] سخن الہام رسولوں [illegible]
الہام کا [illegible] سخن پاک [illegible]
قرآں [illegible]

۴۴

ہم ناز ہے جو فرش پہ وہ عرش بریں پر
اس علم سے احمد کا قدم ہے عرش بریں پر
روشن ہیں علوم [illegible]
حق [illegible] انساں [illegible]
[illegible] آئینہ دل [illegible]
دو نقطوں سے [illegible]

۷۵

سلطان کلام فصحا ہے سخن انکا
قرآن مبین سے نہیں پایہ کم فن انکا
انوار الٰہی کا ہے مشرق بدن انکا
کل وقت الہام ہے یک جزو تن انکا
عاجز فصحا کو کیا تقریر قوی نے
کلمہ جو پڑھایا تو کلام نبوی نے

۷۶

اب طوطی عالم ہے زبان شکر بار
عبداللہ عالم پہ ہے منت کش اظہار
اک فرقہ کا مختار رکھا اک قسم کا اقرار
سردار بنا ربّ سے عاقل وہ ہشیار
پہلی کی خبر تھی نہ اُسے عیش و طرب میں
پیرای جماعت کا وہ قبلہ تھا عرب میں

۷۷

مبعوث رسالت پہ ہوے جب شہ لولاک
اور کفر سے ام قریہ و ام شہر ہوا پاک
گھر سے یہ عرب کے چلا ہو سے کو خاشاک
ایماں کی کشش کا تھا زباں حسن چالاک
پابوس ہوا آکے رسول عربی کا
سنتے ہی کلام اس نے پڑھا کلمہ نبی کا

۷۸

بنت عم صفیہ کی بنے کا تو ہیچ ہیں کیا
عاری دم تقریر فصاحت سے زباں تھی
اب مشق فصاحت کا سبب ہے تو زباں کی
اور وقت نشاں بس تھی غم رواں ہے
امید زباں قطع ہے خوبی بیاں سے
وہ ذائقۂ باں راحت کے جدا تیغ زباں کی

۹

فرمایا دعا بندے کے حق میں یہ خدا سے
فرزند عطا مجھکو کرے فضل و عطا سے
ممتاز ہو وہ تربیت خیر ورا سے
لے درس فصاحت رسول دوسرا سے
پیری میں پڑھوں صاف سبق علم و ہنر کا
طالب ہوں میں عینک کے عوض نور نظر کا

۱۰

آخر کیا عجز صادق نے دعا کا
فرمایا کہ مشکل نہیں کچھ فصحا کا
ہاں ہم میں ہے وہ اک بندہ مقبول خدا کا
اک بات میں حل کرتا ہے مطلب دو سرا کا
جب عرش خدا پر گئے ہم اپنے مکاں سے
کیں حق نے بھی باتیں اسی شیر کی زباں سے

۱۱

جس نے کہا وہ کون کہا حیدر کرار
بازوئے نبی نور خدا کاشف اسرار
پہچان کے بولا کہ پھر اگر وہ ہو دیندار
تحصیل فصاحت پہ ہمیشہ رہا تیار
ہاتھ آئی زباں فصحا دست خدا سے
اور نور نظر پایا پیمبر کی دعا سے

۱۲

شاداں ہوا گھر اُسکا کہ دختر ہوئی پیدا
خورشید لقا سعد خوش اختر ہوئی پیدا
آوازہ یہ تھا قمر کی برابر ہوئی پیدا
وہ خادمہ آل پیمبر ہوئی پیدا
یہ ساحرم سید مظلوم کو دے گی
اک دن یہ ردا زینب و کلثوم کو دے گی

۱۳

یہ مژدہ نبی کو دیا اُس اہلِ وفا نے
روشن کیا گھر کو مرے حضرت کی دعا نے
بیٹی ابھی خادم کو عنایت کی خدا نے
پایا در مطلب در حیدر کے گدا نے
اب ہے یہ گزارش نہ اگر ترک ادب ہو
تو خادمۂ خیرِ نسا اوسکا لقب ہو

۱۴

یہ سنتے ہی گریاں ہوا وہ واقفِ انجام
آنکھوں کے تلے پھرنے لگا واقعۂ شام
پھر بیٹھ گئے دل تھامکے وہ پاک بے آرام
اغلب تھا کہ سجدے میں گرے کہہ کے یہ کلام
پر شوہرِ خاتونِ قیامت نے سنبھالا
ہاتھوں پہ نبوت کو امامت نے سنبھالا

۱۵

یہ دیکھ کے سکتہ ہوا اعمام کے پسر کو
حضرت نے کہا تھام کے ہاتھوں سے جگر کو
روتے ہو جو تم آئے ولادت کی خبر کو
کیا اس سے تم زہرا کے سمجھے ہو گہر کو
یہ خادمۂ عترتِ اطہار نہیں ہے
اس طرح کی بیٹی مجھے درکار نہیں ہے

۱۶

طالع سے بد و نیک کے خوب آپ ہیں محرم
زہرا کی محبت جو تمہیں ہے شہِ عالم
جو ملتے ہیں اُن سے رنج کریں دل سے ابھی ہم
پیش اسکی ولادت کا نہ تحفہ گیا ماتم
فرماؤ تو ہادر نہ اُسے شیر پلائے
بندہ ابھی آب دمِ شمشیر پلائے

۲۱۷

ان باتوں پہ انگشت بدنداں ہوئے مُلّا
بیٹھیں ستاروں میں ہم نور ہوا پیدا
ارشاد کیا فضل خدا کا ہے نہ گھبرا
تو عاشق حیدرؑ ہے وہ ہے عاشق زہراؑ
اک قوم وہ ہوگی کہ مرا نام نہ لیگی
شبیرؑ کا سر ہدیہ میں پیمبر کو دیگی

۲۱۸

وہ بولا دعا مانگو یہ وقت قضا ہے
ہم لوگ ہیں قربان حسینؑ ابن علیؑ پہ
یہ کہتا تھا جو شاہ [illegible] وہاں آکے
فرمایا کہ ہم چاہیں ٹلا ہونی کی قضا ہے
بیٹوں پہ پدر کے گلا کٹیوں پہ جھکے
ہم ہونگے فدا حکم سے اللہ احد کے

۲۱۹

پیاسے ہیں جو ہم ان کے ہیں تو وہ بھی ہیں پیاسے
یہ رو کے کہا یہ پدر و جد کے ہمارے
پیاسا تھا جو اُس نے کہا صدقے میں بچے
یہ سب ہیں قیامت کی شفاعت کے اثاثے
ہم کار برادری کو ہماری کئے پیدا
ہم تعزیہ داری کو تمہاری کئے پیدا

۲۲۰

پہنچا کے در فاطمہؑ پہ آیا وہ غمناک
آواز دی فضہؑ کو کہ لے سرمۂ پاک
پیدا ہوئی ہے تازہ [illegible] شہ لولاک
دیکھا مجھے نقش قدم فاطمہؑ کی خاک
خاک آپ ہی کے در کی مری نور نظر ہے
سُرمہ بھی اسی خاک کا منظور نظر ہے

۹۲۱

اک مشت اُسے فضہ نے اکسیر عطا کی
گھر لے گیا اک بار وہ دولت دوسرا کی
تھی خاک میں طلعت قدم خیر نسا کی
مٹی میں تجلی ید بیضائے سوا کی
مکہ کا یہ سرمہ تھا نہ یہ طور کا سرمہ
تھی خاک در نور خدا نور کا سرمہ

۹۲۲

اس خاک کا سرمہ جو دیا آنکھوں میں گہرا
ہر چشم میں اک نور کا چشمہ گیا لہرا
تھا خاک میں نور قدم فاطمہ زہرا
پارا ہوا کاجل نہ کسی آنکھ میں ٹھہرا
سب نے کہا آنکھوں میں جو یہ خاک لگے گی
کی نظر اسکو تہِ افلاک لگے گی

۹۲۳

حق کی نگہ مہر سے سرمہ جو یہ پایا
مادر نے وضو کر کے سدا دودھ پلایا
تقدیر نے گہوارۂ عفت میں جھلایا
ٹوپی کی جگہ سر پہ ید اللہ کا سایا
ٹھنڈا تھا جگر گود تو انا کی پڑی تھی
حیدر کی ولا اسکی گھٹی میں پڑی تھی

۹۲۴

بچے نے ہوش سنبھالا جو عنایات خدا سے
اک روز کہا باپ نے اُس ماہ لقا سے
کیوں بیٹی تو واقف ہے رسولِ دوسرا سے
وہ بولی میں پیدا ہوئی ہوں جنکی دعا سے
اُس نے کہا شاباش تری عقل رسا سے
اب مجھ پہ کھلا خادمۂ خیر نسا ہے

۲۵

کہہ حب وطن ہے کہ میت کی ہے الفت
یہ قبر ہے وہ شہر ہے یہ گھر ہے وہ جنت
یاں ماں ہے وہاں حضرت خاتونؑ قیامت
یاں رشک پدر واں شہ مرداںؑ کی زیارت
یاں نقص فصاحت ہے وہاں حق کا بیاں ہے
رہنا تجھے منظور یہاں ہے کہ وہاں ہے

۲۶

وہ بولی ہیں راغب کبھی باطل پہ نہ ہونگی
اماں نہ برا مانیو جو حق ہے وہ کہوں گی
محروم اگر دین کی فرقت نہ سہوں گی
کہلاتی ہوں جن کی اب انہیں پاس ہونگی
سب لونڈیاں ہیں بیبیوں کے پاس جہاں میں
پہنچا دو مجھے حضرت خاتونؑ جناں میں

۲۷

ماں نے کہا ہیں کون وہ مالک ہیں تمہاری
رخصت کیا بسم اللہ ابھی جاؤ میں واری
پہنا دیا پھر خلعت و زیور اسے بھاری
یثرب کو چلی باپ کے ہمراہ وہ پیاری
وارد ہوئی عزت سے وہ زینبؑ کے وطن میں
گھر اُس کے جو زینبؑ گئی بازو تھے رسن میں

۲۸

حاضر جو ہوئی پیش نظر سند خوش ایماں
ماتھے پہ ملی خاک در پاک کی افشاں
حضرت نے کیا مورد الطاف فراواں
آنے کا سبب جان گئے سید ذیشاں
معصومہ کے گھر بھیجے آغوش کرم میں
اس بچے کے ہمراہ گئی سند حرم میں

۴۲۹

[illegible]
[illegible]
[illegible] اقبال [illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۰

[illegible]
[illegible]
[illegible] اقبال [illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۳

تا پند زباں سے تو شہا حق بیں ہو نام
دل الفت زہرا میں بنا مخزن الہام
بلا اک شرف خاص سے تھی وہ ابھی ناکام
سو دیدہ حق بیں سے کیا اکسیر انجام
رہبر نگہ پاک ہوئی چشم ادب کی
دکھلائی تجلی شہ مظلوم لقب کی

۳۴۴

بچپن ہی میں ہند سلیمان زمن کی
کہلائی وہ بلبل شہ مرداں کے چمن کی
پروانہ تہ دل و جاں کی رہی لگن کی
پروانہ ہوئی شمع رخ جلوہ فگن کی
یوں چشم تھی اس قبلہ امید کی جانب
جیسے گل خورشید ہو خورشید کی جانب

۳۴۵

جاتا تھا جو گھر سے وہ دل فاطمہ کا چین
پیش قدم جھاڑ کے رکھتی تھی نعلین
آتے تھے جو خنداں وہ اگر صحن سے حسنین
گرد ان کے پھرتی تھی بصد زینت بصد زین
سجادہ تو تھا صاحب تطہیر کی خاطر
آنکھوں کو بچھاتی تھی یہ شبیر کی خاطر

۳۴۶

ہر آیہ جو روشن ہوئی یہ شمع محبت
پھر سند کو گدی میں بٹھانے لگیں حضرت
پوچھا جو کسی نے سبب شفقت و عزت
فرمایا اسے سمجھو مرے شبیر سے الفت
یہ بابا کی امت سے بلا کا ہے وفادار
سمجھو مرے بچوں کا محب اس کو فداوار

۵۳۴

القصہ کہ عبداللہ عامر کی رضا سے
احکام پیمبر سے اور الہام خدا سے
تفویض حسینؑ اسکو کیا لطف و عطا سے
پیوند کا سر رشتہ ہوا آلِ عبا سے
بھائی پہ فدا ہند کو جو پاتی تھی زینبؑ
ہر بات پہ خلعت اُسے پہناتی تھی زینبؑ

۵۳۵

ناگاہ چھپا خاک میں خورشیدِ نبوت
پھر حشر ہوا گھر میں گئی خاتونِ قیامت
خط کوفے سے آیا کہ علیؑ کی ہوئی رحلت
مسجد میں گرا کعبۂ پُر نور امامت
گھر بیٹھے پُرسے کیلئے اہلِ وطن آئے
بن باپ کے کوفے سے حسینؑ اور حسنؑ آئے

۵۳۶

فارغ جو ہوئے سوگ سے شہ قلعہ شکن کے
تھا رابطہ دوستی ہند کا سلطانِ زمن سے
حضرت نے کیا مشورہ خلوت میں حسنؑ سے
شبیرؑ نے رضا عقد کی دی وجہ حسن سے
ہند آئی جو یاں عقدِ شہ جن و بشر میں
پہنچی صفِ ماتم پسرِ ہند عہ کی گھر میں

۵۳۷

تا شام جو مانند قمر ہند تھی مشہور
تھا دہر بیاں میں اسکے پدر حاکم مغرور
بیٹی کی خوشی تھی پسرِ ہند کو منظور
طالب تھا وہ ناری کہ بیاہی یہ بت نور
قلب و لد القلب میں اس چاند کا گھر تھا
یہ عقد ہوا نحس کہ عقرب میں قمر تھا

عہ یعنے معاویہ ۱۲

۱۳۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۴۸

یہ بندۂ معبود ہے وہ بندۂ زر ہے
وہ نحس ہے یہ نیک وہ قہر ہے یہ قرب ہے
وہ ناصر کفر کا یہ دین کا سر ہے
یہ طور کا شعلہ وہ جہنم کا شرر ہے
یہ نہر ہے وہ شور یہ نیکی وہ بدی ہے
وہ بت ہے بلاشک یہ خلیل احدی ہے

۵۴۷

وہ تخت نشیں دوزخ اسفل کا مکیں ہے
یہ گوشہ نشیں مہر نبوت کا نگیں ہے
وہ غول ہے یہ خضر ہے وہ شک یہ یقیں ہے
وہ سنگ زمیں یہ گہر عرش بریں ہے
زنار ہے وہ گردن ارباب خطا کا
اے عقل علی سبحہ ہے خاک شفا کا

۵۴۶

وہ عار ہے یہ فخر ہے وہ ننگ یہ نام
شیطاں کا وہ وسواس یہ حق کا الہام
وہ درد ہے یہ تسکین وہ ایذا ہے یہ آرام
وہ دیر ہے یہ کعبہ ہے وہ کفر یہ اسلام
وہ جہل میں بوجہل یہ دانش میں نبی ہے
وہ گنج میں قاروں یہ بخشش میں سخی ہے

۵۴۵

فریاد کی اس نے کہ ڈرو قہر خدا سے
توبہ کرو توبہ کرو فاسق کی ثنا سے
یہ بندہ مرا ہے جو ہے آل عبا سے
رشتہ ہے محبت کا امام دوسرا سے
بیگانہ نہیں کرتا یہ اور بحث ہے
وہ ہند کا ہوتا ہے یہ زہرا کا خلف ہے

۱۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۳

لشکر نے کیا گرد سے اُس کے کنارا
آخر کہا اتنی تو مجھے فرصت دو خدارا
دیکھ آؤں قدم حضرت زینب کو دوبارا
چلائے عدو یہ بھی نہیں ہم کو گوارا
امید سے مڑ کر نجف پاک کو دیکھا
یثرب کی طرف دیکھ کے افلاک کو دیکھا

۵۵۴

سب جا کے اُتارا اُسے پیر سے کہ در میں
کبھی بیٹھ گئے سیم آہوں کے گھر میں
داخل کیا ناری سے بہشتی کو ثر میں
پہونچی یہ خبر گوش شمس و قمر میں
کانپا جگر اس ظلم سے یوں شاہ ہدا کا
چرخ و زمیں ہل گئی اور عرش خدا کا

۵۵۵

مظلوم نے بھائی سے کہا کیا کروں بھائی
بھائی نے کہا ہم کو ملی حق کی گوائی
پھر جا کے پیچھے سے یہ آواز سنائی
اے اہل حقارت مری امت کو بنائی
تم نے جسے سمجھا تھا مجھے دست کرم سے
ظالم نے اُسے چھین لیا دست ستم سے

۵۵۶

آئی یہ ندا صابر و شاکر ہو تو واری
کیا کیا ابھی بیداد کریں گے یہ ناری
سر کاٹ کے بیٹوں کو پھر لائیں گے عماری
باندھیں گے گھر بھی یہ پیرہن بیماری
دنیا سے اٹھا چین عقدر کا ہالے
سمجھا یہ تھا اک دن میں نشاں گھر کا ہے

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

۱۶۱

یہ ظلم اور ابنِ شہِ لولاک کے اوپر
پھر کاٹا ہے نمک زخمِ دلِ چاک کے اوپر
لرزاں ہے حکومت سے جو افلاک کے اوپر
یہ آج ترے سر پہ ہے کل خاک کے اوپر
عبرت سے نظر کر یہ مکاں ہے جو مکیں ہیں
تجھ سے جو زبردست تھے وہ زیرِ زمیں ہیں

۱۶۲

جمشید عدو دنی حق جام پہ بھولا
تو صبحِ قیامت عمل شام پہ بھولا
دو دن کے عذابوں کو اس آرام پہ بھولا
انجام کو دنیا کے سرانجام پہ بھولا
یکساں نہیں رکھتا ہے فلک دور کسی کا
اب آج ترا حکم ہے کل اور کسی کا

۱۶۳

یاں تم ہو تو شاں ہیں کہ عبرت کی جا ہے
ہیں ذکر کہ کون غنی کون گدا ہے
گو قبر یہی سب پہ عیاں حال اُنھوں کا ہے
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار بجا ہے
جو مر گئے مٹی ہیں جو زندہ ہیں مریں گے
تجھ کو بھی یوں ہی بعد ترے یاد کریں گے

صحہ ۔ لکھا

۱۶۴

پھر تم نہ لگا دینا سے آئینہ پہ ظالم
کل سنگِ لحد ہووے گا ترے سینہ پہ ظالم
قارون کی طرح پھول نہ گنجینہ پہ ظالم
خنداں ہے لبِ گور ترے جینے پہ ظالم
یاں عمر ترا مرجوں کا وقت ہے گا
کل تختِ رواں تختۂ تابوت بنے گا

۵۶۵

تو خوش ہے کہ ذلت ہوئی آلِ علی کی
پر صبر سے عزت ہوئی خالق کے ولی کی
کیا تجھ کو ملا تو نے جو ناحق یہ جفا کی
ہاں نارِ جہنم تجھے مالک نے عطا کی
پیاری درگاہِ خدا سے ازلی ہے
در پیش نہ ہو تو دیا رکابِ ابنِ علی ہے

۵۶۶

پھر لعنتی یہ خط کی یہ کیا ہند کو تحریر
اے ہند یہ منظور ہو تو نا دیں تو دیگر
تدبیر ملاقات میں ہم گرم ہے تقدیر
کہنے لگے آج آتا ہے ترے شہر میں شبیر
واں دیکھو تو آلِ محمد کی حشم کو
اس شان سے دیکھا ہے نہ زینب کے حرم کو

۵۶۷

پہونچا یہ جو شمر پہ غمِ جن و بشر کا
عالم نے کیا ہند سے عقد اپنے پسر کا
ایک ایک پہ قدغن کیا تب کی خبر کا
ہاں نام نہ لے اب کوئی پیغمبر کے گھر کا
پر ہند کو تھا یاد وہ اک حرف یقیں کا
کلمے کی طرح ورد تھا نام اُس شہِ دیں کا

۵۶۸

اُس شخص کے پڑھتے ہی ہوئی ہند کو حیرت
جی میں کہا کس شان سے یاں آئیں گے حضرت
چنداں نہ ملازم ہیں نہ لشکر ہے نہ حشمت
ہاں قبضۂ قدرت میں ہے اللہ کی قدرت
لکھا ہے کہ آویں گے اسی شوکت و شان سے
یاں بیان نہ تھا لطف بندھی کی زباں سے

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳

ہر رنگ در و بام ہوئے روم سے تا شام
پھر شام کا عالم ہے جھلا شفق شام
کہتا ہے کہ اس وقت یہاں پہنچ کے پیغام
بجا ہے یہ مشغول عبادت بھی پیغام
یا نگاہ سے عالم کے گلوں [illegible] نظر آیا
بس جو بیٹھے بھی وہ پھر ہوں نظر آیا

۴۴

چھوٹی و زردی میں نازاں کی صورت کی
بس صبح پڑھی اور نگاہوں پر جم کی
پھر ماہ اٹھا کے [illegible] لا دو عالی
یا [illegible] میں گری باراں ہوئی
[illegible] دوزخ میں [illegible] نظر آئی
پھر اس پہ پڑھی عمر کے سر پیچ اڑا دی

۴۵

رخ کے کئے آج ہی عالم کو بلایا
کیا جو شفق اس کو لباس اپنا دکھایا
ہم دن کو قطرہ اٹھا کے بٹھایا
ظاہر کہا ہم [illegible] دو [illegible] آیا
حق جا تا رہا جانا [illegible] ہے
[illegible] رہتا ہے ابھی [illegible] فلک سے

۴۶

کیا ہوں کہیں ہے ترے پیچھے کی [illegible]
کہہ صاف کہ منظور ہے کس کو کی صفائی
ہم تب سے کوئی تازہ [illegible] نہیں ہے
ہم اک کی نشانی تو نہیں تیری نشانی
اس [illegible] میں [illegible] ہوا جاتی
[illegible] کس سے نہ [illegible] لگا ہی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۸۱

نعرہ کیا اُس نے کہ بڑھا ہے تو فنا دی
کیا اتہام اُترتے ہیں لونڈی وہ تو زادی
ہاں طعن ہے یہ اُنکے لیے ہوئی شادی
ہیں عاصی و خاطی ہوں وہ کون ہیں ہادی
حق نے کیا امت میں رسول عربی کی
ہم سب کلمہ گو ہیں وہ بیٹی ہیں نبی کی

۵۸۲

مجھکو نہیں باتوں سے تری آہ و وسواس
جا دور ہو ظالم مجھے زہرا کا نہیں پاس
بھیجوں کسے یثرب کو نہیں کوئی مرے پاس
شبیر کی ہو خیر خدا رکھے مری آس
بیکا ہوا بال اُنکا تو میں بھی نہ جیوں گی
یاں بیٹھ کے کیسا کہ کہ پانی پیوں گی

۵۸۳

بے تیغ تو ان باتوں سے وہ اور پکارا
ہم نے نہیں مارا تو شبیر کو مارا
کس کا ہمیں ڈر کیا کوئی حاکم ہے ہمارا
منہ پھیر کے وہ بولی کہ خاموش خدارا
دنیا کے لئے آل عبا کو بھی تو بھولا
بندوں کو تو بھولا تھا خدا کو بھی تو بھولا

۵۸۴

کہہ کے یہ سخن اوٹھ گیا وہ ہو کے پشیماں
اُس دن سے غشی تھی کہ ام ہو فتنی یہاں
اک صبح اٹھی خواب سے حیران پریشاں
واحسرت و دردا کہا اور پھاڑا گریباں
گھبرا کے خواصوں نے کہا خیر ہے بی بی
حال آپکا اس وقت بہت غیر ہے بی بی

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

۸۹

تھا پشت پہ سب لوٹ کا اسباب برابر
پیچھوں میں بچھی چادریں صندوقوں پر
یاں تو سن اکبر وہاں گہوارۂ اصغر
اونٹوں پہ حرم نیزوں پہ ذی کون کے سر
غل تھا وہ اثاثہ ہے حسین ابن علی کا
یہ بیٹیوں کے سر ہیں یہ کنبہ ہے نبی کا

سحر۔ بوسیدہ ردائیں کہیں لوٹا ہوا بستر

۹۰

اس واقعے سے شہر میں تھی شور بکا کی
بولے کہ نبی زادیاں محتاج ردا کی
تو یہ کلمہ گویوں نے یہ انتہا جفا کی
گویا کہ یہ عترت نہیں محبوب خدا کی
نے حلم و مروت نہ حیا ہے نہ ادب ہے
بے پردہ کیا پردہ نشینوں کو غضب ہے

۹۱

نزدیک رہا جبکہ در حاکم گمراہ
باندھے گئے رسّی سے غزالان حرم آہ
موجود تھی اک خادمۂ ہند سر راہ
دوڑی وہ خبر سنتے ہی کیا ہند کو آگاہ
دیکھو چلے ہر کوچہ و بازار میں قیدی
کوٹھے پہ چلو آتے ہیں دربار میں قیدی

۹۲

کوٹھے پہ تو وہ چڑھ نہ سکی حال تھا تغییر
آپ ہی چلی جانب در شہ دلگیر
ساتھ آئے کہ ہوئی حاکم خونخوار کی شمشیر
پہنے ہوئے بھائی کی طرح خلعت توقیر
تھا مقنع زر خواہر بے پیر کے سر پر
کپڑا تھا نہ شبیر کی ہمشیر کے سر پر

۹۳

دو کریاں سے آئیں ہیں زینب وہاں فغاں
اور پردہ در باندھ دیا پچھوڑ کے چلیں
دربار کا سب حال ہوا ہند پہ روشن
اک بی بی نظر آئی چھپائے ہوئے گردن
چلائی کہ فریاد رسول عربی کی
یہ تو مری پیاری نواسی ہے نبی کی

۹۴

گھبرا گئی حاکم کی بہن اُس کے سخن پر
ہاتھ اپنا رکھا ہند نے خوش ایماں کے دہن پر
بولی تم اچھائی ہے تم تہمت ہے چلن پر
وہ ظلم کریگا یہ بھلا شہ کی بہن پر
شک ہے یہ تجھے خواہر شبیر نہ ہوگی
ایسی تو مرے بھائی سے تقصیر نہ ہوگی

۹۵

فہمیدہ ہو تم خود ہی نہیں سمجھانے کے قابل
یہ بات نہیں آپ کے فرمانے کے قابل
زینب ہے بھلا محکمہ میں آنے کے قابل
رہی جگر فاطمہ کے شانے کے قابل
مرنا ہے یہ ہمشیر امام مدنی ہے
ہاں ہے یہ نہ کہو بے ادبی بد شگنی ہے

۹۶

اتنے میں کھلا تخت پہ واں طشت طلائی
ہر سو سر شبیر نے کی جلوہ نمائی
یاں ہند کو چلمن سے تجلی نظر آئی
پھر چوب شقی نے جو لب شہ پہ لگائی
کرسی سے گری ہند اُدھر منہ کو پھرا کر
سر پیٹتی باہر گئی چادر کو گرا کر

۴۹۷
کرتے ہی ادا کانپ گیا حاکمِ مغرور
پھر شہ سے یہ نکلی وہ صدا جا سے پیہم
درباریوں کو حکم دیا تخت سے اٹھ کر
ہاں ڈھانپ لو دو بالوں سے یہ ہم پیکار
رسوا ہوا اقلیم میں اب نام ہمارا
ناموس نکل آیا سرِ عام ہمارا

۴۹۸
بانوئے حزیں سہم کے عابد کو پکاری
منہ پیٹ لو ہم بھی یہاں ہستی ہو واری
زینب پہ عجب غم کا غصہ ہوا طاری
چلائی اب انصاف تری ماں پہ ہے بھاری
بنتِ شہِ مرداں ہوں نہ شمر سے ڈروں گی
اس وقت تو قاتل تجھے مجبور کروں گی

۴۹۹
ہم ہند سے آئے نہیں یہ کیا حال نبی کا
پھر مجھ کو نہیں پاس ادب دین کسی کا
لا دو میاں بیں اندر وہ رسولِ عربی کا
عاشور سے انبوہ ہیں کنبہ ہے نبی کا
اغلب ہے کہ ہم ہند سے آئے تو درباریں
ہم مارے ہیں ہے شام کے بازاریں آئے

۵۰۰
پہچانے دلی ہند سے اتنا تو ہے معلوم
ہم کھاتے تھے بانو کے ترے پاس ہیں پیہم
محتاج ہوا چھوٹی ہوئی جس کو گئیں دور
اب اس مری جنت میں نہیں اور نہ کوئی چادر
چلاتا ہے تو ہند کی صورت کو نہ دیکھو
فرماتے ہیں حیدر مری عترت کو نہ دیکھو

۱۰۱

قزاق کی گلی میں گیا وہ ظالم ستمگار
ڈھال اس کے ہاتھ میں تھی اِدھر اُدھر کھنچی تلوار
مرقد کا ہاتھ پشت میں اور تیغ آبدار
یک دفعہ ہوئی سامنے سے شمر نمودار
زینب نے سنا آیا سر شاہ زمن کا
شدت آگئی ہے چھپا کہیں بھیا و بہن کا

۱۰۲

خلعت جو پہنے کوئی چھپاؤں میں بھائی
پھر منہ کو دیکھا نہیں ہم شہ نے بھی بھائی
بچا اس سے کس طرح سے پھر روئی بھائی
ہم دو کو زمیں شق ہو سماؤں میں بھائی
یوں دیکھیں کوئی اس طرح کا نہیں پڑتا
ہم مر گئے زینب پہ فلک گر نہیں پڑتا

۱۰۳

یہ ذکر تھا کہ سپاہ قریب آ گئی ناگاہ
دیکھا کبھی زینب کو کبھی سوئے شاہ
بھائی نے تڑپ کے یہ پکارا دل آگاہ
یہ ہنسی پر اللہ ہے وہ ابن ید اللہ
مرنا ہے یہ صاحب معراج کا کنبہ
پیاسا ہے یہ کسی بیکس و محتاج کا کنبہ

۱۰۴

پھر دوڑ کے ہاتھوں کو بہن کے وہ تھام لیا
کیوں لے کے شقی قزاق ادھر ہم سب نے سنبھال
دینی کی کوئی پاس ہم کو پوچھی کی کچھ حال
ہر دم کہا زینب نے کہ اے صاحب اقبال
شبیر کہاں ٹکڑوں کا ہم آیا ہیں
آیا ہیں ٹکڑوں سے قیموں سے سوا ہیں

ص ۱۰۵

زینب پہ ظلم و قسوتے کی سر کو اٹھا کے
زینب نے اُسے منع کیا آنکھ دکھا کے
خود ہند نے فرمائے گی سر کو جھکا کے
محتاج ہوئے شہ کی سادات ہدا کے
کچھ خوف ہے بی بی تجھے نام خدا کا
شاہد ہے خدا کہ یہ ہے شاہ شہدا کا

ص ۱۰۶

حیرت سے وہ بھالی کہ شاہ شہدا کون
پیغام سُنا آج تم کرب و بلا کون
پھر سوچ کے پوچھا کہ یہ ہے فاطمہ کا کون
میں واری گئی آپ کی ہیں حضرت کون
بچی کوئی زہرا کی ہے ایسی کہ بہو ہے
بالکل کسی بی بی ہیں مری بی بی کی بہو سا

ص ۱۰۷

صاحب بھی ہوش اتنا ہے تجھ کو ہمارا
بھولا ہوں نہ زینب کو نہیں ہم نے بسارا
پہچانتی ہوں دختر حیدر کی صدا کو
رکھ سکتا ہے پردے میں کوئی نور خدا کو
لونڈی ہے او نمک خوار اہلبیت کی
صورت یہ انھیں کی ہے یہ گفتار اہلبیت کی

ص ۱۰۸

ہاں کام آنا مجھے کیا بھول گیا ہے
فرش اٹھا بچھانا مجھے کیا بھول گیا ہے
رومال ہلانا مجھے کیا بھول گیا ہے
نعلین اٹھانا مجھے کیا بھول گیا ہے
زہرا کی طرح خاص کنیز ازلی ہوں
سو میں کہوں لاکھوں میں ہیں بیٹی علی کی

نسخہ: تسلیم کو جانا مجھے کیا بھول گیا ہے ۱۲

۱۰۹

زینبؑ نے فغاں کی کہ یہ اصرار غضب ہے
تو بیبی زینبؑ کا لحاظ اور ادب ہے
سیدانی کے لائق یہ قلق ہے یہ تعجب ہے
زینبؑ اگر آئے یہاں یہ قدرت رب ہے
کیا اس کے وہ قابل ہے کہ دربار میں آئے
سر کھولے ہوئے شام کے بازار میں آئے

۱۱۰

زینبؑ ہے وہ زینبؑ کہ تو ہی جس کی نگہدار
زینبؑ ہے وہ زینبؑ کہ بڑی جس کی ہے سرکار
اکبرؑ سا پسر قاسمؑ و عباسؑ جلودار
زینبؑ وہ ہے جو مسند زہراؑ کی ہے مختار
ہیں پیاروں ہوئی کا یہ کہنے لگی زینبؑ
یہ کہتے ہی منہ پھیر کے رونے لگی زینبؑ

نسخہ۔ یہ کہہ کے تو بولا گیا رونے لگی زینبؑ ۱۳

۱۱۱

اُس دم سر شہ طشت میں تڑپا کئی باری
آنکھوں سے لہو منہ سے یہ کلمہ ہوا جاری
لے ہند یہی خواہر بیکس ہے ہماری
بڑھ کر وہ پکاری ہیں اس آہ و زاری
ہے ہے پسر فاطمہ زہراؑ کا یہ سر ہے
لونڈی کو نہ تھا علم کہ آقا کا یہ سر ہے

۱۱۲

حیران تھی یہ کون شہ کرب و بلا ہے
اب سمجھی لقب یہ مری سیدہ کو ملا ہے
ہے ہے مرے مولا تو ہی شاہ شہدا ہے
زینبؑ جو فدا ہے تو ہی سر پہ ردا ہے
آداب بہم نہ کیا ہائے شقی نے
اس طشت کے خاطر تجھے پالا تھا بھائی نے

۱۱۳

یعقوبؑ ترے صبر و شکیبائی کے صدقے
یوسفؑ تری زیبائی و رعنائی کے صدقے
عیسیٰؑ مرے عیسیٰ کی مسیحائی کے صدقے
یحییٰؑ تری مظلومی و تنہائی کے صدقے
یونسؑ تری اعجاز نمائی کے تصدق
کونین تری وعدہ وفائی کے تصدق

۱۱۴

حضرت مرے گر قتل کے میدان سے آئے
سر سنگِ حرم کوفہ کے زندان سے آئے
کیا تھا جو کچھ ویسے ہی سامان سے آئے
اے صادق الاقرار بڑی شان سے آئے
یثرب میں چڑھے دوشِ رسولِ دو جہاں پر
اس شہر کے کوچوں میں پھرے نوکِ سناں پر

۱۱۵

آقا کو لشکر کہاں چھوڑ کے آئے
قاسمؑ کو نہ لائے علی اکبرؑ کو نہ لائے
عباسؑ کے رخسار منور نہ دکھائے
اصغرؑ نہیں دنیا کے کئے جی سے بھلائے
آواز یہ دی ہم نے کہ تنہا نہیں ہم ہیں
سب پیاروں کے سر نیزوں کی نوکوں پہ علم ہیں

تمت

رباعی

مہدیؑ کو امام حق نما کہتے ہیں
چھپتا نہیں حق لوگ بجا کہتے ہیں
غیبت میں ہے یوں صدق امامت جیسے
بے دیکھے خدا کو سب خدا کہتے ہیں

رباعی

اربع کتب خالق غفار آئے
چودہ کے گواہ ترتیب سے چار آئے
تا اہل عدد چاردہ معصوم تمام
احمد کے سات آئے دوبار آکر

رباعی

کیوں جب یداللہ میں نہ قیوم ملے
چودہ طبق اس نام کے محکوم ملے
دس پانچ ہیں اور وال یداللہ کے چار
اللہ کے ساتھ چودہ معصوم ملے

رباعی

احسان ہیں چاردہ کے انس و جن پر
واجب ہے ولا ان کی ہر اک مومن پر
ہیں اول و آخر دو محمد ان میں
ختم ان پہ نبوت ہے امامت ان پر

رباعی

اعجاز امام انس و جن روشن ہے
ہر دم ہیں جو اس پہ حال سن روشن ہے
مہدی ہیں نہاں نور ہدایت ہے عیاں
خورشید تو بدلی میں ہے دن روشن ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹

اول تو پنجتن ہیں سردار انبیا
محبوب حق شفیع امم شاہ اتقیا
اور بعد ان کے شیر خدا شاہ اولیا
پھر فاطمہ حسین و حسن نور کبریا
محبوب ذوالجلال پیمبر ہمارے ہیں
یہ چار تن خدا و پیمبر کے پیارے ہیں

۱۰

اب نظم میں حدیث کا ہے ترجمہ شروع
مسجد میں آفتاب نبوت کا تھا طلوع
رخ سوئے اہل بزم تو دل سوئے حق رجوع
ناگہ نبی نے سجدے کیے با صد خشوع
سر پیچ بار خم شہ لولاک نے کیا
گویا کہ سجدہ پنجتن پاک نے کیا

۱۱

سب نے طلب یہ گوہر راز نہاں کیا
یوں لعل لب رسول نے گوہر فشاں کیا
جبریل وحی لائے مجھے شادماں کیا
حق نے ادا جب علی آسماں کیا
پیغمبرو نہ رکھتا ان پنجتن کو میں
تو آسماں بناتا نہیں نہ زمین کو

۱۲

اول اسی لیے یہ ایک میں نے قسم کیا
پھر اوڑھے اوڑھ کے ہم وہ پیمبر بتا دیا
اب آپ سے خطاب یہ کرتا ہے کبریا
زہرا سے بھی جب یہ پیام لے فرما دیا
رشتے سے آپ ہی کے شفیع جہاں ہوئی
والد کی عز ہے سب کی یہ جان ہوئی

۱۳

گرچہ وہی سجدہ ثانی کیا ادا
سر کاٹتا تھا شمر کہ پھر ہوئی پروا کی صدا
روح الامیں پکار کے کر دی الکلا
یہ آپ کے حسینؑ پہ بھی ہے شیفتہ خدا
خصلت حسنؑ کی نیک ہے حق نے کرم کیا
وجہ حسن سے حسین نے سر سجدہ ختم کیا

۱۴

لیکن اُدھر تو آپ کے جانِ حبیب تھی
اور یاں بھی آ کے سر بہ روح الامیں ہوئی
نازل حسینؑ کیلئے وحی بھی ہوئی
مظلوم پر عطائے جہاں آفریں ہوئی
نام حسینؑ پہ کیسے جو ہم وارثِ روح تھے
روح الامیں کی آنکھوں سے آنسو رہتے

۱۵

آخر کہا کہ جان پدر تو حسینؑ کو
رکھتا ہے دوست خالقِ اکبر حسینؑ کو
مظلومیت میں فوق ہے سب پر حسینؑ کو
دو گز کفن نہ ہوگا میسر حسینؑ کو
یہ فخر حیدرؑ و نبیؐ و فاطمہؑ ہوا
اس پر خدا کے پیار کا بھی خاتمہ ہوا

۱۶

سجدہ میں جو تھی بار میں تھا اپنا سر جھکا
ناگاہ جبرئیلؑ بھی پاؤں پکڑ کے آئے
خوش ہو کے میں نے پوچھا کہ اب کیا ہوا
بولے کہا ہے جس نے پڑھا چار تن پیارے
جو انکو دوست رکھتے ہیں ہم دوست ہیں
جو دشمنوں کے دوست ہیں ہم دشمن ہیں

۱۷

دو شیعو! یہ تمھارے تفاخر کا ہے مقام
تم عزت پنجتن کی ولا سے ہو صبح و شام
صوم و صلوٰۃ ان کی محبت ہے والسلام
ہے اس ولا کے بیچ ہی علم و عمل تمام
احباب بوتراب جدا خاک سے ہوئے
پیدا یہ نور پنجتن پاک سے ہوئے

۱۸

عرش بریں سے آل عبا کو اتارے ہیں
آل عبا کے شیعہ زمیں کے ستارے ہیں
آقا خدا کے دوست یہ آقا کے پیارے ہیں
فردوس کے قریب سقر سے کنارے ہیں
سب پنجتنیوں کو نہ کیوں افتخار ہو
سچ ہے کہ دوستوں کا خدا دوستدار ہو

۱۹

صد شکر حق نے شیعہ آل عبا کیا
دی حب پنجتن ہمیں سب کچھ عطا کیا
پھر یاد ہے کہ امت بے دیں نے کیا کیا
کیا پنجتن کا حق محبت ادا کیا
زہرا کو مصطفیٰ کا حسین و حسن کا گھر
اک دوپہر میں لوٹ لیا پنجتن کا گھر

۲۰

کیوں منصفو یہ حق تھا والے رسول کا
دل توڑا اہل بیت کا پہلو بتول کا
ٹکڑے کیا جگر حسن دل ملول کا
کاٹا چمن بہار میں زہرا کے پھول کا
آئے نہ جن کو یہ محبت نبی سے کی
باندھا گلا علی کا یہ الفت علی کی

۳۲۱
[illegible]

۳۲۲
[illegible]

۳۲۳
[illegible]

۳۲۴
[illegible]

۴۲۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۳۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۳۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۳۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۳۳

کس بے ادب نے [illegible] اٹھا دیا

رخسار کا [illegible] اٹھا لیا

دیکھا کہ [illegible] آفتاب

کیوں [illegible] آگ لگا کے [illegible]

[illegible] جلا دیا

۴۳۴

[illegible] روال ہوا

[illegible] دوال ہوا

[illegible] ہوا

[illegible]

[illegible]

۴۳۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۳۶

پہنچے جو پاس ہمارے امام کے

بولے کہ ہم حسین علیہ السلام کے

[illegible] الامام کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۲۵

نزدیک چشم است ہے یوں ہی امام
عین علیؑ سے وصل ہو جیسے علیؑ کا لام
معکوس حرف یا کا ہے ابروئے مشکفام
لکھا ہے کاتب صنع نے زیبا علیؑ کا نام
صنعت علیؑ کے نام پہ کیا زیب و زین ہے
کاتب خدا ہے لوح جمال حسینؑ ہے

۴۲۶

چشم و دہن سے بینی و ابرو ہیں ان کے ہم
ایسے حروف ہم ہیں یہ ہوں جیسے یک قلم
طغرا لکھیں کسی تیغوں پہ نثار ہم
یاں عین و لام و یا کے اسی شان سے رقم
چہرے پہ راس و چپ و وعلیؑ آشکار ہیں
حیدرؑ نگاہ بان یمین و یسار ہیں

۴۲۷

گویا یہ خشک لب ہے ہلال مہ صیام
مومن پہ جیسے دیر سے آب و غذا حرام
ہے سچ یہ تشنہ کام ہوا اتنی تشنہ کام
دلوا دو اسکا فاتحہ پانی کا بھر کے جام
جاری ہے ذکر مرنے پہ سوکھی زبان کی
ہے یہ دعا کرم ہو یا رب جہان کی

۴۲۸

اپنے طبق میں تار شعاعوں کے بھر کے دوش پر
لایا قمر نثار سر ابن بو ترابؑ
کھولے ہوئے کرن سے پر و بال آفتاب
پروانہ وار پھرتا تھا گرد سر جناب
سر شعلہ ریز شمع تھا سوزش سے تنگ تھا
فانوس گنبد فلک سبز رنگ تھا

۴۴۹

اک مومنہ یہ کہتی ہے بیں سے جو کی نظر
اک بی بی پیٹتی ہوئی پھرتی ہے گرد سر
نوحہ یہ تھا کہ ہائے مرے سید مرے پسر
کہہ دے کہ جائے کوکھ جلی ماں تری کدھر
واں بیٹھوں کربلا میں کہ یاں قتل گاہ میں
سر تیرا شام میں ہے بدن قتل گاہ میں

۴۵۰

لے جاتے تھے جدھر سر شاہ انام کو
دیوار و بام جھکتے تھے سر کے سلام کو
روشن کیا تھا سر نے یہ اقلیم شام کو
حاجت نہ تھی چراغ جلانے کی شام کو
فکر چراغ و شمع سے سبکو فراغ تھا
زہرا کے اک چراغ سے گھر گھر چراغ تھا

۴۵۱

غل تھا یہ کس شہید کا جلوہ نما ہے سر
فر فر زباں سے مصحف حق پڑھ رہا ہے سر
یکسر جہاں میں کاشف سر خدا ہے سر
وہ قرب حق ملا کہ بدن سے جدا ہے سر
صاحب کو اس کے کشتۂ شمشیر کیوں کیا
ایسے سر بزرگ کو تشہیر کیوں کیا

۴۵۲

سب سے ملازمان یزیدی نے یہ کہا
بیعت نہ کی خلیفہ کی اس نے یہی خطا
قبلہ کو مڑ کے شاہ کے سر نے یہ دی ندا
یارو یہ سب کہو گنہ کچھ نہیں مرا
گو تن میں عزیز یہ ہیں ان میں حقیر ہوں
میں نائب رسول خدا کا وزیر ہوں

[illegible]

۵۷

بادلِ غمِ حسینؑ کے ہر دل پہ چھا گئے
آنسو متاعِ صبر و تحمل بہا گئے
دریائے انتقام تلاطم میں آ گئے
محشر تھا آئے کو یہ قدم تھم تھما گئے
نکلے سلاحِ جنگ محبانِ خاص کے
نیزوں بلند ہو گئے طوفاں قصاص کے

۵۸

سب غازیوں نے تازی ضیغم فگن لئے
پہن کفن پہ جوشن و بکتر پہن لئے
تیرِ قضا و نیزہ خارا شکن لئے
گرز و کمند و حلقہ طوق و رسن لئے
بعضے چلے دمشق کو قصدِ یزید پر
بعضوں کا عزم ابنِ زیادِ پلید پر

۵۹

[illegible]ی کے پسر کو کوئی سوئے وطن چلا
اک پیک کربلا کو بہ بستر کفن چلا
سرگرمِ جد و جہد تھا ہر ایک منچلا
نذرِ حرم کہیں سے کہیں پیرہن چلا
تمثالِ بیتِ سرور و دلگیر کے لئے
نذرانہ آہ بانوئے شبیر کے لئے

۶۰

ان یتیمِ حسینؑ کی ہمت کو دوں رقم
نادار اس قدر تھا کہ تھے اقربا بھی کم
زوجہ سے یہ کہا کہ یہ اللہ کی قسم
لاتے ہیں شام سے سرِ مولا بچشمِ نم
قربی کے کٹ کے ملنے سے ہوں اضطراب میں
بیشک تڑپتے ہیں مرے مولا تراب میں

۹۲۱

[illegible]

۹۲۲

[illegible]

۹۲۳

[illegible]

۹۲۴

[illegible]

۹۶۵

رویا یہ شہید دیدۂ حسرت سے زار زار
ناگاہ قلب کو ہوا الہام کردگار
جبراً کیا یزید کا قرب اسنے اختیار
جس طرح باغ دہر میں گل ہمنشین خار
اک نور تھا یہ انجمن اہل نار میں
جس طرح ایک دانہ جنت انار میں

۹۶۶

خدمت یہ کی یزید کی جو مدعا ملا
پھر سے لال کفر سے دین خدا ملا
در یتیم شاہ نجف کا پتا ملا
بیٹے سے حر کو چشمۂ آب بقا ملا
روشن تھا جو کنواں امام شاہ شہید سے
یہ اسکا پاسباں ہوا حکم یزید سے

۹۶۷

پردہ کنواں ظہور عجائب سے تھا چین
برپا تھا گرد چاہ کے ہر وقت شور شین
گاہے کنویں میں سنتا تھا اک بی بی کے بین
ہے ہے شہید فاطمہ یوسف لقا حسین
پیاسے کی قتل گاہ کہیں ہے گھر کہیں
کنبہ کہیں ہے لاش کہیں اور سر کہیں

۹۶۸

واری بہشت سے ترے زوار آئے ہیں
دیکھو پیمبران خوش اطوار آئے ہیں
پیاسے کے نانا احمد مختار آئے ہیں
قربان جاؤں حیدر کرار آئے ہیں
پھرتی ہے در بدر تری ماں لال روتی ہے
دیکھوں بتائے بہرہ کس روز ہوتی ہے

۴۶۹

بادہ کشی و صحبت یاراں و برسات
اس پہ ہے کالا کالا سا بادل تاریک رات
اور ایسے میں ہو جو دل بر کی بات
یہ آرزو ہے ہم ہوں اور تم ہو اور شب ہو حیات
یکتا ہے تو میرے لیے اے ہمدم کہ جاں ہے
یہ نقش جو ہے تیرا وہی دل کا مکاں ہے

۴۷۰

یہ سینہ ہے یا کہ نقش ہے کوئی گلاب سی
یہ آنکھ ہے کہ جس کی چمک آفتاب سی
یہ رخ ہے کہ جس پہ ہے کوئی ماہتاب سی
ہے لب ترا کہ لعل ہے یا ہے شراب سی
وہ سانس ہے کہ جس سے مہکتا ہے گلستاں
یہ زلف ہے کہ جس سے الجھتا ہے دل مرا

۴۷۱

یوں تو قراں کا پیمانہ ہے چاہ
یہ صبح ہے کہ شام ہے ابر سیاہ
وہ دل ہے کہ جس میں ہے تیری نگاہ
یہ دل ہے کہ آرزو ہے بہ صد راہ
یہ دل کی کیا کہیں کہ شب و روز ہے
اس دل کا حال ہے کہ جو اب ہے

۴۷۲

ہم سے نہ پوچھو کہ کیا ہے ہم کو طاقت
ان آنکھوں سے پی ہے ساقی نے مئے الفت
اے دل یہ بتا کیا ہے تری حالت
تو نے دیکھا ہے ان کا عالم
یہ تو ہے جان سے بھی اعلیٰ ہے
اے دل یہ جو ہے ترا عالم ہے

۷۷۳

گزری تھی یہ عالم کو شاہی کو صبح گاہ
فوج اُس نے بھیجی چار طرف ورکے کُلاہ
بجتی تھی نذر لے کے تیمور کو خاصیت نگاہ
اسکو نہ دیکھا اک نے نہ دیکھا کیا سپاہ
تن ہم بہ نگاہ جو اس خستن کا تھا
یہ عین معجزہ سر شاہ زمن کا تھا

۷۷۴

پیچاں رہا یہ خصم کی صورت نکالے
شل نصیب ہم گھری فوج دالے
یہ روز و شب زیادہ چلا ہم دبائے
باران و برق ساتھ لے اشکر کے آئے
اک ہاتھ دلیرانہ ایک پیش تھا محسن کا
اور گرد شور فا الہٰ ہم اکے [illegible] کا

۷۷۵

اک شب کو رفتہ رفتہ وہاں پہنچا یہ جہاں
اُتری ہوئی تھی اک زن نصرانیہ جہاں
صحرا میں اُسکے خیمہ و دیوان فلک تھا
خاتون قوم اہل دول فخر خاندان
دل مہر پنجتن سے جو صاف کیا تھا
خورشید بانو اسکا جہاں میں خطاب تھا

۷۷۶

پوچھا یہی زباں سے لئے عزت کیواسطے
نکلی تھی ال پئے تجارت کیواسطے
تیر لائی سر کی زیارت کیواسطے
ہادی بھی آن پہنچا ہدایت کیواسطے
اُس شب گروہ لشکر تھا اُس [illegible] کے
زینت یہ جو فلک تھا [illegible]

قطعہ

اک بیوی تھی گلِ تر اُن جوان اپنے شوہر سے
دیکھا ہے کیا یہ وحشت کہ وہ شوخ شوہر سے
اک بی بی شوخ طرح فرشتے کا اثر ہے
بی بی یہ خاص نور خدا کا خوب ہے
اُس نے کہا کہ فرق نہیں میری بات میں
موسیٰ ہے یہ جوان یہ بیضا ہے ہاتھ میں

قطعہ

بارے صاحب اُس کی سنبھالے کے کہا
سچا تھا یا جھوٹا کے ذرا دیکھ تو
سب بہو بیٹیوں کو پیچھے وہ دوڑی آیا
دیکھا یہ نور اور کے سجدے سے جدا جدا
حیران تھیں سب کہ بیز بے یہ کیا وارد ہے
بیدار ہیں کہ سوتی ہیں ان کو کہا ہے

قطعہ

باہم شقی سے کچھ کہیں کچھ کسی نے کہا
دیکھا جو ہم نے کہا یہ ہے سر اک شخص کا
رہتا ہے یہاں سبھی کی شمع بام
اس شمع کا اور دیکھ کے اس کا جلا جو جا
آنکھیں فلک پہ اور سخن تھا زبان پہ
سچا نہ اس کے ہاتھ ہے یا آسمان پہ

قطعہ

معمول سے کنیزوں نے حاضر کیا طعام
رومال کوئی جھلنے لگی لائی کوئی جام
پر اُس کو فرط رنج سے کھانا ہوا حرام
ہاتھ اُٹھا کے رکھ دیا اور یہ کیا کلام
شاید یہاں گذر ہے کسی بچے پیاسے کا
آئی ندا کہ سر ہے نبی کے نواسے کا

۵۸۱

اک نے کہا نجف میں ہے قبرِ ابوتراب
جاتا ہے واں چراغ جلانے کو آفتاب
حیرت سے کوئی بولی کہ اللہ رے وہ جناب
یہ تو ہے بے مثال ہے یہ نور لاجواب
اک نے کہا کہ چاند حضور اسکا داغ ہے
یاں وادیٔ امام ہے گھر شب چراغ ہے

۵۸۲

اک نے کہا کہ ہوگا سکندر پہ بیگمات
یا آئینہ لگا ہے سکندر کا ایک بات
پیاسی زباں سے کسی نے کہی یہ بات
اک جا ہوئی ہے جمع سبھی کائنات
اپنی جگہ چراغ ستاروں کے جلتے ہیں
اس روشنی میں اہل زمیں راہ چلتے ہیں

۵۸۳

وہ پیر ناتواں نے اسے گھر سے دی صدا
لے جاؤ اسے بہر حضرتِ امیر پاس آ
آیا جو وہ تو پوچھا کہ وہ مال بک گیا
مومن پکارا گوہرِ نایاب ہے بہا
بولی وہ بات ہم کہ ذرا آگے دیکھیں
اتنا بڑا گہر نہیں دیکھا جہان میں

۵۸۴

بولی تو پوچھا کچھ اور بولے بندۂ خدا
بیٹی سے خرید لیا میں نے مول تو بتا
رونے لگا وہ کانپ کے اور بولا کیا کہا
ہے یہ کہ اس کا مول کوئی دے سکا کیا
اللہ کو رسول کو پہچانتا ہوں میں
قرآں سے زیادہ اسے جانتا ہوں میں

٥٨٥

ہاں یہ ہے اسکا باغِ جناں دیکھیے گی تو
رشکِ ارم کی قصرِ جناں دیکھیے گی تو
پیمانہ ہے زمین و زماں دیکھیے گی تو
قیمت میں کم ہیں دونوں جہاں دیکھیے گی تو
یاقوت ہفت رنگ و دُرِ بے صدف ہے یہ
مخصوص بہرِ بیبیِ شاہِ نجف ہے یہ

٥٨٦

یہ سن کے اور شوق بڑھا پھر کیا سوال
القصہ میں نہ جاتی تھی اس گھر کا حال
پورا ہے شوقِ دید میں اب صبر ہے محال
یہ لونڈیاں یہ خیمہ یہ سارا متاع و مال
سب کچھ ہے اس گھر کی تو یہ رونمائی اب
بس تیرے ہاتھ ہے مری عقدہ کشائی اب

٥٨٧

بولا عجب مجھے نہیں پروائے مال ہے
اس دُر کی آبرو کی کمی کا خیال ہے
چل تو نجف میں شوق جو اسکا کمال ہے
واں اسکی دید میں ہی اور یاں محال ہے
جاؤں گا جس گھڑی یہ گہر نذر دینے کو
بیٹے کے ہاتھ ہم سے نکلیں گے لینے کو

٥٨٨

وہ بولی اشتیاق کا دل پر وفور ہے
آنکھوں سے میں چلوں گی نجف گو کہ دور ہے
پر آج شب کی شب قیام ترا یاں ضرور ہے
اس نے کہا قبول یہ لے ذی شعور ہے
ناصر اپنے کا بخت جو بیدار ہو گیا
اک گوشہ میں اُتر کے وہ دیندار سو گیا

[illegible]

۹۹۳

وہ بولی آہ کیا کروں صدمہ ہے جان پر
طاری ہوا ہے غش ابھی اس ناتوان پر
بیبی کو دیکھا پیٹتے ہیں آسمان پر
نالہ ہے اور لگی ہیں سے جو ہر زبان پر
ہم ابھی ہیں سے جھک کے کیا اضطراب ہے
عیسیٰ نے منہ پھرا لیا قہر و عتاب ہے

۹۹۴

غصے سے بولے آہ کچھ تم کو خبر نہیں
ہم تشنگی سے ہیں ترا آج کچھ ہم کو فکر نہیں
جن و ملک کو غم ہے مگر تجھ کو ڈر نہیں
ہم وار کر رہے ہیں کہ تجھ کو خبر نہیں
نے بچوں کی ہے فکر نہ ہم کا دھیان ہے
شاہ شہید آج ترا مہمان ہے

۹۹۵

یہ کہتی تھی کہ دیکھتی کیا ہے وہ نوحہ گر
بیٹھی پہ وہ جوان تو سوتا ہے بے خبر
اور مڑ کے دیکھ بیٹے نے اک نظر کہ گھر
کہتا ہے یہ بچھی کی طرف کو پکار کر
آیا ہوں دور سے کہ زیارت حصول ہو
یا ہم نفس علی مرا تحفہ قبول ہو

۹۹۶

پھر پیچھے زینب گھر سے گیا قرار
خورشید یاد آگیا نہ رہا دل پہ اختیار
اک بار دم کو روک کے پکاری وہ دل فگار
دم بھر کو واسطے خدا کے اب دیر زینہار
سو کر جو یہ اٹھے گا خطا بخش دو گی
ہے آگے گا وقت پھر ایسا نہ پاؤ گی

۹۷

آہستہ اک کنیز ادھر سے گئی اُدھر
رومال لا کے رکھ دیا بالی کی لاش پر
کھولی گرہ تو دیکھا ہے لال کا جگر
خوں میں کسی شہید کا ڈوبا ہوا جگر
زخمی جبیں سے نور شرافت چمکتا ہے
تازہ لہو گلے کی رگوں سے ٹپکتا ہے

۹۸

یہ دیکھتے ہی دل پہ وفورِ تعب ہوا
رو کر کہا دوہائی ہے دوہائی غضب ہوا
ہے ہے شہید کون یہ مقبولِ رب ہوا
عیسیٰ نے جو کہا تھا سو ظاہر وہ اب ہوا
مظلومیت کی چہرۂ انور پہ شان ہے
قربان ہو گئی یہ مرا میہمان ہے

۹۹

ٹکڑے ہوا ہے ایسے سو گئیں عیسیٰ کا جسم پاک
لاؤ چھری کروں میں کلیجے کو اپنے چاک
مجھ کو ملاؤ خاک میں منہ پہ ملا کے خاک
عیسیٰ سے روزِ حشر کہوں گی میں دردناک
کھولا نہ پہلے سر یہ پشیمان ہو گئی
سو بار اس کے سر سے قربان ہو گئی

۱۰۰

کس گھر کا یہ چراغ ہے جو ہے بجھا ہوا
پُر نور کس کے جلوے سے خیمہ مرا ہوا
یا رب کسی کی زیست پہ یہ بے خطا ہوا
نازل یہ کیوں زمانے پہ قہرِ خدا ہوا
ڈر ہے کہ ہمسروں سے نبی کا پسر نہ ہو
ہے ہے محمدِ عربی کا پسر نہ ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بند

یہ نام اور ہی تھا اسے حسد اگر وہ
اور ہے میری فاطمہ محبوبۂ الٰہ
پایا ہے جسکی خدمت میں مریم کا عزّ و جاہ
مولد مسیح پاک کا ہے میری قتلگاہ
فرزند شیر افگن و اژدر شگاف ہوں
میں اتقیائے ہاشم عالیشان ہوں

بند

مرتے ہیں تشنہ کام کسی کے سبب
بیٹے بتاؤ مجھ سے نسب نام اور حسب
نانا کا ہے یہ نور نہیں کوئی شک ہے
میں ہوں حسین ابن علی سید عرب
سردار انبیا کے نواسے کا نام ہیں
اور کربلا کی نہر پہ پیاسے کا نام ہے یہی

بند

ہم اسکے دو بیچاری نہیں وہ مسیحا
سب نے ہیں نے نام یہ پوچھا عیسیٰ نہ جانتا
یہ نام سے بیٹا نہ ہم ہیں کچھ
چھ ماہ کا بھائی ہے مرا قوت کی پیاسا
رتبہ میں انبیا کے سلف سے زیادہ ہے
یہ حضرت مسیح کا سردار زادہ ہے

بند

ہاتھوں سے بیٹیوں نے گریبان کئے چاک
ہم رکھتے اس شہید کے عیسیٰ کئے پاک
پوچھا اسکا نام کیا ہے کہ صاحب ہوں لولاک
کیا کہہ سکا اس غریب کے غم میں اڑائی خاک
اور کو اسکی جانتے ہیں ہم نہ باپ کو
عیسیٰ نے کچھ بتایا تھا نام اسکا آپکو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۱۳

سب ہم روتے ہیں ہوا اُن سبکو گماں
کوئی پکاری ہائے علی اکبر جواں
اک بولی ہائے عون و محمد بے زباں
اک نے فغاں کی ہائے علمدار خستہ جاں
اک بولی ہائے قاسم گلگوں کفن کدھر
مقتول بیگناہ غریب الوطن کدھر

۱۱۴

ان نوحہ ہائے غم سے شہید امام ہلا
میتوں کا پوست سینہ زنوں نے کیا ہلا
شق ہو کے استخواں سے لے پاؤں تلک ہلا
اللہ رے جوش غم کہ یہ اک اک سخی دی ہلا
ماتم سے سینہ شق ہوا گو دل نہیں ہلا
سینے سے تیر کے گرے بیچوں کا ڈھیر ہلا

۱۱۵

سمٹا جو ہاتھ پاؤں کو رعشہ ہوا کمال
پھر سب نے چوب خیمہ سے باندھے سر کے بال
تار نفس ہیں یہ نہ گرے کا ہو خیال
بالوں سے باندھتے ہیں یہ زہرا کی آل
آئی نہیں سب یہ ہائے یتیم الانام کی
امت نے باندھیں ہیں رسن سے زنان امام کی

۱۱۶

جب یا فغاں و آہ کہ پھر غشی ہوئے
ماتم میں سب کے ہاتھ برابر اُٹھے ہوئے
گیسو بندھے تھے چوب سے اور منہ کھلے ہوئے
اشکوں سے مثل شمع سراپا گلے ہوئے
ہر دم صدا یہ دیتی تھی سرور دلوں کا گھر
احسان مند مجھکو کیا اور بتول گھر

۱۱۷

اس زور شور سے کیا ماتم حسین کا
ساتوں طبق زمین کے تھرّائے زیر پا
آواز بند ہو گئی اور دم الٹ گیا
آخر گریں وہ کہتی ہوئی وا شہیدا
دل پر جگر پہ جان پہ صدمہ سوا اٹھے
گیسو کھلے جو بیبیوں کے سر سے ردا اٹھے

۱۱۸

وارد سراں ہوئی ہر سو ہوئی پکار
گیسو کھلے جو بزم غم شاہ نامدار
سامان تعزیت میں ہے یہ رسم یادگار
ویسی ہی تعزیت جو اٹھاتی ہیں سوگوار
چالیس بیبیوں کے نشاں ساتھ ساتھ ہیں
سب [illegible] شاہ کی محبت پہ [illegible] ہیں

۱۱۹

حوروں کو اُس گھڑی یہ ہوا عرش سے خطاب
ہاں خاصگان حق کی تم جا کے لو شتاب
احسان ایک ایک کا ہم پہ ہے بے حساب
چھڑکو بہار سے چشمۂ رحمت کا اب آب
اشکوں پہ ان کی [illegible] حسین کی
یہ خاص [illegible] ہیں ہمارے حسین کی

۱۲۰

حوران خلد آئیں کھلے سر برہنہ پا
چھڑکا زلال چشمۂ افضال کبریا
اتنے میں چونک اٹھا وہ [illegible]
ماتم زدوں سے اس نے کہا سب کا ماجرا
اشکوں پہ [illegible]
پہنچے یہ کارواں بھی [illegible]

۱۲۱

خورشید بانو اُس کے برابر تھی نوحہ گر
منھ پر لگائے خاک کبھی ہیں اِدھر اُدھر
ناگہ قریب دشتِ نجف کے ہوا گذر
دیکھا کہ راستہ میں ہیں دو شخص نوحہ گر
زیرِ نقاب دونوں کے رخسار پاک ہیں
اُجلا کفن گلوؤں میں ہیں جیب چاک ہیں

۱۲۲

پھیلا کے ہاتھ ایک بزرگ آگے بڑھا
شانِ نوری انور مظلوم کربلا
ہٹ کر ادب سے شیعہ نے کی التجا
آگاہ ہیں سب ہمیں سے ہے صاحبِ ذو العلا
ہم ہیں امین امانتِ خیر الانام کا
حیدر ہی کو ہیں دو نگہ صبر اپنے امام کا

۱۲۳

دو بولے سب حسینؑ پہ تیرے نثار ہیں
بھائی اسی شہید کے ہم سوگوار ہیں
پیارے ہیں مرتضیٰ کے ہمارے مزار ہیں
ہیں دونوں پہ آدمِ عالی وقار ہیں
چل جلد لے کے ہم ذرا شہِ مشرقین کا
غش ہو گیا ہے قبر میں بابا حسینؑ کا

۱۲۴

زینبؑ ہیں اب تڑپتے پہلوؤں پہ زار زار
قبر سے نکلی یہ صدا ہم کس کے بیقرار
بیٹا علیؑ کا غش ہے کا حیدر کا دوستدار
تا حشر بھی نہ یاد ہم بھی زینہار
چلایا جا کے قبر پہ وہ یاورِ حسینؑ
شاہِ نجف اٹھو کہ ہیں لایا سرِ حسینؑ

[illegible]

۹۲۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قطعہ

[illegible]

ایضاً

[illegible]

ایضاً

[illegible]

رباعی

[illegible]

مختصر فہرست کتبخانہ ریاض تجارت چوک لکھنؤ

معراج الکلام حضرت اوج مرحوم خلف حضرت سخن [illegible]
دبیر مغفور جس میں معرکہ آرا مرثیوں کی ایک بار پھر جلد کا نام رکھ
علاوہ مرثیوں کے سوانح عمری "صوبہ دار" بھی درج ہے کاغذ دبیز مجلد
ضخامت [illegible] بوستان رشید ملک الشعراء حضرت رشید مرحوم
اسے [illegible] باب مرثیوں کی جلد ۲۰×۲۶ سفید چکنے کاغذ پر نہایت
اہتمام و چھپائی ہر صفحے میں صرف چار بند جلی لکھے ہیں مرحوم
کی سوانح عمری بھی درج ہے۔ عہ
معراج سخن حضرت عروج علی اللہ مقامہ کا منتخب کلام
طبع ہو گیا جناب عروج مرحوم نے اپنی آخری عمر میں
انڈین پریس الہ آباد میں تین مرثیے طبع کرا کے اکاڈمی
الہ آباد یونیورسٹی میں مقابلۃً ان مجموعہ مراثی سے مبلغ
پانچسو روپیہ کا انعام حاصل کیا کاغذ سفید گندہ طباعت
اعلیٰ دیدہ فریب دلفریب مجلد عہ

مجموعہ [illegible] حضرت [illegible] رشید مرحوم
ریحان غم جناب میر وحید صاحب مرحوم کے ۲۰ مرثیہ
یہ پہلی جلد طبع ہوئی ہے [illegible] سفید کاغذ پر
تحفۂ [illegible] مرثیہ
کتابت نہایت عمدہ سفید کاغذ پر نہایت [illegible]
صفحات کے ساتھ طبع ہوئی ہے شائقین کرام جلد توجہ فرمائیں
قیمت عہ مجلد ۱۲
ہفت سورہ مترجم جناب مولانا حافظ فرمان علی
قبلہ مرحوم ۔ ہفت سورہ نہایت ہی موزوں جلی اور
تقطیع سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے جلی قلم خوشخط مجلد ۱۰
بیس المناقب جناب میر انیس و حضرت نفیس علی
مقامہم کے مقبول مناقب طلب حاجات کا [illegible]
[illegible] ۔ ر

نوٹ ہمارے کتبخانے میں ہر علم و فن کی کتابیں و تعویذات و لوح جات اور اساتذہ حضرت شعرائے لکھنؤ کے نایاب قلمی مرثیے جو آج تک نہیں چھپے بکثرت موجود ہیں فہرست طلب فرمائیے۔

المشتہر

سید ریاض الحسن موسوی مالک کتبخانہ ریاض تجارت چوک لکھنؤ

یہ سب کتابیں [illegible] کتب خانہ [illegible] لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں